LAHORE
BIENNALE
01

# گـــــــــــائیڈ

GUIDE

## CONTENTS


1 LBF

2 LB01

6 Sites
Lahore Fort
Mubarak Haveli &
Tehsil Park
Shahi Hammam
Lahore Museum
Alhamra Art Centre
Bagh-e-Jinnah
Canal

134 Academic Forum
Academic Forum
artSpeak
Youth Forum

158 Acknowledgments

لاہور بینالے فاؤنڈیشن

# LAHORE BIENNALE FOUNDATION

The Lahore Biennale Foundation (LBF) is a non-profit organization that seeks to provide critical sites for experimentation in the visual arts. LBF focuses on the many stages of production, display and reception of contemporary art in diverse forms. It understands inclusivity, collaboration, and public engagement as being central to its vision and is committed to developing the potential of art as an agent of social transformation.

To this end, the LBF endeavors to support art projects across Pakistan especially those critical practices which are based on research and experimentation. LBF is supported by government bodies, and has developed enduring relations with international partners. These partnerships at home and aboard will hopefully bridge institutional gaps between Lahore and the rest of the world. The Lahore Biennale Foundation has embarked on, and completed multiple successful public art projects in collaboration with various partners.

The Board of Directors of the Lahore Biennale Foundation comprises of **Osman Khalid Waheed**, **Ali Naqvi**, **Qudsia Rahim**, **Raza Ali Dada**, **Mohsin Hamid**, **Rafay Alam**, and **Fawzia Naqvi**.

لاہور بینالے فاؤنڈیشن ایک غیر منافع بخش تنظیم ہے ، جو فنی تجربات کے لئے اہم سائٹس فراہم کرنے اور فن کی ممکنہ صلاحیت کو سماجی تنقید کے لئے آلہ کار بنانے میں کوشاں ہے۔ فاؤنڈیشن کی توجہ عصرِ حاضر میں بنائے جانے والے فن پاروں کی پروڈکشن ، نمائش، اور پذیرائی کی متنوع صورتوں کی طرف مرکوز ہے۔ اسکا مرکزی نقطہ نظر سماجی تبدیلیوں کے ایجنٹ کے طور پر عوامی شمولیت، اشتراک ، اور فنی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے فاؤنڈیشن پاکستان بھر میں فنی منصوبوں کی اعانت کر رہی ہے خاص طور پر وہ جو تحقیق اور تجربے پر مبنی ہیں۔

لاہور بینالے فاؤنڈیشن نے مقامی طور پر حکومتِ پنجاب، کمشنر آفس لاہور، پارکس اور ہارٹی کلچر اتھارٹی، اور والڈ سٹی اتھارٹی کے تعاون سے ایک سے زیادہ کامیاب عوامی فنی منصوبوں کا آغاز کیا ہے۔ فاؤنڈیشن نے بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کیا ہے ، اور آگے بھی کام کرنے کا ارادہ ہے جس میں برٹش کونسل ، گویتھ انسٹی ٹیوٹ پاکستان اور دا نیو نورتھ اینڈ ساؤتھ شامل ہیں۔ امید ہے کہ یہ اشتراک لاہور اور باقی دنیا کے درمیان ادارتی فاصلوں کو مٹانے میں مدد دے گا۔

لاہور بینالے فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر عثمان خالد وحید، [شریک چئیرمین] علی نقوی، [شریک چئیرمین ] رضاعلی دادا، رفیع عالم[بورڈ آف سیکرٹری]، قدسیہ رحیم [ایگزیکٹو ڈائریکٹر] ، محسن حامد اور فوزیہ نقوی ہیں۔

# LAHORE BIENNALE 01

Lahore constitutes a rich and complex urban site for artistic intervention. The city has seen successive social, ideological, economic, and political changes over its extended past; including the eras of the Mughals, the Sikhs, the British Raj and post-Partition sovereignty. Although the city has been reconstructed numerous times, both physically and ideologically, it has demonstrated resilience and adaptability, and has emerged as a major agricultural, industrial, educational, and cultural center in South Asia. The city today consists of a palimpsest of various communities, distinctive histories, and diverse world views. As an increasingly transnational city that includes disparate migrant groups, Lahore's modernization is proceeding at a faster pace than ever.

With its multifaceted cultural legacy and numerous educational and cultural institutions, Lahore has produced some of the most internationally acclaimed artists of the region. Many of these artists have come from urban and rural backgrounds from across Pakistan and abroad. Although their work has brought some regional and global recognition to the city, this achievement is based primarily on the reputation of individual artists and the pedagogy within selected educational institutions. The city itself has not so far significantly featured as a space that consistently engages artistic practice with diverse publics.



Thoughtful regional and global contemporary art projects in the city can serve to challenge and empower the relatively secluded local publics towards greater participation in contemporary cultural developments. These engagements can energize new relationships of residents and visitors with the city, where the past can be reflected upon, the present debated in new ways, and the future anticipated in a pluralist and progressive direction.

By virtue of its dense historical background and contemporary cultural and social ferment, significant artistic engagement with Lahore can also offer a more complex view of the lived realities of Pakistan at large. Given the limited representation of Pakistan in global media, and the relative scarcity of regional dialogues within South Asia, there is a genuine need to foster a deeper and multifaceted exchange between Lahore, the region, and the rest of the world. The diverse and parallel realities of Lahore and Pakistan have remained somewhat underground. It is time to project them on the national, regional, and global stage via reflective, open-ended, and investigative cultural projects.

In order to address the dynamics of "public engagement" in the arts, LB01 will test the parameters of "art" and "public," and contextualize this relation within the specificities of Lahore and in a global context. For this purpose, the LB01 will develop art in public spaces and public programs along with opportunities for critical thinking and practice in its Academic Forum. The frameworks of engagement will be varied; and will include tapping into Lahore's public consciousness or collective memory, conversing with existing institutions that seek renewed participation, or proposing new ways of community involvement.

Exhibitions and events for LB01 will be held at seven major venues that engage with the city's Mughal, Colonial and Modern layers. The inaugural Biennale recognizes the city in relation to its region, as reflected in the presentation of artists selected, and in the Biennale's core and collateral programming. Over 50 artists and collectives will participate, including artists based in Bangladesh, India, Iran, Pakistan, Turkey, Sri Lanka, as well as from Europe and the United States.

The LB01 organizational team includes Director Qudsia Rahim, curating the public arts projects, Iftikhar Dadi who is developing the academic program; Raza Ali Dada advising on production and exhibition design whereas Ayesha Jatoi is overseeing publications.

## لاہور بینالے ۰۱

لاہور بینال فاؤنڈیشن کے افتتاحی ایڈیشن کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ۱۸ سے ۳۱ مارچ ۲۰۱۸ تک چودہ روزہ تقریب کا انعقاد کیا گیا ہے، ۱۱ لاکھ حاضرینِ لاہور کے لیے شاندار تغیراتی نمائش کا آنتظام کیا جائے گا۔ جس میں مختلف تخلیقی صلاحیتوں اور فنی کاوشوں کا فروغ مقصود ہے۔

لاہور کو فنی سرگرمیوں کے ارتقائی مراحل میں بھرپور اہمیت حاصل ہے۔ گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ بڑھتی ہوئی سماجی، نظریاتی، اقتصادی اور سیاسی تبدیلیاں اس شہر پر آشکار رہی ہیں خصوصاً دورانِ مغل ، سکھ، برطانوی، اور بعداز تقسیمِ اقتدار ۔ اگرچہ یہ شہر کئی با ر مسمار ہوا اور تعمیری مراحل سے گزارا گیا اس کے باوجود بھرپور انداز سے قائم و دائم ہے بڑھتی ہوئی نقل مکانی کے باعث شہر تہہ در تہہ نئی اور پرانی قومی اقلیتوں و اکثریتوں کی پناہ گاہ بن گیا ہے، جو دن بدن جدیدیت کی نئی راہیں ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

کثیر ثقافتی میراث اور متعدد تعلیمی اور ثقافتی اداروں کی بدولت اس شہر نے کئی قابل اور باصلاحیت فنکار پیدا کئے ہیں جن میں سے بیشتر ملک کے مختلف دیہی اور شہری علاقوں میں سے ہیں ۔ ان کی فنکارانہ صلاحیت نے شہر کو علاقائی اور عالمی سطح پر تسلیم کروانے میں مدد دی ہے۔ اس کے باوجود بین الاقوامی سطح پر نمایاں حیثیت حاصل کرنے کے لیے مزید کوشش کی ضرورت ہے۔

علاقائی اور عالمی سطح پر عصر حاضر میں بنائے جانے والے فن پارے اس دور کی ثقافتی ترقی میں مختلف عوام کو حصہ دار بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ یہ اشتراک شہری اور غیر علاقائی عوام کو شہر کے ساتھ نئے تعلقات استوار کرنے میں مدد دے سکتا ہے جہاں ماضی کی بازگشت سنتے ہوئے حال کو کھوجنے کے در وا کیے جا سکتے ہیں تب ہی ایک روشن مستقبل کی نوید سنائی دے گی۔

اپنے تاریخی پس منظر ،موجودہ ثقافت، بدلتی ہوئی سماجی قدریں اور اہم فنی اشتراک کی وجہ سے شہر جیتی جاگتی حقیقتوں کو وسیع پردے پر نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی میڈیا میں محدود نمائندگی اور جنوبی ایشیاء میں نظریات کے پرچار کی کمی لاہور اور بیرونی دنیا میں کثیر تبادلہ خیال کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔ اب ضروری یہ ہے کہ ثقافتی منصوبوں کے ذریعے ایسی متنوع اور متوازی حقیقتوں کو جو لاہور اور پاکستان کی زرخیز زمیں تلے نہاں ہیں عالمی اور علاقائی سطح پر اجاگر کیا جائے۔

لاہور بینال فاؤنڈیشن کا مرکزی نکتہ نظر عوامی شمولیت اور اشتراک ہے ۔ مختلف فنکاروں ، گروپس ، اور اداروں کو فاؤنڈیشن کی طرف سے دعوت دی گئی ہے ، فاؤنڈیشن کو حکومتی تعاون حاصل ہے ادارتی مہارت کے فقدان کو ختم کرنے کے لیے فاؤنڈیشن نے لاہور اور عالمی دنیا کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کیے ہیں۔ لاہور بینال فاؤنڈیشن کی اولین ترجیح عوامی سرگرمیوں کے ذریعے نظریات اور تجربات کا فروغ ہے، پچھلے تین سالوں سے فنی منصوبوں کی ترقی کے لیے مزید کام کرنا ہی فاؤنڈیشن کی اولین ترجیح ہے۔

فن میں مختلف عوامی رحجان کو جانچنے کے لیے لاہور اور عالمی سطح پر سیاق و سباق تیار کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے فاؤنڈیشن آرٹ کو مختلف عوامی سرگرمیوں میں تشکیل دے گی تاکہ تنقید اور عمل کے ذریعے آرٹ کو مشق میں لایا جائے ۔ اس طرح کے فنی اشتراک کے ذریعے لاہور کی مختلف عوام کی شعوری صلاحیت پر دستک دی جائے موجودہ ادارے جو شمولیت کے خواہاں ہیں ان سے مشاورت کے ذریعے یہ مقصد تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔

معاونیت لاہور بینال فاؤنڈیشن کا ایک لازمی جزو ہے، شہر کے مختلف اداروں کے ساتھ مل کر کام کیا جائے گا مختلف عوامی مسائل سے آگاہ کیا جائے گا، یہ شراکت داری وسیع پیمانے پر عوام کے درمیان تبادلہ خیال کو رائج کرنے کے لئے راہ ہموار کرے گی۔

### ٹیم

لاہور بینال فاؤنڈیشن کی تنظیمی ٹیم میں ڈائریکٹر قدسیہ رحیم اور مشاورتی کمیٹی میں رضا علی دادا، افتخار ڈاڈی ، عائشہ جتوئی ، اور محسن حامد پر شامل ہیں۔ افتخار ڈاڈی تعلیمی مباحثہ اور اشاعت کا کام عائشہ جتوئی کی زیر نگرانی ہے، فن پاروں کو نسب کرنے کا کام قدسیہ رحیم کی سرپرستی میں کیا جائے گا۔

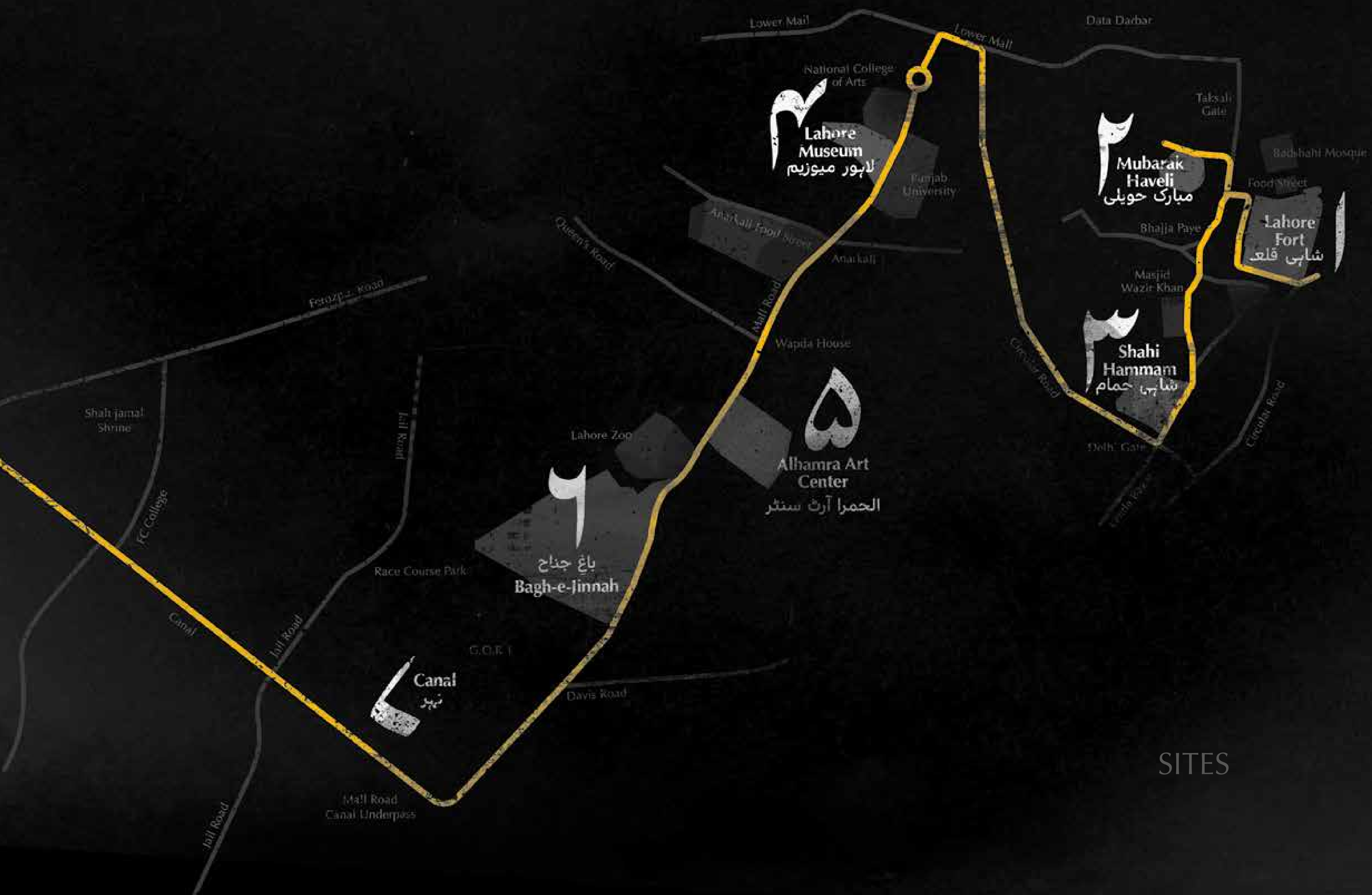

Lower Mall
Lower Mall
Data Darbar
National College of Arts
Taksali Gate
Lahore Museum
لاہور میوزیم
Mubarak Haveli
مبارک حویلی
Badshahi Mosque
Food Street
Lahore Fort
شاہی قلعہ
Punjab University
Anarkali Food Street
Anarkali
Bhatti Gate
Queen's Road
Ferozpur Road
Mall Road
Masjid Wazir Khan
Wapda House
Shahi Hammam
شاہی حمام
Circular Road
Circular Road
Alhamra Art Center
الحمرا آرٹ سنٹر
Delhi Gate
Shah Jamal Shrine
Jail Road
Lahore Zoo
FC College
باغِ جناح
Bagh-e-Jinnah
Race Course Park
Canal
Jail Road
G.O.R 1
Canal
نہر
Davis Road
Mall Road Canal Underpass
Jail Road


SITES

THE FORT, LAHORE.

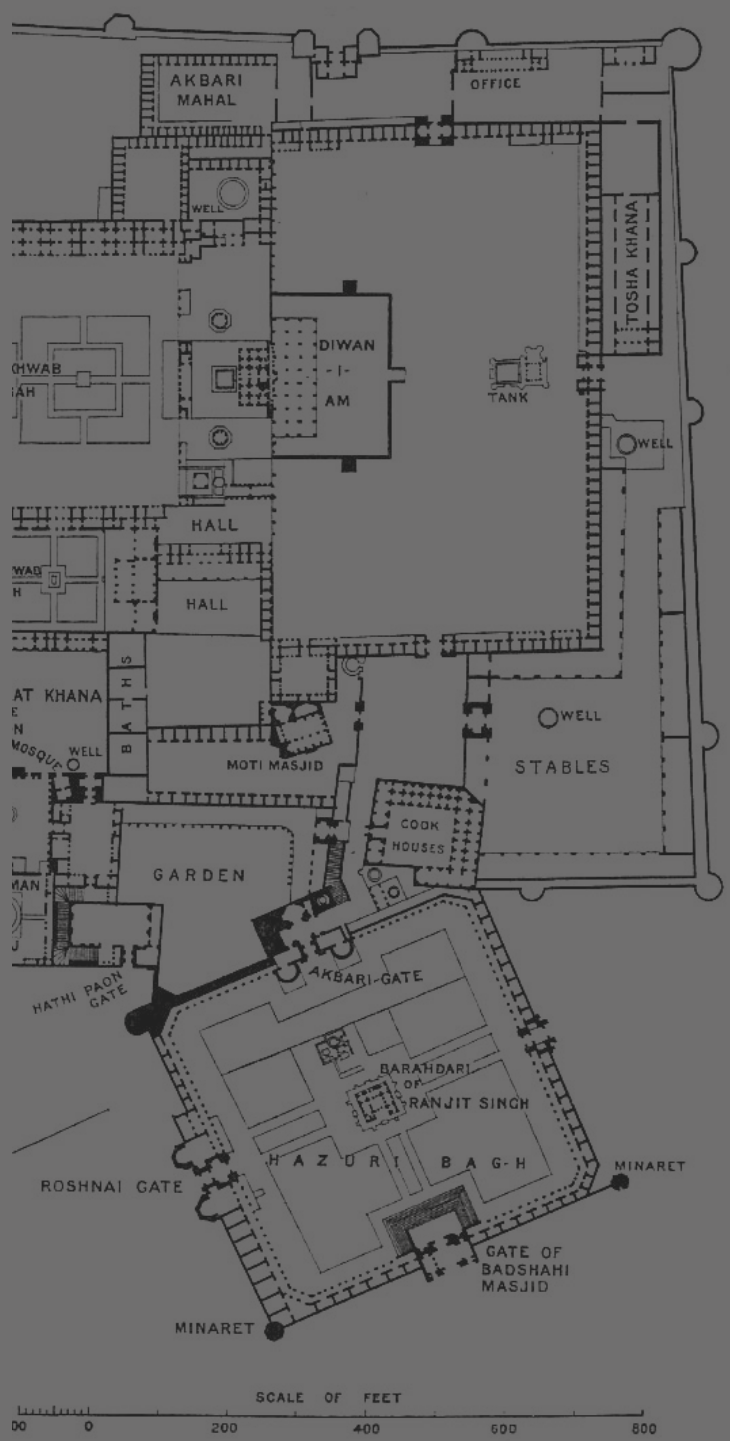


[To face p. 234.

شاہی قلعہ لاہور

# *MAKTAB*

Miniature Painting Atelier

During the Mughal empire, court painters worked collaboratively in workshops or ateliers to create the miniature paintings in book manuscript format. Given the highly complex process required to produce the miniature paintings and assemble them in a finished manuscript, artists specialized in facets of the production and worked together to complete their works.

The **Aga Khan Museum**, The **Aga Khan Trust for Culture**-Pakistan, the **National College of Arts** (NCA), the **Lahore Fort** and the **Walled City Authority** have partnered together to recreate a workshop within the setting of the historic Mughal Lahore Fort. This is in tribute to the work done by the artists in the past. It also encourages artists today to work collaboratively in their creation of new works, which while based on traditional methods, address the contemporary and the present.

Led by accomplished miniature painter **Imran Qureshi**, a group of young artists trained in the genre at the NCA will, over the course of the Biennale, create miniature paintings in the setting of the Lahore Fort. This setting will partly recreate how traditional artists produced work within Mughal court settings. The young artists will deploy the centuries old miniature technique, and also expand their formal and visual vocabulary to include digital media, videography, air brush techniques, and photography, forging a bridge between the traditional art form and contemporary practices.

# مکتب

The **Aga Khan Museum** in Toronto, Canada offers visitors a window into worlds unknown or unfamiliar: the artistic, intellectual, and scientific heritage of Muslim civilizations across the centuries from the Iberian Peninsula to China.  Its mission is to foster a greater understanding and appreciation of the contribution that Muslim civilizations have made to world heritage. Through education, research, and collaboration, the Museum will foster dialogue and promote tolerance and mutual understanding among people.

Imran Qureshi is the Head of the Miniature Painting Department at the National College of Arts, Lahore and has been teaching there since 1994. His work is globally acclaimed and is in the permanent collections of major museums of the world.

Tahir Ali-Saddique
Ahmed Javed
Ramzan Jafri
Shah Abdullah
Syed Hussain
Shakila Haider
Muzammil Khan
Hammad Gilani
S.M Khayyam
Arsalan Farooqi
Rizwan Un Nabi-Butt
Shahid Malik
Sana Najam
Zarina Khan
Sajid Khan
Asima Khan
Faryal Ahsan
Muhammad Jawad
Fizza Hussain
Eesha Suhail
Brishna Amin
Nyla Talpur
Eman Fatima
Natalia Ashraf

مغلیہ سلطنت کے دوران ، درباری مصوروں نے ورکشاپ اور کارخانوں کی معاونیت میں مینی ایچر پینٹنگز کو کتابی مسودے کی شکل میں لانے کے لئے کام کیا۔ انتہائی پیچیدہ عمل کے ذریعے پورے مسودے کو اکٹھا کیا گیا، ماہر فنکاروں اس کام کی تکمیل کے لئے مل کر کام کیا

آغا خان میوزیم ، آغا خان ٹرسٹ فار کلچر ۔پاکستان، نیشنل کالج آف آرٹس لاہور فورٹ اور والڈ سٹی اتھارٹی نے مل کر شاہی قلعے میں اس ورکشاپ کی تشکیلِ نو لئے کام کیا ہے۔ یہ عمل ماضی کے فنکاروں کو ایک خراجِ تحسین ہے ، یہ ورکشاپ آج کے فنکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی ہو رہی ہے تا کہ وہ باہمی تعاون کے ساتھ روایتی طریقوں پر مبنی کام کریں جو موجودہ دور کی عکاسی کرتا ہو۔

شہرت یافتہ مینی ایچر پینٹر **عمران قریشی** کی قیادت میں نیشنل کالج آف آرٹس کے تربیت یافتہ نوجوانوں کا گروپ شاہی قلعے میں بینالے کے لئے مینی ایچر کے فن پارے بنائے گا ، یہ ترتیب جزوی طور پر تجدید ہے مغل دربار میں روایتی فنکار کس طرح کام کیا کرتے تھے۔ نوجوان فنکار صدیوں پرانی مینی ایچر کی تکنیک کو دوبارہ زندہ کریں گے جو انکی فنکارانہ لغت کی توسیع میں مدد دے گی۔ ڈیجیٹل میڈیا ،دیڈیوگرافی ،ائیربرش ،اور فوٹوگرافی روایتی اور عصرِ حاضر کی فنی ہیت کے درمیان پل کاَ کردار نبھا رہی ہیں ۔

# SHAHZIA SIKANDER

Lives and works in New York

*Disruption as Rapture*
2016
HD video animation with 7.1 surround sound
Music by Du Yun featuring Ali Sethi
Animation by Patrick O'Rourke
10 minutes 7 seconds
Philadelphia Museum of Art
Commissioned by the Philadelphia Museum of Art, 2016

*Disruption as Rapture* (2016)

Shahzia Sikander's 10-minute film, Disruption as Rapture is inspired by the Philadelphia Museum of Art's 18th century manuscript Gulshan-i Ishq (Garden of Love), written in 1657–58 by Nusrati, court poet to Sultan Ali Adil Shah II of Bijapur. The poem is written in Deccani Urdu and Persian naskh script, the language of the Muslim elite in South-Central India, and is a North Indian Hindu love story recast as a Sufi tale for an Islamic court.

Taking the allegorical tale of connection, separation, longing and the final union of lovers through iconography of lush gardens and magical beings, Sikander uses movement and lyrics to play with the love story's metaphor for a soul's search for the divine. The plurality that exists in the manuscript – Hindu and Sufi, metaphor and message – is explored through a collaboration with Pulitzer-Prize winning composer Du Yun and vocalist Ali Sethi. Much like the metaphor is used to convey the manuscript's core message, Ali Sethi explores elements from Hindu and Muslim lyrical poetry to create an improvised passage into a devotional process. The collaborative spirit of the work is reflected in the multiplicity of aural and visual languages.

# شازیہ سکندر

**"ڈِسرپشن ایز ریپچر " اختلالِ بے خودی**

مدتِ معین دس منٹ پر بنائی جانے والی فِلم بہ عنوان **"ڈِسرپشن ایز ریپچر "** فلیڈیلفیا میوزیم آف آرٹ کی اٹھارویں صدی میں لکھی جانے والی نظم گلشنِ عشق سے متاثر ہے۔ یہ نظم ۱۶۵۷۔۵۸ میں نصرتی نے لکھی جو بیجا پور کے سلطان علی عادل شاہ دوئم کے خاص درباری شاعر تھے ۔ یہ نظم دِکنی اردو اور فارسی رسم الخط نسخ میں لکھی گئی یہ جنوبی مرکزی ہندوستان کے ممتاز خاندانوں کی زبان تھی ، شمالی بھارت کی عشقیہ داستان کو اسلامی دربار کی صوفی داستان کے طور پر نئے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

روابط ، علیحدگی ، چاہ اور بالآخر ملاپ ، ہرا بھرا باغ اور جادوئی رمزیات سے اس داستان کی شروعات ہوئی ہے۔ فنکار نے تحرک اور خوبصورت الفاظ کو داستانِ محبت میں استعارات کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ہندو اور صوفی مسودوں میں جن تشبیہات اور پیغامات کی کثرت موجود تھی ان پر تحقیق کی گئی ہے ۔ "پولیٹزر پرائز وننگ کمپوزر " ڈو یون اور گلوکار علی سیٹھی کی معاونیت سے تمثیلات کو مسودے کا بنیادی پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ گلو کار علی سیٹھی نے ہندو اور مسلم شاعری کے اہم جزو پر تحقیق کی ہے۔ یہ باہمی شرکت کثیرالذبانی کی عکاسی کرتی ہے ، جیسے بصری اور اعصابی۔

# SUMMER PALACE

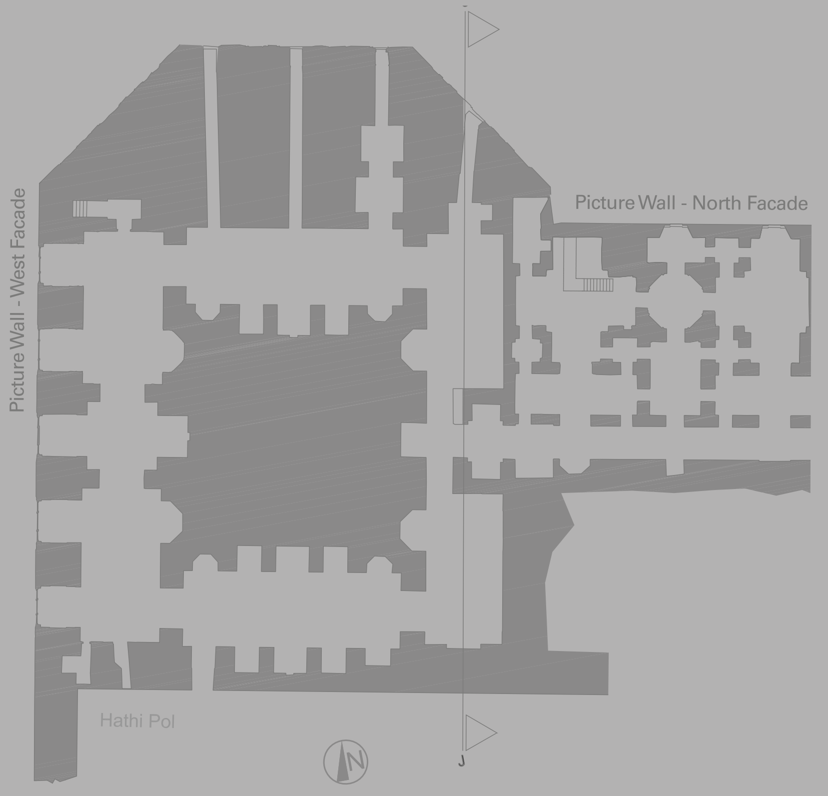


Constructed by the sixth Mughal Emperor during the 17th century, the Summer Palace was built as a seasonal retreat for the royal family. Located at the basement of the Shish Mahal of the Lahore Fort, the Summer Palace is a space in which interiors and exteriors blur, where night and day seemingly meld together. This character lends itself to suggestions of rendezvous and intrigue in present day folklore. For the purposes of the Lahore Biennale 01, the unique architectural features of this site present noteworthy curatorial possibilities.

A concern with interiority characterizes many works exhibited in the Summer Palace. **Shirin Neshat** and **Rehana Mangi**'s works comment on the experience of women's life in the region. Historically, public silence has been a feature of female lives in this part of the world. This is powerfully addressed in Neshat's video where a man sings beautiful renditions of a poem by Jalaluddin Rumi, but when the woman sings her voice does not align with the movements of her lips and she sings in an unintelligible language. Trained as a miniaturist, Rehana Mangi brings her meticulous precision to her textile work, but alters this by introducing human hair as an integral feature of the art work. Hair symbolizes desire, and also a marker of shame in the public presence of female bodily experience.

**Shahpour Pouyan** and **Sadia Salim** engage with diverse elements and motifs from Indo-Persian court paintings. The conscious erasure of figurative forms in Pouyan's paintings question commonly accepted narratives of history. In **Sadia Salim**'s work the geometrical pattern in Islamic architecture is miniaturized and rendered as filigree in translucent porcelain. In **Hamra Abbas**' work, images that are part of collective memory are re-examined through color separation, in order to "deconstruct the act of seeing."

**Nadia Kaabi-Linke**'s sound work creates an aural register that captures present day anxieties. Twitching limbs and restless legs are surely a marker of our fast-paced era as we are affected by the various stresses of modern day life.

Meticulous record-keeping, classification and observation across time is evident in the works of **Naiza Khan**, and **Fazal Rizvi**. Each artist works through the legacy of colonialism in the region, noting its impact on geography, ecology, terrain, flora and fauna of the region, during, and after British rule. **Huma Mulji** records small exchanges that often go unnoticed against

the backdrop of an increasingly urbanized society; in her work we are made privy to small gestures shared between the artist and a local bread seller in Lahore since 2010.

**Amar Kanwar**'s video installation is a sensorial undertaking that moves from light into darkness. The film addresses a disintegration of the senses, as well as the nature of collective history. In its slow unfurling, the film comes into dialogue with the photographic work of **Firoz Mahmud** who turns our focus onto yet another kind of blindness. Bangladeshi textile workers wear extraordinary optical devices fashioned from the textile machinery itself. Here, rather than served by constant labor, the machine is now used to create seeing devices. The workers temporarily attempt to assume the role of viewer, versus that of the one being subjugated.

Referencing the labyrinthine nature of the basement structure that has a sophisticated hydraulic system, **Iftikhar Dadi** & **Elizabeth Dadi**'s neon work evokes a space situated in endless temporality, in which time assumes a fluid character—and also the river Ravi that once flowed in close proximity. Verses from the poetry of Muhammad Iqbal that reference a "two-silken twine" suggest here the red and blue neon paths as manifestations of the cycle of night and day, tangled in one another as they beckon us to reflect on our relation to deeper history.

**Faiza Butt**'s light boxes explore illuminated manuscripts of such as the *Shahnameh*, whereas references to Kashmir in the poetry of Agha Shahid Ali ask us to consider present dilemmas within a world that encompasses both the forces of good and evil.

**Asad Raza**'s installation invites the viewer to give themselves up to a chance encounter that verges on play. This encounter is specifically acute for this site, since it accounts for a public interaction in a space that was previously stately and aristocratic and closed off to the ordinary public.



# پری محل

سترویں صدی کے دوران چھٹے مغل شہنشاہ کی زیرِنگرانی سمر پیلس[پری محل] شاہی خاندان کے موسمی لطف و آرام کے لئے تعمیر کیا گیا ، شاہی قلعے میں شیش محل کے تہہ خانے میں تعمیر کردہ سمر پیلس[پری محل] جہاں دن رات، اندرونی اور بیرونی مناظر آپس میں ضم ہوتے نظر آتے ہیں یہ صورتحال موجودہ لوک داستانوں کی سی ہے ۔ لاہور بینالے کے لئے اس منفرد جگہ کے طرزِ تعمیر نمائشی امکانات فراہم کر رہے ہیں۔

سمر پیلس[پری محل] میں اندرونی جگہ پر نمائش کردہ کام اس جگہ آسائش کی نشاندہی کرتے ہیں۔ شیریں نشاط اور ریحانہ منگی کے فن پارے علاقائی طور پر عورتوں کے تجربات پر تبصرہ کرتے ہیں۔ معاشرتی طور پر عورتوں کے معاملات میں عوام خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے ہیں جس کو شیریں نشاط کی ویڈیو میں بہتر طور پر دِکھایا گیا ہے جہاں آدمی جلال الدین رومی کی خوبصورت نظم کے اشعار گاتا ہے لیکن جب خاتون گاتی ہے تو اسکی آواز اسکے ہونٹوں کا ساتھ نہیں دیتی اور وہ غیر واضح انداز میں گاتی ہے۔ مینی ایچر پینٹنگ میں تربیت یافتہ فنکارہ ریحانہ منگی نے اپنی پریکٹس کو تبدیل کیا ہے انسانی بالوں کو اپنے فن پاروں کا لازمی جزو بنایا ہے مثال کے طور پر بال خواہشات، اور شرم کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مختلف فنکاروں کے کام درباری پینٹگز کے متعدد نقوش اور عناصر سے متا ثر شدہ ہے پویان کی پینٹنگز سے انسانی وجود کا مٹانا ایک ہوشمندانہ فیصلہ تھا جو تاریخی تمائندگی کی توثیق کرتا ہے سعدیہ سلیم کے بنائے گئے فن پاروں میں وقت کی بے ثباتی اور پائیداری کو پرکھ ا گیا ہے۔ حمرا عباس کا کام توضیحات اور رنگوں کی کثیر معونیت پر سوال اٹھاتا ہے جو اگرچہ غیر واضح ہیں مگر حقیقت میں انکی نظریاتی موجودگی کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔
پیچیدہ قلم بندی، درجہ بندی اور مشاہدات نائزہ خان اور فضل رضوی کے بنائے گئے فن پاروں میں واضح ہے ۔ ہر فنکار نے خطے میں بعد برطانوی اقتدار نوآبادیاتی ورثے اور علاقائی جغرافیہ، ماحولیات، عراضی، پودوں پر اسکا اثر ذہن میں رکھا ہے ۔ ہما ملجی نے اپنے فن پاروں میں ان خیالات کو قلم بند کیا ہے جو اکثر تیزی سے بدلتی ہوئی شہری زندگی میں نظر سے نہیں گزرتے جیسے ۲۰۰۰ء میں کراچی کے ڈبل روٹی بیچنے والے سے فنکارہ کی گفتگو۔

امر کنور کی ویڈیو کی شکل میں فنی تنصیب ایک حسیاتی اقدام ہے جو اندھیرے سے روشنی کی اور آتا ہے جس میں اجتماعی تاریخ کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے اس کا تعلق فیروز محمود کے فن پاورں کے ساتھ نظر آتا ہے ۔ بنگلہ دیشی ٹیکسٹائل کے کارکن چشموں کو پہنیں گے جو مختلف آلات سے بنائی گئی ہیں کارکن عارضی طور پر ناظرین کا کردار ادا کرتے ہیں۔

تہہ خانے کے پر پیچ ساخت کے حوالے سے جو تصنع دار ماقوائی نظام کے تحت ہے ، افتخار ڈاڈی اور الزبتھ ڈاڈی کا نیون کا بنا ہوا فن پارہ چلڈرن پزل کی شکل میں بنایا گیا یہ کام لامتناہی عارضی حیثیت رکھتا ہے جس میں وقت کے بہاؤ کو واضح کرتا ہے یہ بہاؤ دریا ئے راوی کے بہاؤ کو واضح کرتا ہے ، اقبال کی شاعری سے متاثر " تارِ حریر دو رنگ" یہاں سرخ اور نیلا دِن اور رات کے بدلنے کو واضح کرتا ہے ۔

فائزہ بٹ کا کام تحقیق کرتا ہے تصویر اور تحریر کے درمیان ۔ لائٹ باکس شاہنامہ جیسے مسودات کا حوالہ دیتے ہیں ، جبکہ آغا شاہد علی کشمیری کی شاعری کا حوالہ دیتے ہوئے دنیا اور اسکے اندر موجود معاملات کی تقسیم اچھی اور بری قوتوں میں ہے۔

اسد رضا کے فن پاورں میں نے حاضرین کو انسان اور قدرت کے درمیان مواجہہ کی دعوت دی ہے۔ جو اس جگہ سے مناسبت رکھتا ہے۔

# AMAR KANWAR

Lives and works in Delhi

*Such A Morning*
2017
Digital Video, Colour, Sound
85 min. English

Produced with the support of the Kiran Nadar Museum of Art, New Delhi, Marian Goodman Gallery, New York and AKF Productions, New Delhi

Installed at LB01 with the support of Goethe-Insititu Pakistan

*Such a Morning* is a contemporary parable about two person's quiet engagement with truth. The film navigates transitions between mathematics and poetry, democracy and fascism, fear and freedom. In the cusp between the eye and the mind, shifts in time brush every moment into new potency. Each character seeks truth through phantom visions from within depths of darkness.

The train coach built for the film will remain in Delhi, a memorial for the teacher who refused to conform, who stepped off the tracks and wandered into the wild.

The film is also a proposition inviting diverse aesthetic, pedagogic, metaphysical and political collaborations. The findings of the collaborations will later be shared incrementally as we travel and gather experience.

"*Such a Morning* searches for a sensory, hallucinatory and metaphysical way to re-comprehend the difficult times we are living in. What is it that lies beyond, when all arguments are done with?" Amar Kanwar.

# امر کنور

## اِک ایسی صبح

فن پارہ بہ عنوان **"سچ اے مانِنگ** " دو لوگوں کی سچائی کے ساتھ اشتراک کی ایک موجودہ مثال ہے۔ یہ فِلم شاعری، جمہوریت، فاشزم، خوف اور آزادی کے درمیان منتقلی کے لئے راہنمائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آنکھ اور دماغ کے درمیان مختصر وقفے میں ہر پل نئی طاقت میں تبدیل ہوتا ہے۔ ہر کردار اندھیرے کی گہرائیوں سے سچ کا متلاشی بنا نظر آتا ہے۔ اس فِلم کے لئے خصوصی طور پر بنائی گئی ٹرین کوچ دہلی میں ہی رہے گی ، اس استاد کی یادگار کے طور پر جس نے موافقت سے انکار کیا ، پٹڑی سے اتر گیا اور آوارہ جنگلوں کو اور ہو لیا۔ یہ فِلم متعدد جمالیاتی، تدریسی، اور سیاسی معاونیت پر مشتمل ہے۔ ہر طرح کے اشتراک کو سفر اور تجربات کے ساتھ ساتھ زیرِنظر لایا جائے گا۔ یہ فن پارہ اس مشکل وقت میں زندگی گزارنے کے لئے مختلف حسیاتی اور تصوراتی رستوں پر تحقیق کرتا ہے۔ پیچھے بچا کیا ہے، جب تمام بحث ختم ہو گئی۔

# ASAD RAZA

# اسد رضا

Lives and works in New York and Leipzig

For the inaugural Lahore biennial, Asad Raza will create a new inhabited work in the Summer Palace, in dialogue with its syncretic architectural and cultural legacy. Transforming a portion of this place of royal respite into a chamber inspired by activities common to the present and the Mughal epochs, the work will produce inter-subjective encounters. Echoes of the leisurely forms of playing and thinking that once occupied these quarters are amplified and rewritten according to the present. Raza conceives of exhibitions as metabolic entities in which an active scenario must be constructed; the work is located in an interchange between visitor and installation. This interchange may be governed by chance elements as well as the visitor’s own reactions to the scenario, leading to one of several possible “throws” or eventualities.

لاہور بینالے کے افتتاح کے لئے فنکار اسد رضا سمر پیلس میں نیا فن پارہ دکھانے کے لئے کام کریں گے۔ اس کام کا تعلق تعمیراتی ہم آہنگی اور ثقافتی ورثے سے ہے ۔ مختلف ہونے والی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر اس آستانۂ شاہی کا ایک حصہ تبدیل کیا جائے گا ۔ اس فن پارے کا مقصد بین موضوعی مواجہہ ہے ان آوازوں اور یادوں کی بازگشت جنھوں نے کبھی یہاں بسیرا کیا تھا۔ انکو موجودہ وقت کے لحاظ سے بدلا گیا ہے۔ فنکار فنی نمائشوں کو اس انداز میں دیکھ رہا ہے جہاں عملی تبادلے کا وجود ممکن ہو ۔ جہاں حاضرین اور فن پاروں کو اس جگہ تعنیات کیا گیا ہے جہاں حاضرین اور فن پارے کے درمیان تبادلہ خیال ہو۔ یہ تبادلہ ممکنہ طور پر مواقع کے عناصر اور منظرِ عام پر حاضرین کے اپنے ردِعمل کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکتا ہے جو ممکنہ یا احتمال کا باعث بن سکتا ہے۔

# FAIZA BUTT

# فائزہ بٹ

Lives and works in London

*The Unsaid*
2015
Duratrans light box
48 x 41 x 6

The project draws from the aesthetics of *Kiswah* (Holy Kaba’s ornate cover). I have illustrated poetry by Faiz Ahmed Faiza and Agha Shahid Ali, using word as an image. The words are stitched and collaged digitally using photographic images of contemporary again gold jewellery. Gold as a material holds an immense significance in human history, where it represents both material and the spiritual world.

یہ فنی منصوبہ کسوۃ کعبہ کی جمالیات سے متاثر ہے۔ کسوۃ کعبہ “کعبہ کی پاک قبا” میں نے فیض احمد فیض کی شاعری کی تصویر کشی کی ہے۔

فیض اور آغا شاہد علی لفظوں کا استعمال تصویروں کی طرح کرتے ہیں۔ لفظوں کو آپس میں بنا گیا ہے اور ڈیجیٹل کولاج کیا گیا ہے سونے کے زیورات کی تصویر استعمال کرتے ہوئے۔ سونے کو انسانی تاریخ میں اہم مقام حاصل ہے ۔ یہ مادی اور روحانی دونوں طرح کی نمائندگی کرتا ہے

# FAZAL RIZVI

Lives and works in Karachi

# فضل رضوی

*King George V, loads his gun during the tiger hunt*

*The Bengal tigers have been lying dormant for over a century. They lie still. They have been lying still and lifeless by the foot of these men. And sometimes under the foot of these men.*

*What would happen when these beings wake up?*

The project presents the tiger as the protagonist/antagonist/subject/victim/oppressed/the subaltern. Using two tigers as the main characters: a normal bengal tiger and a white tiger, the work meditates and reflects on ideas of post colonialism, identity and politics, on time and place, and on man's power over nature. This project sifts through, and draws from archival material from the British Raj times, specifically the countless images of tiger hunts that overtly display and celebrate the subjugation of one at the hands of another.

بنگالی چیتے ایک صدی سے خوابیدہ حالت میں ہیں ۔ وہ چت لیٹے ہیں۔ وہ بے جان اور ساکت ان آدمیوں کے قدموں کے ساتھ اور کبھی کبھار قدموں تلے ہیں ۔

**کیا ہو گا جب یہ جاگ جائیں گے ؟**

اس فن پارے میں چیتوں کو حامی، مخالف، مظلوم، ماتحت کے طور پر دکھایا گیا ہے ۔ دو چیتوں کو اہم کردار میں دِکھاتے ہوئے : ایک عام بنگالی چیتا، اور ایک سفید چیتا، یہ کام نوآبادیاتی نظام، شناخت اور سیاست، زماں و مکاں، اور آدمی کی قدرت تک پہنچ کی عکاسی کرتا ہے ۔ اس منصوبے کو بنانے کے لئے برطانوی راج کے وقتوں سے پرانا میٹیریل لیا گیا ہے، خاص طور پر چیتوں کے شکار کی تصاویر جو محکومیت کے احساس کو نمایاں کرتی ہیں۔

# FIROZ MAHMUD

Lives and works in Dhaka, Tokyo and New York

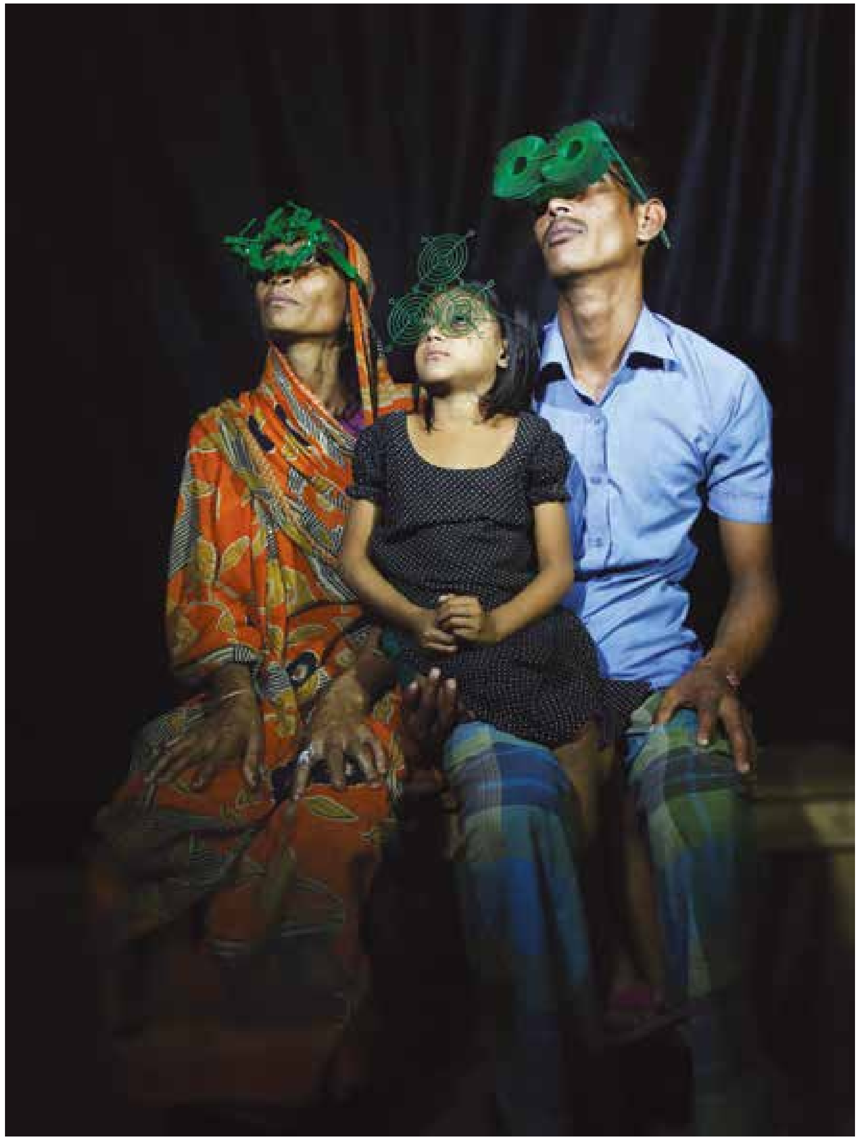

***Soaked Dream***
*Flight of the desire of castle in the air,*
*a figment is not far that will be very near*
2009
Photograph in light box

# فیروز محمود

The *Soaked Dream* art project addresses social hope through personal encounters and stories in which poetry and pragmatism meet. It is a rebirth of collective dream and prospective determination that each family would like to cherish to fulfill their dream through green eyeglasses. I help re-construct a full-scale yearning desire of emerging families and children of any particular communities, under privileged minorities and ethnic migrant. The photograph project sometimes reminds recent global exodus of ethnic immigrants.

I make emblematic eyeglasses sculpture from the family`s life and vision. The families along with their children symbolically wear green eye glass and through it they are in search of their prosperous life and pledged to rebuild their future in new territory.

The eyeglasses are made with materials or part of devices, which the families are involved with for their auspicious dream and future. They collected parts of devices from their factories and I created eyeglass with them. Families wear eyeglass and I take instant moment of what they are visioning towards void sky.

آرٹ پراجیکٹ بہ عنوان "سوکڈ ڈریمز" بذریعہ ذاتی مواجہہ جہاں حقیقت اور سخن کا ملاپ ممکن نظر آتا ہے۔ رفاہِ عامہ کی امید دلا رہا ہے ۔ یہ اجتماعی عظم اور غوروفکر کی حیات نو کی طرف اہم قدم ہے "زمردیں چشمہ" ہر فرد کے تصورات کو بننے میں مدد دے گا، میں نے اپنے فن کے ذریعے خاندانوں ، بچوں، امتیازی اقلیتوں اور مہاجرین کی ابھرتی ہوئی خواہشات کی اختراع میں مدد دی ہے۔ یہ تصویری منصوبہ نسلی مہاجرین کے حالیہ عالمی مظاھرے کی یاد دلاتا ہے۔

چشمہ علامتی فن پارہ بنایا گیا ہے ایک گھریلو اور خاندانی نظریے سے، توضیحاّ لوگ زمردیں چشمے کو پہن کر خشگوار زندگی کے متلاشی ہیں اور اپنے بہترین مستقبل کی ازسرزِ نو تعمیر کے لیے پرعزم ہیں۔

یہ چشمے ان اشیائے ترکیب سے وجود میں آئے ہیں جو مختلف گھرانوں کے سہانے خوابوں اور مستقبل سے جڑی ہیں فیکٹریوں سے جمع شدہ آلات کی مدد سے یہ فن پارے تخلیق پائے ہیں ۔ جب ان میں سے کوئی یہ چشمہ پہنتا ہے تو میں ایک لمحے کے لیے آسما ں کی طرف دیکھتے ہوئے ان کا اہلِ نظر بن جاتا ہوں۔

# HAMRA ABBAS

Lives and works in Lahore

# ہمرا عباس

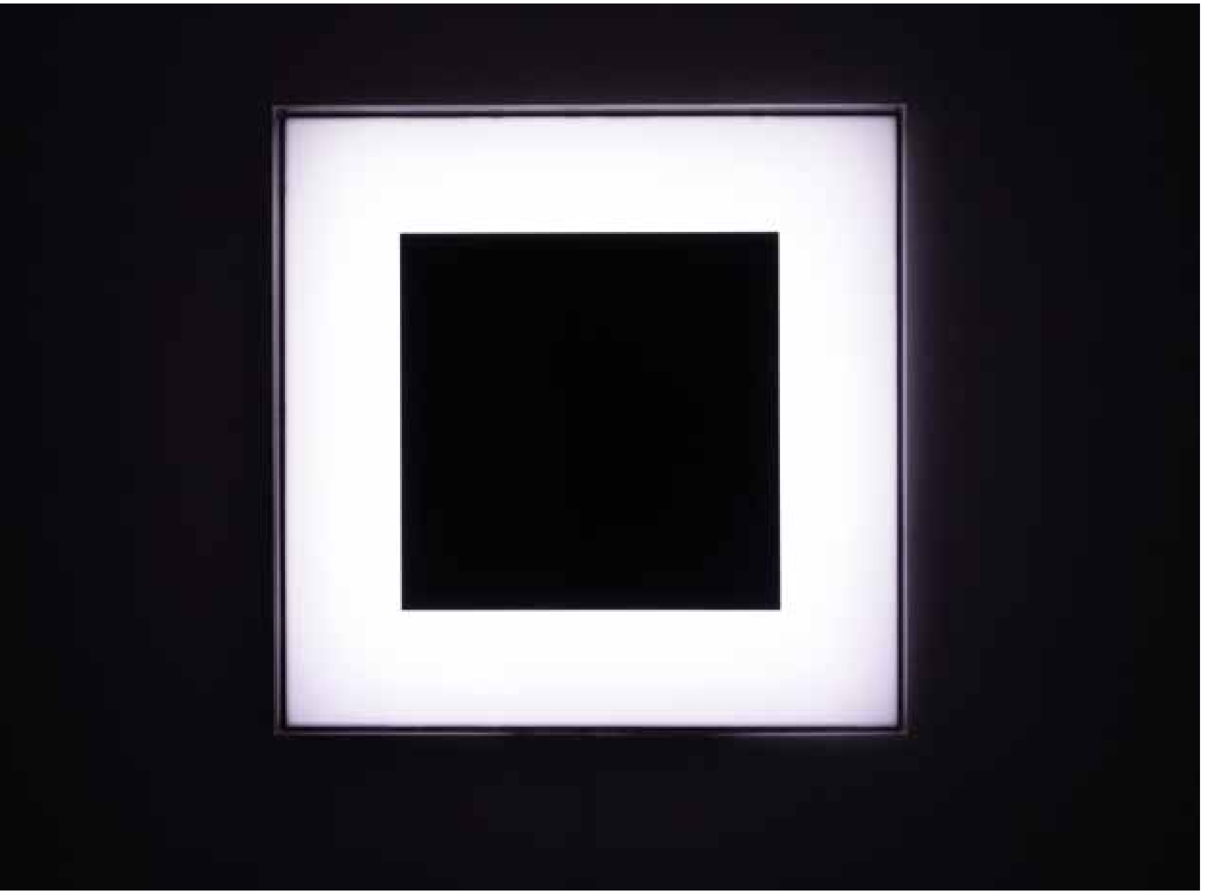

*Black Square* explores the motifs of interpretation and intervention through the phenomenology of color. As such, color is often enough deployed as a symbol (as in a flag or an object of devotion) or a metaphor (signifying moods and temperaments) to represent shared ideals, and to mark the difference in respect to the “other.” This differential politics of color is especially important to understand in the context of a society, like Pakistan that has sought to regulate or eradicate, through a systematic rationalization of religion in service of state (nationalist) ideology. The symbolic representations or objects that I have worked with recently, color is central to their perceptual identity. For example, my work *Kaaba Picture as a Misprint* (2011) deconstructs the color black of the Kaaba through the image of a misprint to reveal hidden multiplicity - cyan, magenta, yellow - the constituents that go into the making of this “holy color.” My objective is to question the truth-value of such representations by drawing attention to the compositional presence, or polysemy, of other “colors,” that although invisible are in fact central to the ontological uniformity of such colors of ideology.

فن پارہ بہ عنوان “بلیک سکوئیر ” نے رنگوں کی مظہریات کے ذریعے نقوش کی توضیحات پر تحقیق کی ہے ، جیسا کہ اکثر رنگوں کا تعین علامت کے طور پر کیا جاتا ہے [جیسے جھنڈے کے رنگ یا کوئی اور رنگ] اور استعارہ [مزاج کے اتار چڑھاؤ اور کیفیت کی نشاندہی بھی کرتا ہے] مشترکہ آدرشوں کی نمائندگی کے لئے اور فرق کی نشاندہی کرنے کے لئے رنگوں کی یہ فرق سیاست کو معاشرے کے تناظر میں سمجھنا ضروری ہے ۔ پاکستان کی طرح جس نے ریاستی نظریات کو مذہب کے منظم استحکام کے ذریعے ترتیب دینے یا ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ علامتی نمائندگی یا وہ موضوع جن پر میں نے حال ہی میں کام کیا ہے رنگ انکی دائمی شناخت کا مرکزی حصہ ہیں ۔ مثال کے طور پر ، میرا کام “کعبہ پکچر ایز اے مس پرنٹ” ۲۰۱۱ جس میں کعبہ کے سیاہ رنگ کو ساختیاتی عمل سے گزارا گیا ، غلط پرنٹ شدہ تصویر کے ذریعے چھپی ہوئی کثیر وضع عیاں کرنے کے لئے لاجوردی، ارغوانی، پیلا وہ تمام جزو جو مل کر اس “مقدس رنگ” کو بناتے ہیں ۔ میرا مقصد ان توضیحات پر سوال اٹھانا ہے رنگوں کی کثیر معونیت جو اگرچہ غیر واضح ہے مگر حقیقت میں انکی نظریاتی موجودگی کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔

*The Black Square, After Malevich*
2018
Metal plexiglass, light
3 x 3 ft
Courtesy Lawrie Shabibi and the artist.

# HUMA MULJI

Lives and works in Bristol

This installation comprises of a textile print, sculpture, photographs, letterpress texts and brick dust. This is a work in perpetual progress based on conversations between a local bread-maker and bread-seller, Karamatullah and the artist, during the years 2010-2015. Overall, the work captures moments in the life of the bread-seller whose livelihood succumbs to the pressures of the market and other institutional forces. Thus each element in the installation plays a role in telling a story, moving between fact and fiction, reflecting the vulnerability of the city's inhabitants, their resilience and resistance in the face of power structures, exploitation and brutality, belief systems, exclusions, the hope and horror of human ambition and economic progress. The images speak of the simultaneity and compression of time; a utopia and dystopia, obliterating and inaugurating at once, commenting on the city's present and past. The brick dust adheres to our feet as we walk through the installation, implicating us all, as the endangered ones and as those who have immunity, giving us equal agency, insisting we perform our roles to direct the future we live in today.

# ہما ملجی

یہ فنی تنصیب ٹیکسٹائل پرنٹ، مجسموں ، فوٹوگرافی، لیٹر پریس ، تحریر اور اینٹوں کی دھول پر مشتمل ہے ۔ یہ کام ۲۰۱۵ ۔ ۲۰۱۰ کے درمیان میری اور کرامت صاحب کی ہونے والی گفتگو پر مبنی ہے ۔ وہ چند منٹ کی گفتگو جو ڈبل روٹی لیتے ہوئے ہفتے میں کئی بار ہوا کرتی تھی ، یہ ناتمام بیانیہ حکایت اس سے قبل کئے گئے کام بہ عنوان کونورسیشن ود کرامت ‘‘کرامت سے گفتگو’’ سے متاثر ہے۔ اس تنصیب میں پائے جانے والے عناصر ایسی کہانی بیان کر رہے ہیں جو حقیقت اور خیال کے درمیان کا سفر کرتی نظر آتی ہے ۔ یہ فن پارہ شہریوں کے مسائل اور طاقت کا سامنا کرتے ہوئے انکے ابھرنے اور مزاحمت کرنے کے صلاحیت استحصال ، ظلم و جور، عقائد، خروج، انسانی طاقت اور اقتصادی بشریت کا خوف اور امید کی عکاسی کر رہا ہے۔ یہ تصاویر وقت کے اختصار اور تسلسل کی بات کرتی ہیں ، جیسے بری طرح خراب ہوتا اور بنتا ہوا شہر، اسکا ماضی اور حال ۔ جب ہم اس کے بیچ چلتے ہیں تو یہ پیروں سے چپکتی ہوئی اینٹوں کی دھول ہمارے اچھے مستقبل کے لئے بہتر کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

*The City of a Thousand Rebellions*

# IFTIKHAR DADI & ELIZABETH DADI

Live and work in Ithaca

# افتخار ڈاڈی اور الزبتھ ڈاڈی

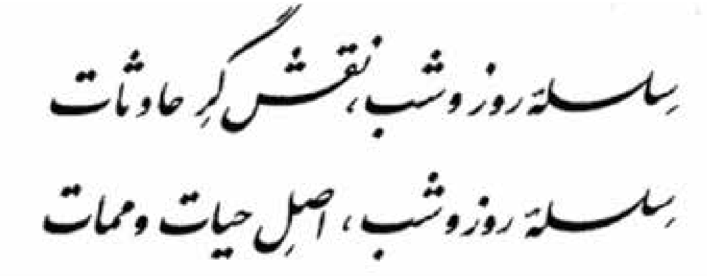


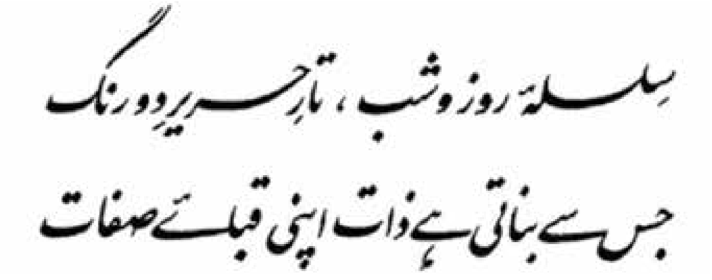


*Roz o shab*
2018
Neon, mixed media
Site specific installation in Summer Palace, Lahore Fort

*The succession of day and night is the architect of events* - Iqbal

The Summer Palace in the Lahore Fort was built during the seventeenth century as a retreat from summer heat for the Mughal royalty. Built deep under the Fort platform, the cavernous space has cool and dark interiors, mysterious channels for water circulation, and numerous hidden and dark passageways and chambers. Upon entry, one encounters a space with massive walls, in which everyday temporality is suspended and the outside world is placed at sensory removal.

*The succession of day and night is a two-tone silken twine* - Iqbal

*Roz o shab* (day and night) is a site-specific neon installation that responds to historical references and sensory encounters of this arresting space. The entangled "river" of blue neon is threaded through with red, rewarding the eye tracing the maze with the one successful route bridging the everyday outside and the liminal inside. *Roz o shab*'s layout recalls labyrinthine structures in Mughal architecture (*bhool bhulaiyan*) and analogous fort and palace architectures in other sites. By situating a children's puzzle with its knotted form in stark juxtaposition with the stateliness of Mughal architecture, *Roz o shab* evokes the temporal distance that separates the Mughal past from our contemporary present.

فن پارہ بہ عنوان "روز و شب" متیعن مقام نیون کی بنی ہوئی فنی تنصیب ہے ، جو اس جاذبِ توجہ جگہ پر حساس مواجہہ اور تاریخی حوالوں کے لئے ایک ردِ عمل ہے ۔ نیلے رنگ کا بہاؤ سرخ رنگ سے الجھا ہو ا ہے ۔ ایک رستے سے آنکھوں کے لئے جزا اور بھول بھولیاں کا سراغ روزمرہ کے باہری ماحول اور اندرونی لامحدودیت کو ایک ساتھ جوڑا جا رہا ہے ۔ "روز و شب" مغل فنِ تعمیر میں بھول بھولیاں کی یاد تازہ کرتا ہے دوسری سائٹس پر قلعے اور محل کی تعمیر پر نظر ڈالی گئی ہے ۔ "چلڈرن پزل " کو گرہ کی شکل میں مغلیہ عمارت میں برابر نصب کیا گیا ہے ، "روز و شب" ان فاصلوں پر تحقیق کرتا ہے جو عصرِ حاضر اور مغلیہ دور کے درمیان نظر آتے ہیں۔

# IMRAN QURESHI

Lives and works in Lahore

*"Idea Of Landscape"*
2018
Fiber optic installation, mirrors
Dimensions variable.

My work for the Lahore Biennial will be installed in the Summer Palace, in the basement of the Shish Mahal. The two Palaces are amongst the most exquisite examples of 17th Century craftsmanship: they are a reminder of skills now long forgotten in Pakistan. My work confronts the viewer with the stark reality of today's artificial landscapes: a field of optic fibers, multiplied by mirrors to resemble an endless unnatural steppe. This is the present: the digital non-space, a completely abstract world with no relation to the locality, the handmade, the human. In a world of bleaching coral reefs, disappearing rainforests and drying lakes, only the plastic landscapes are gaining ground.

لاہور بِینالے میں میرے کام کی انسٹالیشن پری محل میں، یعنی شیش محل کے نچلے حصے میں ہو گی۔یہ دونوں محل سترویں صدی کی صنّا عی کی بہترین مثالوں میں سے ہیں؛یعنی وہ مہارتیں جنکو پاکستان میں ہم کب کے بھول چکے ہیں ۔دیکھنے والوں کومیرا کام اُس ننگی حقیقت کے سامنے کھڑا کردیتا ہے جہاں آج کاہر منظر جھوٹ ہے؛ یہ فائبرآپٹک کا ایک میدان ہے جو آئینوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک غیر فطری دشت کاسا عالم پیداکرتا ہے۔یہ ہمارا موجودہ حال ہے؛ایک غیر موجود خلاء؛ایک غیر دنیا کا وجود،جس کا اس زمین سے ، دستکاری سے اور انسان سے قطعاًکوئی رشتہ نہیں۔ ایک دنیا جہاں سمندر کی زندگی سلب ہو رہی ہو، جنگل غائب ہو رہے ہوں،جھیلیں خشک ہورہی ہوں،وہاں پلاسٹک کامنظر ہی جگہ لے گا۔



# NADIA KAABI-LINKE

# نادیہ کبی۔لنک

Lives and works in Berlin

It is an omnipresent phenomena, everybody knows it. Maybe you saw it today already. One is sitting on a chair, seemingly calm but obviously under pressure: the feet are shaking and the legs are restless. The World Health Organization categorizes this behavior as "Restless Legs Syndrome" often accompanied by limb twitching during sleep. We followed and hunted the phenomena in various waiting areas of citizen centers, registration offices, airports and cafés, where we recorded it with hidden cameras. We noticed that the syndrome is almost always combined with the excited use of mobile devices and chatting apps. The frequent occurrence of both activities, chatting and waggling, suggest a mutual dependency of technically transmitted communication and inner stress. Nervous Speakers is a portraiture or documentary installation of this correlation. We emphasize each movement recorded at different locations with commonly known and recognizable ringtones of chatting apps in order to translated the nervousness of the legs into an acoustic score of communication devices.

یہ ایک مطلق رجحان ہے جس سے سب واقف ہیں ، شائد آپ نے پہلے ہی دیکھ رکھا ہو ایک انسان کرسی پر بیٹھا ہے بظاہر پرسکون لیکن واضح طور پر دباؤ کے تحت ، پاؤں ہل رہے ہیں اور ٹانگیں بے چین ہیں ۔ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اس رویے کی درجہ بندی "ریسٹ لیس لیگز سینڈروم" سوتے ہوئے اعضاء پر جھٹکا ۔ ہم نے اس رجحان کو مختلف شہری مراکز ،رجسٹریشن دفاتر، ہوائی اڈے، کیفے جہاں ہم نے اسے چھپے ہوئے کیمرے سے ریکارڈ کیا ۔ ہم نے محسوس کیا کہ سینڈروم ہمیشہ موبائل فون کے استعمال اور چیٹنگ کے آلات کے ساتھ وابستہ ہے ۔ مسلسل دونوں سرگرمیوں کا جاری رہنا تکنیکی طور پر مواصلات کی منتقلی اور ذہنی دباؤ کا باعث بنتا ہے ۔ نروس سپیکر اس ارتباطی فن پارے پر مبنی تنصیب ہے ۔ ہم نے زور دیا ہے مختلف مقامات پر ریکارڈ کی گئی ہر علامت اور چیٹنگ اطلاعات کی شناختی رنگ ٹونز ٹانگوں کی بے چینی سمجھنے کے لئے مواصلاتی آلات کے ذریعے۔

*Nervous Speakers*
Sound Installation
Speakers, cable, media player
Variable dimensions

# NAIZA KHAN
Lives and works in London

# نائزہ خان

*The Mission Quits*
2017
Oil on linen
160 x 135 cm

In The *Observatory*, the narrator voices weather reports from the India Weather Review, 1939 of storms and depressions across British India.

This historical document of the weather report takes on a different tone when mapped onto the current decay and ruin of the decapitated Observatory building on Manora Island; its specificity is strangely intimate. It is an example of the dichotomy between imperial mapping and everyday lived reality.

The text/narration opens up the space, narrative and geography of a larger terrain. The disrupted landscape within the building is a metaphor for the disruption on a much larger scale. Reconstructing internal volume through the ruins and debris was the single visual narrative strand in this work; giving the viewer a sense of being submerged. By pinpointing a particular moment in history, I wanted to consider the challenges of presenting history and reflect on the subjectivity of memory.

رصد گاہ میں، راوی، بھارت سے موسمی رپورٹ بیان کر رہا ہے ۔ ۱۹۳۹ برٹش انڈیا میں طوفان اور غم کے بادل ، موسمی رپورٹ کا یہ تاریخی دستاویز ایک مختلف انداز اختیار کرتا ہے جب موجودہ دہائی کا نقشہ کھینچتا ہے تو تباہی کا سامان کرتا ہے ۔ منوڑہ جزیرے پر رصدگاہ کی عمارت ؛ اسکی خاصیت ایک عجیب معمہ ہے یہ سامراجی تقشہ سازی اور روزمرہ کی حقیقت کے درمیان تقسیم کی مثال ہے۔

متن،حروف ایک بڑے خطے کے جغرافیائی خلا کو کھولتے ہیں۔ عمارت کی زمینی تزئین میں رکاوٹ بڑے پیمانے پر انتشار کا استعارہ ہے۔ کھنڈروں اور ملبے کے ذریعے اندرونی حجم کی تعمیر اس فن پارے کا واحد بصری بیان ہے۔ ایک تاریخی لمحے پر نظر کرتے ہوئے حاضرین کو تہ نشینی کا احساس دینا ہے ۔ یاداشت کی عکاسی کرتے ہوئے میں نے تاریخ کو زیرِ غور لانے کے چیلنج کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

# REHANA MANGI

# ریحانہ منگی

Lives and works in Lahore

This body of work initially started as a response to certain difficult personal circumstances. I had the habit, inherited from my grandmother, of unconsciously collecting my fallen hair. I used to spend a lot of time drawing these collected bunches of fallen hair, during my years as a student at National College of Arts, Lahore. Simultaneously, I started drawing minute grids on wasli paper, which became a therapeutic and a meditative process for me at the time. Subsequently, drawing upon my childhood experiences of learning the craft of cross-stitch in my village, I started stitching on this wasli paper with the collected hair.

Hair, as long as it is on a person's head is ornamental, it is beautiful and desirable - but as soon as it falls it is thrown away. I am interested in the questions and emotions that the use of fallen/dead hair evokes when it is re-appropriated into a work of art, and is once again made desirable, precious and sacred. The fallen disembodied hair may also refer to desires unattained.

ابتدائی طور پر یہ کام ایک ذاتی ردِعمل کی شکل میں شروع ہوا ۔ ایک موروثی عادت جو مجھے اپنی دادی سے ورثے میں ملی وہ غیر ارادی طور پر گرتے ہوئے بالوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ نیشنل کالج آف آرٹس میں پڑھتے ہوئے اپنا وقت گرتے ہوئے بالوں کو اکٹھا کرنے میں گزارا کرتی تھی اسی دوران میں نے وصلی پر منٹ ڈرائنگ شروع کر دی یہ کام میرے لئے بے حد فائدہ مند رہا۔ کچھ وقت بعد بچپن میں سیکھی گئی کراس سلائی کے تجربے کی یاد تازہ کرتے ہوئے میں نے وصلی کاغذ پر بالوں کو سینا شروع کیا

بال ، جب تک سر پر ہیں زیور کی حیثیت رکھتے ہیں خوبصورت اور دلکش نظر آتے ہیں لیکن جیسے ہی گرنا شروع ہوں پھینک دیئے جاتے ہیں ۔ مجھے ان سوالوں اور جذبات سے دلچسپی ہے جو گرتے ہوئے بال ذہن میں اجاگر کرتے ہیں ۔ جو دوبارہ زندہ اور دلکش نظر آتے ہیں جب انکی تخصیص آرٹ میں کی جاتی ہے۔

# SADIA SALIM

# سعدیہ سلیم

Lives and works in Karachi

*Reading of a wedding card*
Porcelain
Individual piece 6″x 6″
(3 pieces inside a transparent frame: h 10″ x w 30″ x d 1″)

The work presented at LB01 emanates from an ongoing fascination with everyday objects and multitude of ideas that are concealed within them. This work depicts the geometric cut out patterns of the contemporary wedding cards in Pakistan. It intends that the viewers of the work activate multiple narratives and meanings that may be rooted in history, tradition, rupture, mechanical reproduction, popular aesthetics, democratization or chaos.

لاہور بینالے کے لئے جو کام تیار کیا گیا ہے ، وہ روزمرہ کی اشیا ء میں دلچسپی اور اس سے منسلک کثیر خیالی سے متعلق ہے ۔ اس فن پارے میں پاکستان میں بنائے جانے والے شادی کارڈ کے جیومیٹرک ڈیزائن دکھائے گئے ہیں۔ اس کام کا مقصد حاظرین کو کثیر معونیت ، تاریخی روایات ، مقبول جمالیات ، جمہوریت سازی کی طرف راغب کرنا ہے۔

# SHAHPOUR POUYAN

Lives and works in New York

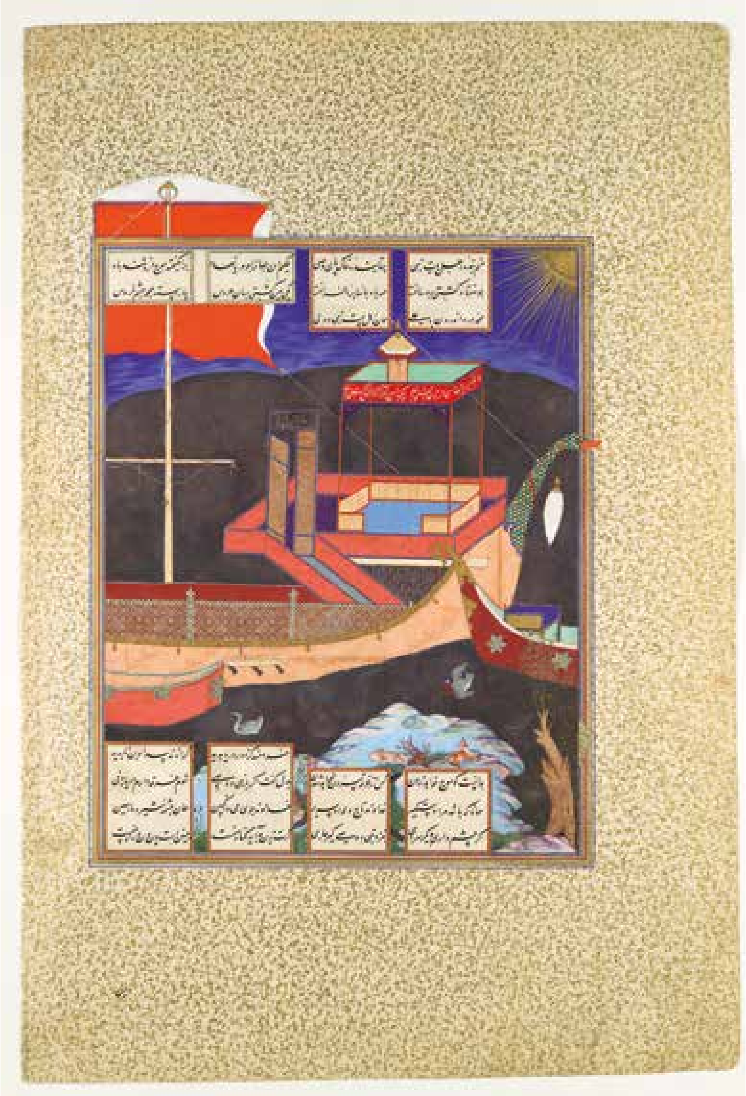

*After "Firdausi's Parable of the Ship of Shi'ism"*
2018
Mixed media on Hahnemühle Cotton Paper
470 x 318 mm

Through the application of traditional aesthetics, Pouyan's updated miniatures interrogate enduring notions of fate and destiny by superimposing the past upon the present. In Islamic and Sufi symbology, the ship represents destiny and the adventure of life. Water, a sacred element, represents clarity and purification, and in the Persian miniature tradition, it is always rendered in silver paint. However, the fate of silver is to oxidize into darkness. In these miniatures, Pouyan renders the original miniature in its current, degraded condition while removing all human figures, creating an eerie, post-apocalyptic scene. The abandoned ships appear lost and adrift on a dark sea, and echo familiar contemporary images of refugee lifeboats and black oil slicks. These paintings register the passage of time, and invite a new metaphorical reading that suggests the uncertainty and fear of the impending future.

# شاہپور پوین

روایتی جمالیات سے لگاؤ کے ذریعے پویان کی نئی مینی ایچر پینٹنگز ماضی کو حال پر ترجیح دیتے ہوئے قسمت کے پائیدار خیالات کے بارے میں استفار کرتیں ہیں ۔ اسلامی اور صوفی رمزیت میں بحری جہاز زندگی کی مہمات کو ظاھر کرتا ہے۔ پانی ایک مقدس عنصر ہے جو صفائی اور پاکیزگی کو ظاھر کرتا ہے ۔ ایرانی مینی ایچر کی روایت میں اسکو سلور [چاندی کا رنگ] پینٹ سے دِکھایا گیا ہے۔ اس رنگ کی قسمت میں تاریکی میں تکسید ہونا ہے ۔ فنکار نے اصلی مینی ایچر کو اسکی موجودہ حالت میں بنایا ہے تمام انسانی شخصیات کو مٹاتے ہوئے، ایک عجیب بعد قیامت کا منظر دکھایا گیا ہے کشتیاں گھہرے سمندر پر بے سمت حرکت کرتی دکھائی دیتی ہیں جس میں موجودہ دور کے مناظر ، پناہ گزینوں کی لائف بوٹ اور کالا تیل۔ یہ پینٹنگز وقت کے گزرنے کا تعین کرتی ہیں اور نئی تمثیلات کے ذیعے مستقبل قریب کا خوف بیان کرتی ہیں۔

# SHIRIN NESHAT

Lives and works in New York

# شیریں نشاط

*Turbulent*
1998
Dual channel video
10 min. 35 sec.

*Turbulent* marks my departure from still photography toward video installation, and it was my first attempt to focus on the issue of gender in relation to the social structure of Islamic Iran. The main subject of the work is an inquiry into the absence of Iranian women from musical practice (women have often been banned from taking part in such activity, while men are free to enjoy public performances and recordings). *Turbulent* was designed as a two-channel projection for two facing screens. The viewer, standing in between them, witnesses a musical duel between male and female singers/ The man performs, before an appreciative audience, a traditional, passionate love song with lyrics by the great Iranian mystic Rumi (the vocal, sung by Shahram Nazeri, was lip-synched by Shoja Azari); while the woman (played by Sussan Deyhim) performs a more unusual vocalization to an empty auditorium, building to an emotional intensity that then transfixes the male singer and his audience.

Visually and conceptually, I conceived *Turbulent* around the idea of opposites–black and white forms, male and female singers, empty and full theatres, stationary and rotating cameras, traditional and non traditional music. Ultimately, the female singer subverts every rule of traditional music and pioneers a style of her own, while the male singer remains within the perimeter of convention.

**ٹربیولینٹ [بیقرار]**

ٹربیولینٹ ” اسٹل فوٹوگرافی سے ویڈیو” انسٹالیشن کی طرف تبدیلی کا پہلا قدم ثابت ہوا ہے۔ ایرانی معاشرے کی سماجی ساخت کے سلسلے میں مرد اور عورت کے تضادتی مسئلے پر توجہ مرکوز کرنے کی یہ میری پہلی کوشش تھی اس کام کا بنیادی موضوع ایرانی خواتین کی موسیقی سے عدم موجودگی پر ایک تحقیق ہے۔ [عام طور پر عورتوں کی ایسی محفلوں میں شامل ہونے پر پابندی عائد ہے جبکہ مرد حضرات ایسی سرگرمیوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں ] “ٹربیولینٹ ” کو دو چینل پروجیکشن کے طور پر دو طرفہ اسکرینز کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ حاضرین موسیقی کے اس پروگرام میں عینی شاہدین کا کردار نبھا رہے ہیں۔ مرد گلوکار قابلِ قدر حاضرین کے لئے ایک روایتی دھن کے ساتھ ایرانی صوفی کا لکھا ہوا محبت بھرا گیت گاتا ہے [شایام نظیری کی آواز میں گایا گیا اور شجاع آزاری کی اداکاری میں پیش کیا گیا] خاتون [اداکار ہ سوسن ڈیہم] کی ایک خالی آڈیٹوریم میں غیر معمولی نغمہ سرائی مرد گلوکار اور حاضرین کے مجمع میں ہیجانی کیفیت پیدا کر دیتی ہے ۔

تصوراتی اور نظریاتی طور پر “ٹربیولینٹ ” معاشرتی تضادات کی طرف نظرِ ثانی پر مجبور کر رہا ہے جیسے کالا اور گورا رنگ ، مرد اور عورت، خالی اور بھرا ہوا تھیٹر ، ساکن اور متحرک کیمرہ ، روایتی اور غیر روایتی موسیقی ۔ بلاآخر خاتون موسیقار اپنے خاص انداز کی وجہ سے روایتوں کو متاثر کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے جبکہ مرد کا کردار اسکے برعکس نظر آتا ہے۔

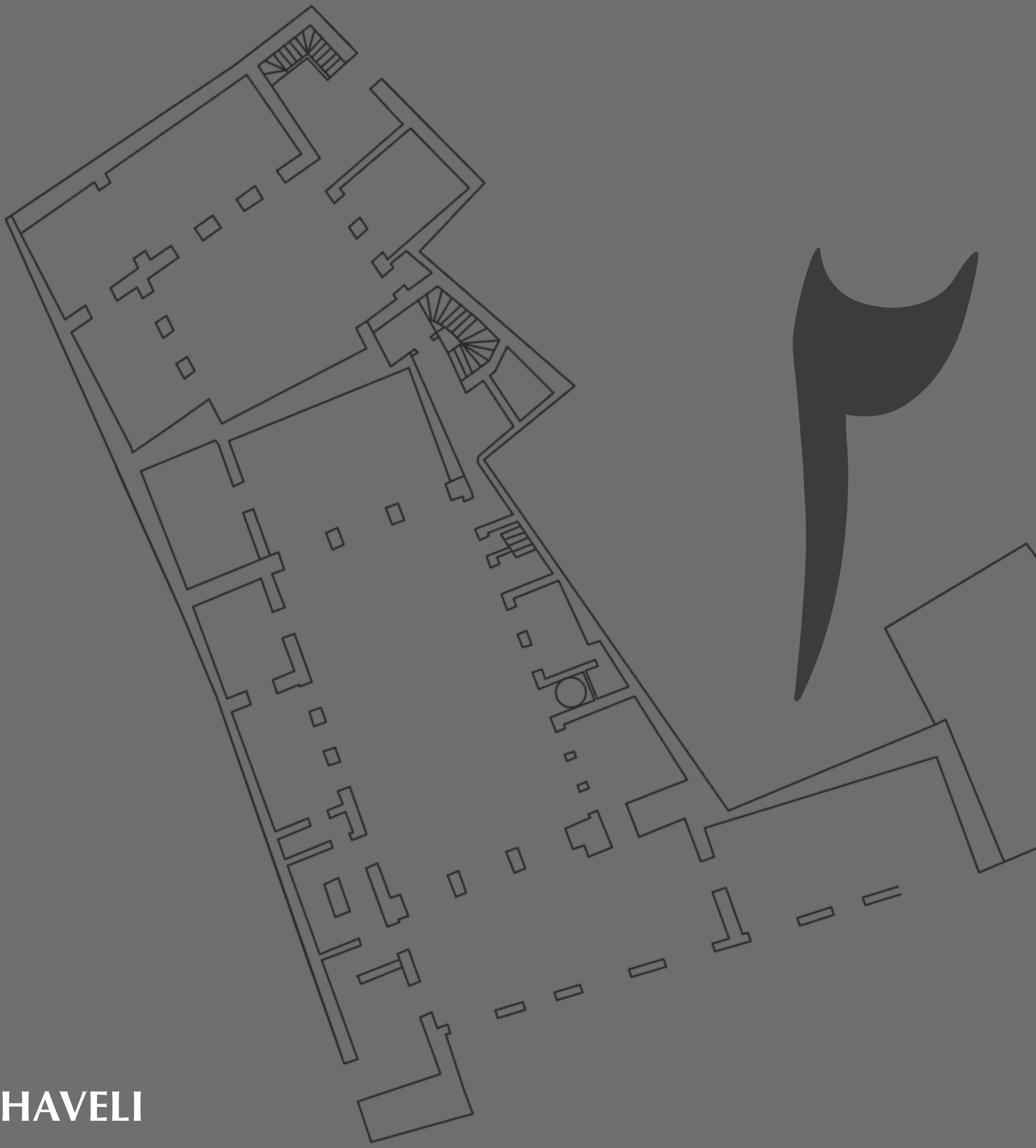

٢

# مبارک حویلی

لاہور بینال کے افتتاحی ایڈیشن کے لیے نمائش بہ عنوان اِنویٹیشن ٹو ایکشن (لینگوئج آف ایبسٹریکشن اینڈ پولیٹیکل) کا مقصد مختلف فنکاروں کو فنی تجربات کے لئے ساتھ لانا ہے۔ یہ کوشش جدید انفرادی طریقوں اور تخلیقی مشاہدے کی رو سے تجریدی زبان کی ترویج کے لیے اہم کردار ادا کر سکتی ہے ۔ تصویری اور تقریبی تراجم ، دستاویزی فوٹیج اور مخصوص لمحوں کی دلچسپ شاعرانہ احساس میں منتقلی کا عمل فن میں چناؤ سے ماخوذ ہے۔

مشرقی بھارت ، مغربی پاکستان ، جنوبی سری لنکا ، مشرقی بنگلہ دیش اور جنوبی ایشیاء کی جغرافیائی رو سے نمائش بہ عنوان اِنویٹیشن ٹو ایکشن (لینگوئج آف ایبسٹریکشن اینڈ پولیٹیکل) میں فنکاروں کی فنی صلاحیت سیادتی توضیح کو چیلنج کرتی ہے جیسا کہ اندھیرے کی شدت کسی کمی کی وجہ سے ہٹ رہی ہے، جیسے کاغذی خاکے، انبار ، جیسے وسعتِ ساگر ، ویران ریل کی بوگی ، مقید قطاریں ، چہرے ، کھڑکی کے شیشے پہ گرتی شبنم ، لہروں کا رقص۔

زبان اور خط کی تفسیر شناسا اور غیر شناسا دونوں زمروں میں ہے ، مثال کے طور پر زیادہ صریح زبانیں تامل ، انگریزی، بنگالی، سندھی، پنجابی ، ہندی گجراتی ہیں ۔ اس نمائش کے ذریعے امید کی جا سکتی ہے اس تخلیقی عمل کی مبہم صورتحال تاریخ ، سیاست، اور ثقافت کو براہ راست پڑھنے کے خلاف مزاحمت کے طور پر کام کرے گی۔

**MUBARAK HAVELI**

# MUBARAK HAVELI

**Invitation to Action**
Curated by Mariah Lookman

Exploratory by design, ***Invitation to Action*** sits within the larger curatorial frame of the multi-site Lahore Biennale 01. It takes its critical cue from a short sketch of the same double-edged title by Saadat Hassan Manto on the nature of mindless violence during and after the partition of India in 1947. It brings together South Asian artists across generations who employ a grammar of abstraction in their practices that engage with ethical commitment and political agency. It is through a study of the processes of art making that we see the many ways some of the artists translate directly observed phenomena into a drawing, a painting, film or a soundscape. Others mine archival records of an event, and epic moments into a poetic register and abstract sensibility.

Altogether, *Invitation to Actio*n is an exercise to look at diverse topics and to think afresh problems related to fast-paced industrialization, migration, war and displacement, environmental degradation, militarization and ensuing destruction from diverse vantage points and positions across the many parts of South Asia. The question is: how to be and respond to the now?

As we see at the Summer Palace in the Lahore Fort, Amar Kanwar takes up darkness as a metaphor for deep-seated violence in our natures through the character of a mathematics professor who is going blind in film *Such a Morning* 2017. At the Mubarak Haveli, artist and activist **Lala Rukh** echoes the sentiment with the enigmatic spaces she creates in pools of darkness that evoke the ocean on a dark night with seemingly nothing to see. On the other hand *Mirror Image* 2011 series links with earlier *Mirror Image I & II* 1997 made in response to the 1992 demolition of the Babri *masjid* (mosque) in India and retaliatory attacks on temples in Pakistan, also signal deteriorating politics.

**Zahoor ul Akhlaq's** drawing *Study for Long March at Nawabpur* 1986 is an enigmatic work. At the same time, given that the long march is a form of protest against rule by the military in Pakistan, the Minotaur like creature that we see flogging a figure can be interpreted as the relationship between the oppressor and the oppressed. **T. Shanaathanan's** *Incomplete Thombu* is record like chronicle of the memories and homes lost by the Tamil community during the civil war years 1983-2009 in Sri Lanka.

**Muhanned Cader** continues to fragment the ocean view that in *Lost Horizon* 2018 uncannily conjures to the imagination ocean voyages with all its perils and histories of conquest by sea up to the present day migration crisis. **Alia Syed** looks back to the past differently and disintegrates 16mm film to speak of a particular time in the history of India to mourn a culture lost. And **Aisha Khalid's** book making with an emphasis on materiality plays with viewer perceptions in ways that reveal the language-based class disparity in Pakistan, at once familiar and unfamiliar.

**Rasel Chowdhury**'s photographic series point to the changing landscape of the artist's home town and beyond. The photos are taken on a railway journey reminiscent of the artist's childhood days where the only way to get from villages into towns was by rail. Finely controlled lines, shapes and forms in the drawings and sculpture of **Ayesha Sultana** are inspired by shifting architecture in Dhaka. The rising moon in **Minam Apang**'s drawings, or the destruction of Lahore recorded by **Mahbub Shah** are a result of finely observed processes. **Ayesha Jatoi**'s text inspired by a classical *thumri* on being at once both home and away and the mechanical yet organic sound piece by **Asvajit Boyle** awaken more by way of visual and auditory sensation than can be spoken.

Annotation in the multiple scripts all the more make these works instantly foreign as well as recognizable. Even the underlying languages that shape perception and analysis of the artwork are numerous: Tamil, English, Bengali, Sindhi, Punjabi, Urdu, and Hindi, some mutually intelligible but none understood by all.

Altogether in the very space of untranslatability, silence, and the inability to see everything, the show hopes to argue that a degree of opaqueness operates as a strategy of resistance against a straightforward reading of histories, cultures, and politics. The refusal to be addressed and interpellated marks the grouping of these works as acts of resilience, fortitude and critical self-examination during our postcolonial era characterized by social and political uncertainty.

**Mariah Lookman** is a Pakistani artist and historian. Her research interests are history of ideas especially crossovers between science, art, and politics. Her current work focuses on the links between politics and languages abstraction in modern and contemporary art from South Asia. Mariah holds the post of visiting lecturer and is the academic consultant for SVIAS, Eastern University, Batticaloa, Sri Lanka. She is the 2018 Adjunct Researcher at Tate Modern London studying the archive of Lala Rukh and Shahid Sajjad.

Special thanks to Haseeb Ullah Zafar, Najeeba Ahmed, Umer Butt, Akshay Pathak, and Pro Helvetia.

## AISHA KHALID

Lives and works in Lahore

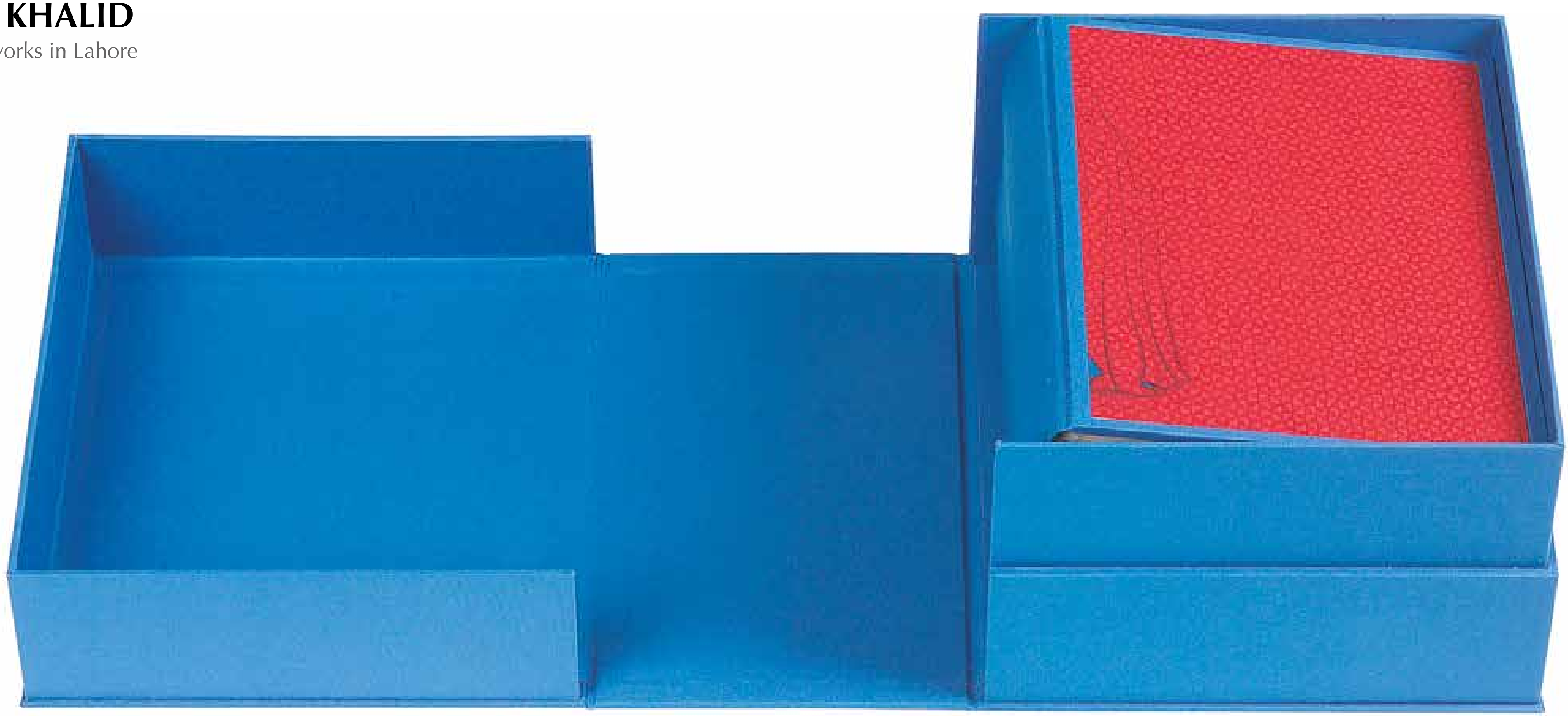

*Name Class Subject* is the title of a 280-page book that portrays a realistic rendering of a school exercise book. Half of the book's pages are painted with four lines such as those found in English exercise books, while the rest depicts single-lined pages from Urdu exercise books. Khalid explores the impact of colonial versus local education in her work using her own personal experience of being in school.

"As a child, I learnt how to write in Urdu first and in English only later. I went to a government school where the medium of instruction was Urdu. When we were fourteen, English was introduced. Suddenly, we had a new language thrust at us and with it a gradual realization that this alien tongue and those fluent in it were considered culturally superior to us, the Urdu speakers.

Our Urdu exercise books were different from our English ones. Urdu is written from right to left whereas English is written the other way round, with the books opening the opposite way. But there were other differences as well. The Urdu exercise books had single ruled lines and were printed on rougher paper. The margins were often skewed and the lines misprinted. Sometimes the pages were not properly cut and had to be separated using the sharp side of a ruler. For me, these oddities were strangely intriguing. I found that my words in Urdu, the familiar language spoken at home and by my friends, moved more naturally across these widely spaced lines. By contrast the pages of the English exercise books contained less printing errors and their narrow ruled lines felt more restricting."

*Name Class Subject*
2009
Gouache on *wasli* paper
Artists book, 280 pages

# ALIA SYED

عاليہ سيد

Lives and works in London and Glasgow

*Priya* is an experimental 16mm, silent film of Priya Pawar, a traditional Indian dancer, dancing the steps of Kathak and it is shot by positioning the camera directly above the dancer's head. The term kathak comes from the Sanskrit term 'kathakka' meaning 'one who tells a story'. The present work is an encounter between two artists, two storytellers.

The first part of the film shows Priya spinning, the ripples of her white dress caught in a hypnotic twirl. Then gradually, her dancing body is disfigured by colorful handmade-like effects and stains. The image is abstracted. Syed writes:

*"My initial hesitation in using the footage lay in its traditional figurative depiction, I wanted to reconfigure the footage to avoid traps of fetishisation and linear narrative, this involved burying the exposed film prints for varying lengths of time, spanning a few weeks to a few months in order to measure the disruption of the image over time. The rolls were unearthed and then edited together to illustrate the breakdown of the material and its passage into abstraction."*

Syed buried the film for a year and half in her garden, mixed with composted materials, debris and organic refuse. The humidity attacking the layer of emulsion produced an unexpected result of colors and stains. Using this technique, the figurative element of the work is destroyed and disrupted, creating a luminous, abstracted work. *"By literally penetrating and debasing the glossy surface of the film, I drew attention away from the superficial beauty of the image and instead highlighted the physicality of the celluloid. The body of the dancer fuses with the body of the film. Film's ability as a physical material to become an indexical trace of time passing becomes manifest through the primeval process of biodegradation."*

*Film still, Priya*
2011
16 mm film, color, silent
13 minutes, loop
Image courtesy: The artist and Talwar Gallery

# ASVAJIT BOYLE

Lives and works in Colombo

*Resonance Study IV*
2018
Multimedia digital sound installation
7 minutes 10 seconds, loop
Image courtesy: The artist

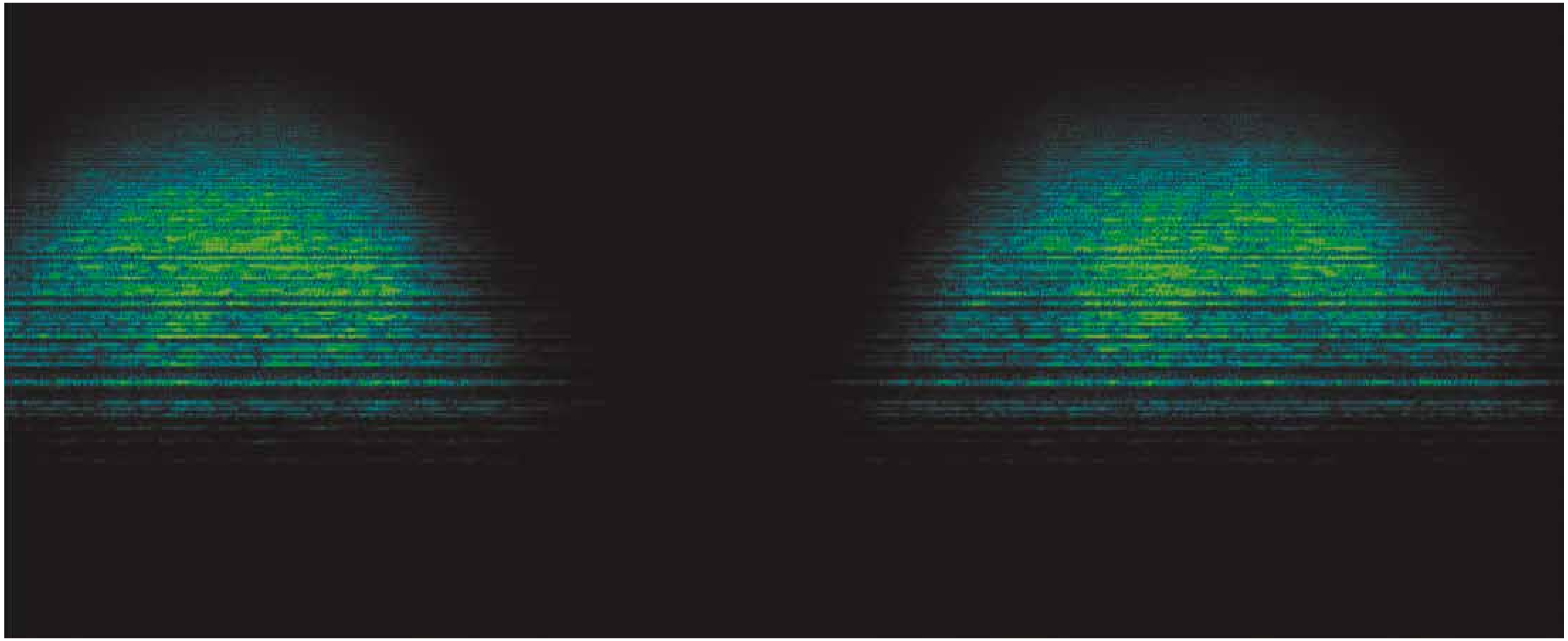

All that we perceive is a result of complex neural processes. The world around us is a product of our mind's ability to organize and create a representation of incoming information from all our senses. Typically, we don't think of 'seeing' a sound or hearing an image, but with digital technology, we are now able to simulate sensations that are not physiologically possible for us as human beings. All sounds, including those that lie outside the audible frequency range of human hearing, can be represented in the form of an image. Conversely, sound can be synthesized from an image as well. This is possible all thanks to a very unique image based sound editor, synthesizer and processor. I will use this tool in conjunction with Deep Dream (the experimental computer vision program created by Google which uses a convolutional neural network to find and enhance patterns in images via algorithmic pareidolia) to generate a series of images and soundscapes that contain the same information, but in two different sensory mediums, i.e. visual and auditory.

The process of creating these complementary pairs begins with designing the initial sound by means of analog or digital synthesis. This sound is run through the software processor to generate a visual representation of all the frequencies that it is comprised of. This visual representation will then be run through the Deep Dream algorithms to create an image. Finally, the modified image will be fed once more through the A/V processor to get the final composite and by now heavily modulated sound and image.

# AYESHA JATOI

Lives and works in Lahore

*The Beloved has left*

Ayesha Jatoi presents a text-based intervention referring to the notion of home and away. It takes its inspiration from the classical Indian musical composition of "*thumri*," which is a light romantic form. By layering it with the site of a Haveli, the work laments the lover that has left the old city of Lahore, to make an abode further away, thus pushing the boundaries of the city outward. The constant migrations within the city create many foreign lands within itself.

پیا پردیس

# AYESHA SULTANA

Lives and works in Dhaka

*Form Studies*
Untitled (Rest)
2018
Watercolor on paper
11.7 x 8.3 inches

Existing in the space between drawing, sound, sculpture and photography, Ayesha Sultana is interested in the poetics of space taking inspiration from architecture and landscape.

*Form Studies* is an ongoing body of works on paper that gives us an insight into how she perceives street corners, architectural detail, wall surfaces and construction items in her daily life in Dhaka and the places she travels to.

These impressions portrayed on paper sometimes leap off the page and are transformed into its physical material and sculpture. In words of the artist, *"they are not just observations of form, but of material, movement and distance,"* all key to Sultana's way of looking and thinking.

Viewed altogether, the set of drawings with sculpture reveal patterns and punctuations in thought.

# LALA RUKH

Lived and worked in Lahore, d. 2017

Lala Rukh's seminal work from 1992-3, *River in an Ocean* in mixed media is inspired by glimpses of the river Kabul perhaps, on a moon lit night flight to Peshawar. This anecdote has been recounted on several occasions. It is with this spark of inspiration began a process of reworking the surface, of overlaying locations, times and places into one image that is at the core of much of Lala Rukh's artistic oeuvre. Later works such as the *Mirror Image* 2011 series can be seen as the most distilled paring down of the process of overlaying images, a way of getting to the most indispensable, and arriving at the most essential signs of image making just before it disappears completely.

An illusionist at heart, Lala Rukh's seemingly sparse and economical means used to prepare dense intensely pitch surfaces function as a transformative visual that creates a space for the imagination. As we begin to look, it becomes possible to imagine the magnanimity of rivers lit by the moon, ocean foam dancing on the sea, and we even hear music, just about. The sparing use of light brings out the fullness of the ocean. The dark sea becomes a metaphor for the night stretching far beyond the frame and out of the viewer's eye. It becomes for the mind a space for freedom, to just be, and become, where everything is possible.

Lala Rukh was respected and well-known as an artist, feminist activist and educator, hence these works are open to a multitude of interpretative processes of analysis. Does the darkness point to political depredation, mask an incident, signify hope? In one possible reading, *Mirror Image* 2011 series is a meditation on the disappearance of the self into the vastness of an all-absorbing other.

*Mirror Image series*
2011
Carbon paper and graphite
8 x 10.5 inches
Image courtesy:
The Estate of Lala Rukh and Grey Noise

# MAHBUB SHAH

Lives and works in Lahore

*Video still, La Hore Sher*
2018
Multiple channel video installation
Color, silent
3 hours, loop
Installation size variable
Image courtesy: The artist

لاہور شہر زہر قہر سوا پہر
لاہور شہر امرت سر صفتی دا گھر

بابا نانک

The city of Lahore is full of poison and oppression/violence time of high-noon

The city of Lahore is lake of ambrosia/elixir of life is home of the praiseworthy

*Baba Nanak* (1469-1539)

"Modern memory is, above all, archival. It relies entirely on the materiality of the trace, the immediacy of the recording, the visibility of the image".

Pierre Nora, *Lieux de memoire*

"Every story is a travel story - a spatial practice".

Michel de Certeau, *The Practice of Everyday Life*

Roads, the so-called *motor-ways*, are commonly considered to be an epitome of connectivity, of mobility, of development. They are also used as a metaphor of progress - of moving forward - in a backward postcolonial country like ours. Least is said about the deleterious and detrimental effects (ecological, demographical, social, economic and even psychological/psycho-geographical*) of these modern day monuments. Barely are they seen as the conduits of intensifying/maximizing the appropriation and exploitation of nature, natural resources and labor. Hardly are they recognized as the tentacles of urban metropolises sucking on the blood of the countryside, the interiors, and, in return, transfusing back the refuse of its excessive commercial merchandise and its throw-away consumerist culture.

Urban, the center of capital and power, is a systematically constructed/structured locale, a strategically planned, strictly demarcated and organizedly controlled setting. It is a machine like monstrosity, living a parasitic existence through its web of appendages called roads and railways (literally making in-roads ever deeper into inland, relentlessly) at the expense of unprecedented human displacement and environmental devastation.

Suburban is the periphery of the urban. It is also a (war) front in an ever-increasing expansionist onslaught on not yet taken-over landscape–the process known as urbanization/industrialization – described as the only road to the progress. Any roadside of a suburban road (link between the center and the periphery) is a candid document of this constantly transitory/fleeting reality. It is an everyday visual archive of ever-changing local topology/regional anatomy and its human and environmental cost.

*Psycho-geography: study of the precise laws and specific effects of the geographical environment, whether consciously organized or not, on the emotions and behavior of individuals (Guy Debord, 1955).

# MINAM APANG

Lives and works in Goa

*Moon Mirrors Mountains* sees the artist using charcoal as her medium, creating extraordinarily sensitive drawings on paper and cloth, which vary in scale from the intimate to the monumental, and were executed over the span of two years. The topographical forms discernible in many of the landscapes have led to the series being titled *Moon Mirrors Mountains*. At times, the objects of her inquiry are rendered with a measure of realism, whilst at others they are presented abstracted and in their most elemental form: the moon as the circle, the mountain as the triangle.

*Untitled, Moon Mirrors Mountains* series
2013
Tea and charcoal on cloth
18 x 39 inches
Image courtesy: The artist and Chatterjee and Lal

# MUHANNED CADER

Lives and works in Galle

We see the horizon line as a division between the earth and sky. It is the horizon line that appears to be straight in an uninterrupted setting all due to an optical illusion. The eye of the observer see's the world on a horizontal plane. This becomes clear when one is looking at the world through the lens of a camera. It is the horizon line that also helps understand space and distance; it is a means to transfer multi-dimensional space into flat surface of a page. As part of my drawing and painting practice, I have been photographing the sea for years. Out of this collection of images, for *Lost Horizon* 2018, I have selected images taken on the beaches of Galle in Sri Lanka and have paired them with photographs taken on shores of the Andalucía coastline in southern Spain. This grouping allows a showing of how by travelling to different locations we see that oceans have different colors, the sky looks different, as the light is different.

I begin by cutting into the photographs with an X-Acto knife in a carving like drawing process. The idea is to instantly create silhouettes by splitting the surface into negative and positive spaces. The shapes are primeval and yet complex compositions of irregular dynamic shapes scratched into the landscape. The imagery is sourced from a wide range of media including film sequences, printed matter, tribal art paraphernalia and newspapers - all compositionally bound as one in the space created by the horizon line. Cutting open is conceptualized as a way to excavate into the layers of time spent gazing out at the ocean. Time past and of the present, of evolution, voyages, navigation, scientific exploration, discovery of the so-called new worlds, migration, colonial conquests and resultant fluidity of identities of people and histories joined up by the sea.

*Lost Horizon*
2018
Photo collage installation
Ink jet prints on archival paper
Size variable
Image courtesy: The artist and Talwar Gallery

# RASEL CHOWDHURY

Lives and works in Dhaka

*Railway Longings* is a photographic series that documents the train route towards Chowdhury's hometown. Recalling the memory of his childhood journey, Chowdhury negotiates a reconciliatory space for the past and observes the changing landscape of his country through this series.

*"There was a time when railroad was the only way for me to reach to my birthplace, Jamalpur. I almost stopped my 181 km long train journey after finding a newly built bus road. I have started my train journey again and photographed the experience filled with nostalgia and also the change of landscapes and rail structures ranging from villages to towns."*

*Railway Longings*
2014
Ink jet on archival paper
10.5 x 9 inches
Image courtesy: The artist

# THAMOTHARAMPILLAI SHANAATHANAN

Lives and works in Jaffna

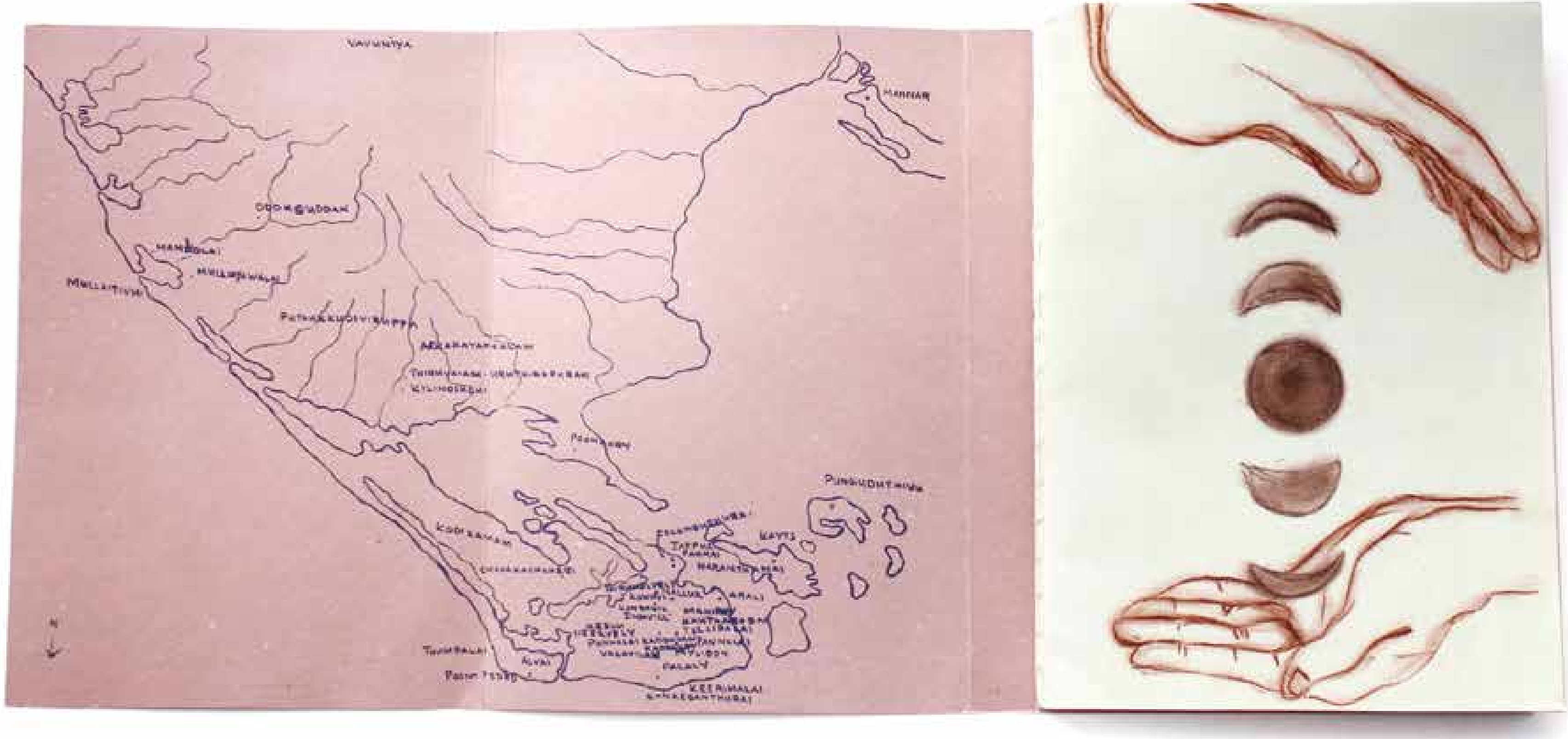


*Incomplete Thombu*
2011
Special edition artist book
320 pages with illustrations in color and black & white
21 x 30 cm
English
Image courtesy: The artist and Raking Leaves

The word 'thombu' is a Dutch term used to refer to public land registry, which is derived from the Greek term 'tomos', from which the Latin word 'tome', meaning large book, originates. The *'Incomplete Thombu'* is essentially a record book, a bureaucratic file that traces the displacement of Tamil people in Sri Lanka during the civil war of 1983 to 2009. Although there have been numerous studies that recorded statistical data on deracinated Tamil peoples, this project aims to highlight the personal plights of those involved. It contains the documents of ground plans of homes drawn from memory by displaced civilians, including interview notes, architectural renderings of collected ground plans, and dry pastel drawings made as a response. Each type of document is superimposed on top of another document to illustrate further displacements of memory, the notion of home, and identity.

This project was carried out between January and July 2011. Those interviewed were displaced from Jaffna and the surrounding area during the civil conflict between 1983 to 2009. The ground plans drawn from memory are subjective images that contain personal details of the properties and houses lost, abandoned, destroyed, or seized during that time. In contrast, the architectural floor plan documents show a range of structures such as courtyard houses, colonial bungalows, temples, two- or three-unit houses, orphanages, bunkers, roundhouses, and farm buildings. All drawings related to built structures are not drawn to scale and are subject to interpretation.

All characters appearing in this work are based on real persons. Any resemblance to fictitious events is purely coincidental.

# ZAHOOR UL AKHLAQ

Lived and worked in Lahore, d. 1999

Zahoor ul Akhlaq's aesthetic and conceptual foundations include the Islamic arts, miniature painting and geometry. Combined with a distinguished teaching career spanning about 30 years at the National College of Arts in Lahore, his work is often thought to bridge modern painting in Pakistan and a generation of American artists working during the post war (WWI & WWII) years between 1930-60's. Akhlaq maintained a life-long intellectual commitment to painting and reading. He also shared kinship with both Barnett Newman and Ad Reinhardt, who were influential teachers in their own right and maintained a deep interest in Eastern philosophy and mysticism.

The aspect of Akhlaq's work of great importance for contemporary Pakistani art is his return to his own tradition for locating a modern idiom for painting as seen in his use of the grid and calligraphic sources. For example, as much as the painting *Untitled* 97-98 seems to be in conversation with Reinhardt's "black" paintings, it has equal resonance with the calligraphers' pool of black ink which is mysterious and full of promise. Akhlaq's use of the grid continues to have a great influence on many of his former students. Similarly, paintings like *Still, Still Life III & IV* 1995 also on show are likewise emblematic of ideas of pure painting characterized by geometric composition, a total occupation with the surface of the painting, and disappearance of a recognizable image in the monochromatic relationship of color to form. Like an iconoclasts' gesture there is nothing to see but the painting itself and radical elimination of all that could be associated with interpretations.

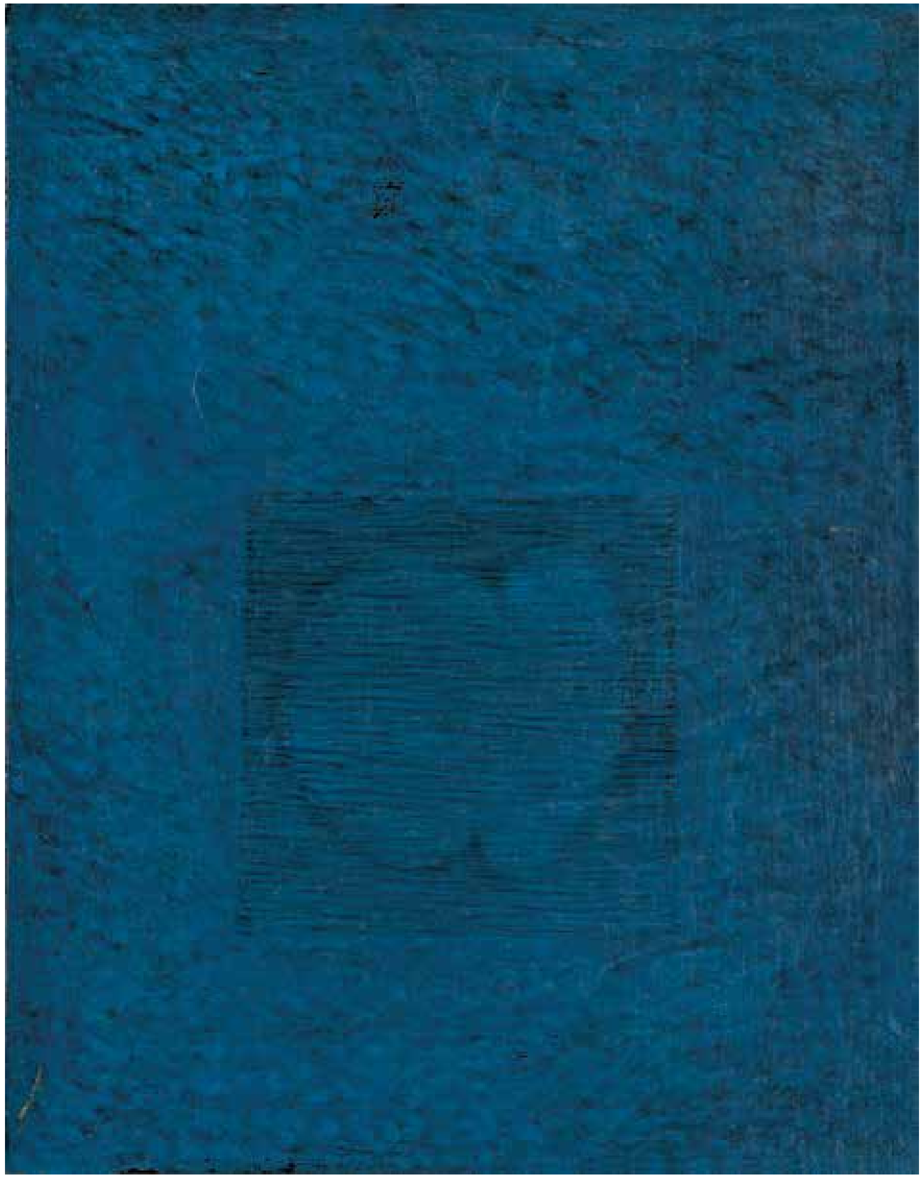

*Still Still life III, 1995*
Acrylic on board
8 x 10 inches
Image courtesy: The Estate of Zahoor ul Akhlaq and Jhaveri Contemporary

# RISHAM SYED AND INAAM ZAFAR

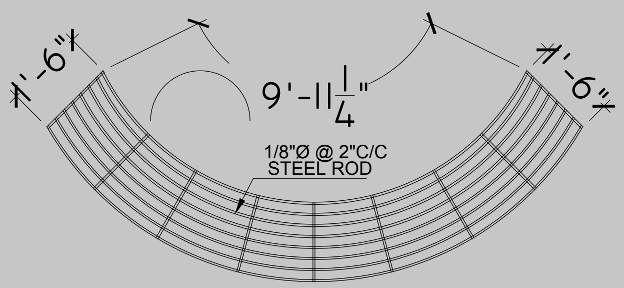


SIDE

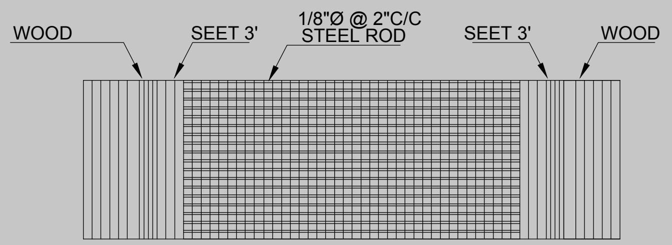


FRONT

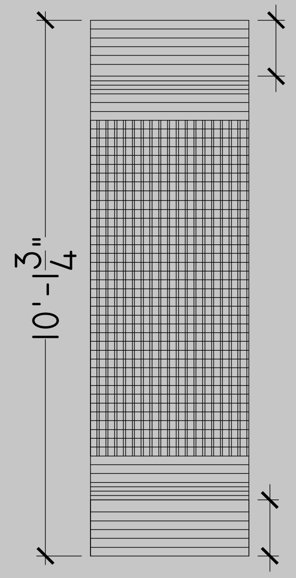


TOP

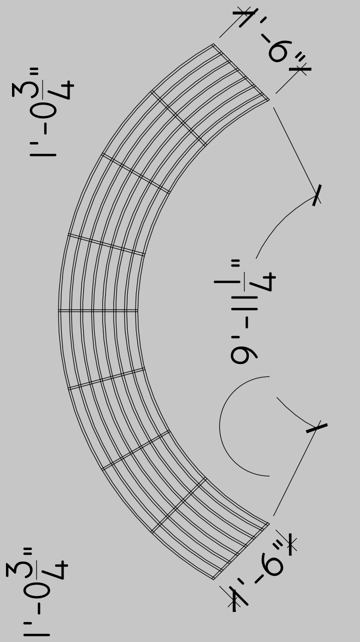


LANDSCAPE

This project reflects a psychological response to growing ecological concerns in the city that include air pollution and other adverse effects of climate change. As artists, Risham Syed and Inaam Zafar propose to construct and test structures based on plants and landscape elements to create an experience worthy of dissemination and reproduction.

The idea of *Takiya* commemorates the historically allocated courtyard spaces to each of the gates of Lahore where musicians, poets and scholars would unite and exercise their abilities. One of such *Takiya Marasiyan* community is known for producing well-known musicians and singers of 70's. Risham Syed has hundreds of recordings of her mother practicing vocals with Chotay Ghulam Ali one of the Ustaad's known for his emergence from *Takiya Marasiyan*. These recordings will be played on devices embedded within the curved structures of this installation to accentuate the connection of nature with music, also voicing the diminishing cultural excellence of walled city.

TEHSIL PARK

# SHAHI HAMMAM

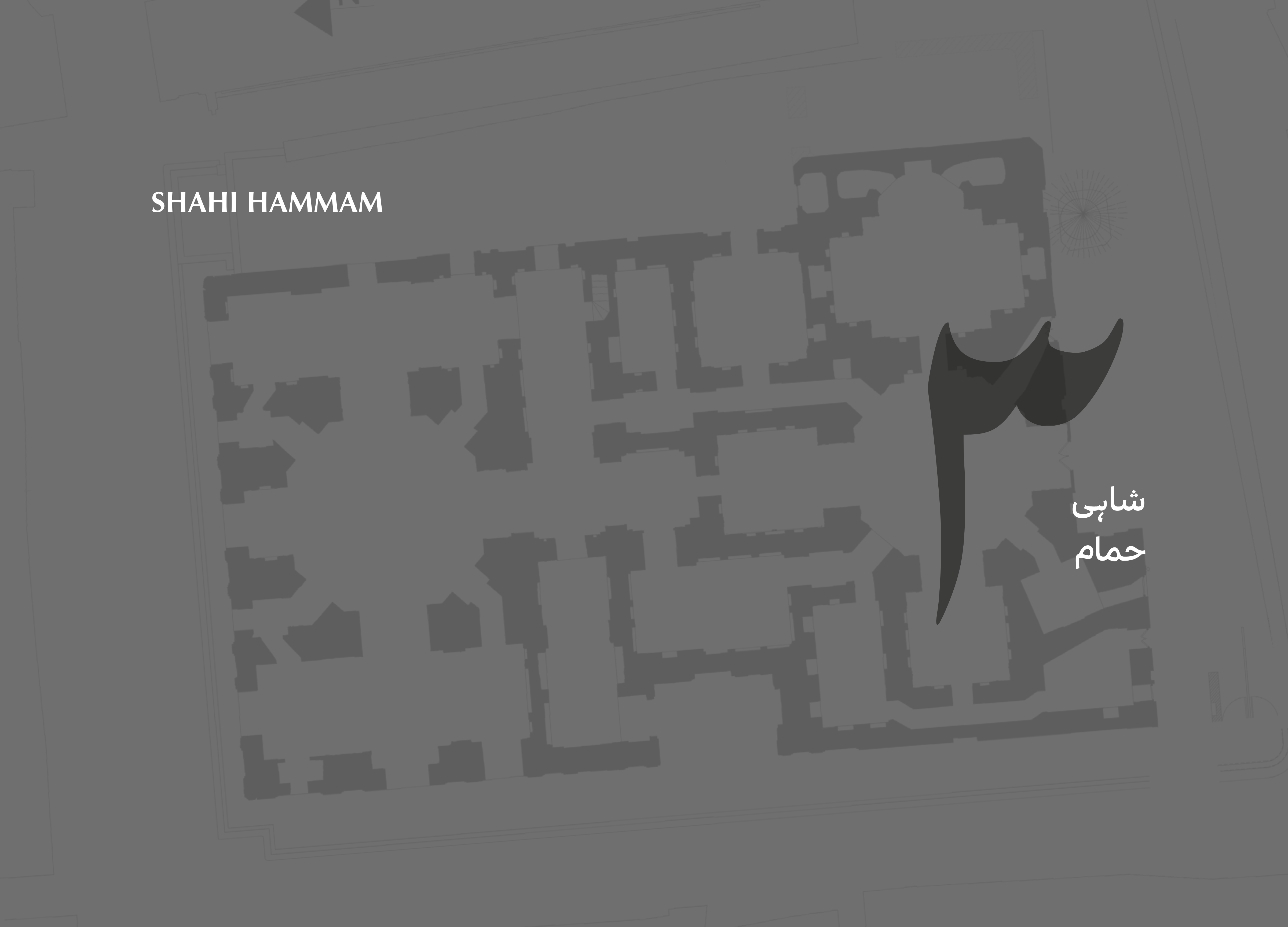

# ۳

شاہی
حمام

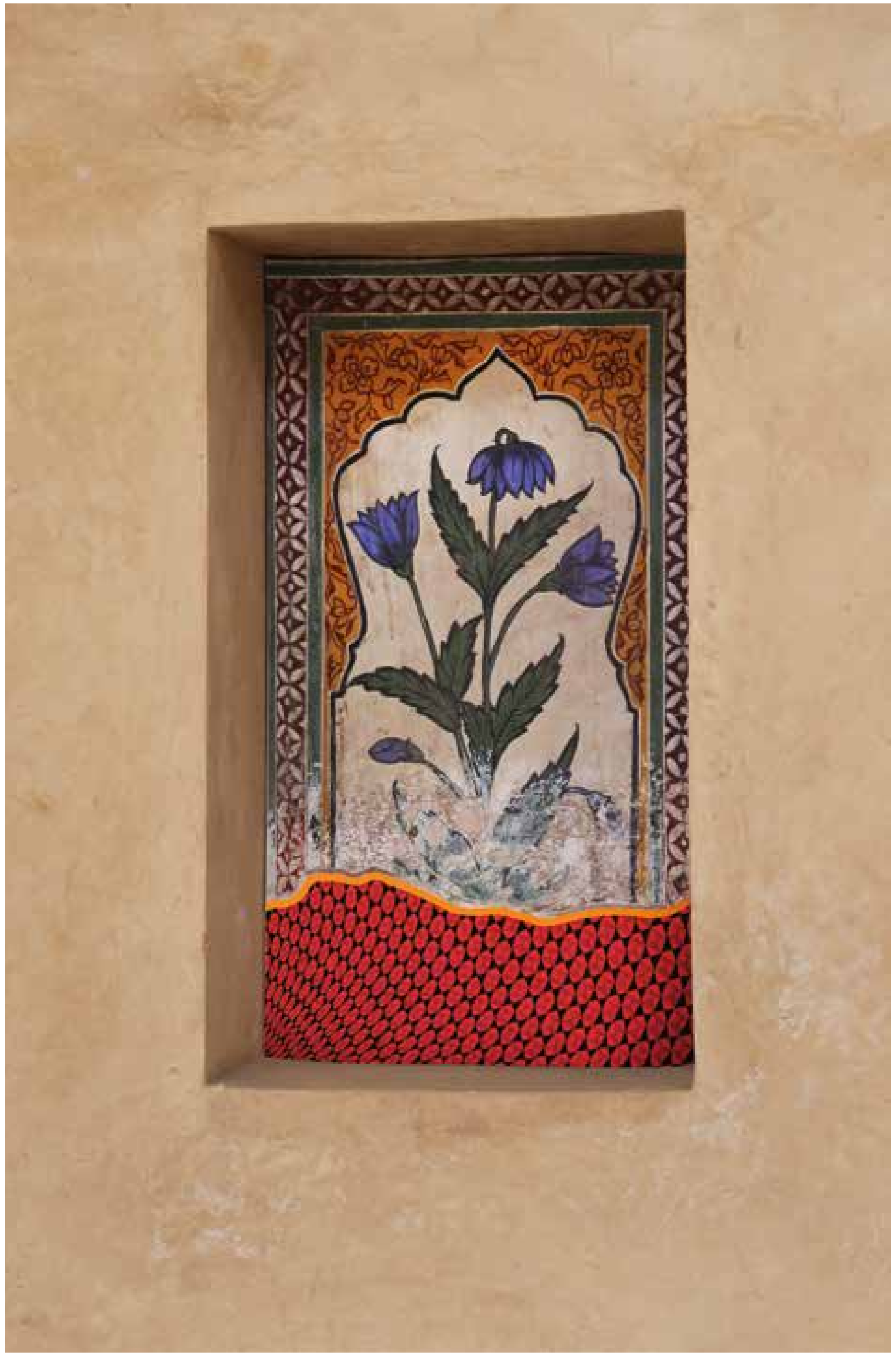

# AISHA KHALID

# عائشہ خالد

Lives and works in Lahore

My site-specific installation at the Shahi Hammam, Lahore consists of gouache on paper, mirrors and a textile piece that incorporates gold-plated steel pins. Although I live in Lahore, my thinking process is shaped by events of significance as they take place globally. In recent memories two very strong sets of images come to mind in relation to the colour orange that features heavily in the work. Firstly are the orange life jackets of Syrian refugees as they appear in the news, and closer to home orange functions as a marker of constant construction, pointing to the changing transportation infrastructures of the city that also ultimately interfere with the historic architecture of the city.

لاہور شاہی حمام میں متعین مقام فنی تنصیب کثیر ویڈیو پروجیکشنز، کاغذ پر گدلے رنگوں کی تقاشی، کپڑے کا ٹکڑا جس کے ساتھ سونے کا پانی چڑھا ہوا سٹیل کی پنیں شامل ہیں۔ اگرچہ میں لاہور میں رہتی ہوں ، لیکن میرے سوچنے کا عمل عالمی سطح پر ہونے والے اہم واقعات سے متاثر ہوتا ہے ۔ حالیہ یادوں میں دو بہت اہم تصاویر ذہن میں آتی ہیں نارنجی رنگ کی مناسبت سے جو کام میں نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ سب سے پہلے سریہ کے پناہ گزینوں کی لائف جیکٹس جیسا کہ خبروں میں دکھایا جاتا ہے، جو قریب نظر آتا ہے ہونے والی مسلسل تعمیر سے اور شہر کے بدلنے والے نقل و حمل کے بنیادی ڈھانچے کی طرف بھی اشارہ کرتا نظر آتا ہے اور آخر کو شہر کے تاریخی فنِ تعمیر کے ساتھ بھی مداخلت ہوتی نظر آتی ہے۔

*More Beautiful for Having Been Broken*
2018

# IMRAN QURESHI

# عمران قریشی

Lives and works in Lahore

Imran Qureshi's recent series of 14 large scale paintings titled *Hammam* (2018) make evident that violence is not new to our time. In this instance, blood splattered marks on gilded surfaces placed within the Hammam at Delhi Gate, change the original aesthetic character of the Mughal-era monument. A new video installation titled, *Story of Two* (2018) is also part of the new body of work created especially for LB01, which compared to the paintings in the same space is a quieter and more introspective work.

فن پارہ بہ عنوان حمام [۲۰۱۸] میں ۱۴ بڑے پیمانے پر بنائی گئی پینٹنگز کی حالیہ سیریز میں فنکار عمران قریشی نے واضح کیا ہے کہ تشدد ہمارے وقت کے لئے نیا نہیں ہے ، مثال کے طور پر دہلی گیٹ کے حمام کے اندر ملمع شدہ سطح پر خون کے چھینٹے ، مغلیہ دور کی یادگار عمارت کی جمالیاتی حیثیت کو بدلنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک نئی ویڈیو تنصیب ، دو کی کہانی [۲۰۱۸] ایک نئے کام کا حصہ ہے جو خاص طور پر لاہور بینالے کے لئے بنایا گیا ہے جس کا موازنہ اس جگہ لگی پینٹنگز سے کیا گیا ہے جو خاموش اور خودشناسی کا تاثر پیش کرتی ہیں۔

This project is supported by Galerie Thaddaeus Ropac

# MANISHA GERA BASWANI

Lives and works in Delhi

# منیشا گیرا باسوانی

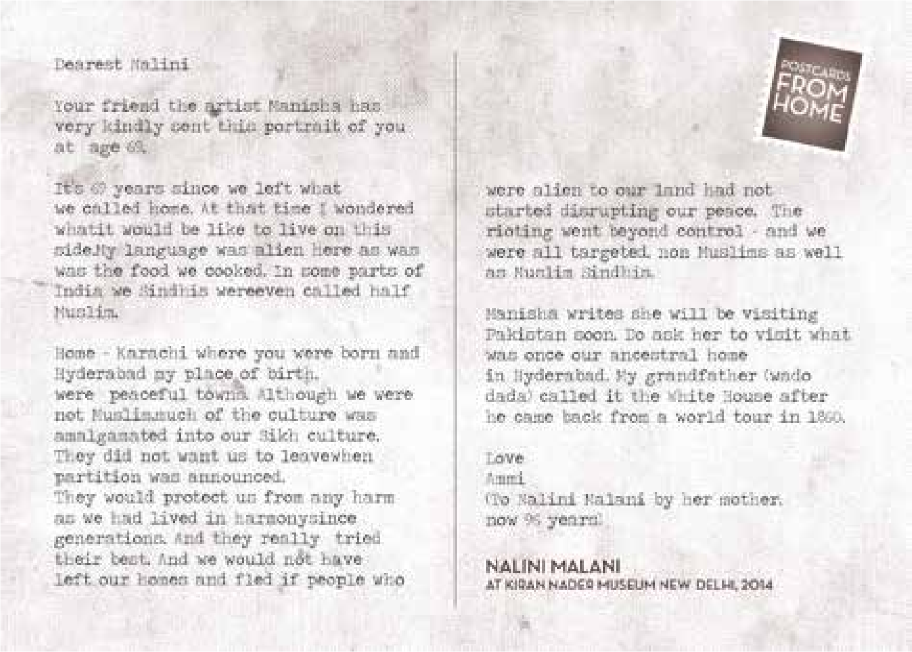
Dearest Nalini

Your friend the artist Manisha has very kindly sent this portrait of you at age 69.

It's 69 years since we left what we called home. At that time I wondered whatit would be like to live on this side.My language was alien here as was was the food we cooked. In some parts of India we Sindhis wereeven called half Muslim.

Home - Karachi where you were born and Hyderabad my place of birth. were peaceful towns. Although we were not Muslimsmuch of the culture was amalgamated into our Sikh culture. They did not want us to leavewhen partition was announced. They would protect us from any harm as we had lived in harmonysince generations. And they really tried their best. And we would not have left our homes and fled if people who were alien to our land had not started disrupting our peace. The rioting went beyond control - and we were all targeted non Muslims as well as Muslim Sindhis.

Manisha writes she will be visiting Pakistan soon. Do ask her to visit what was once our ancestral home in Hyderabad. My grandfather (wado dada) called it the White House after he came back from a world tour in 1860.

Love
Ammi
(To Nalini Malani by her mother. now 96 years)



My project for the Lahore Biennale, *Postcards from Home* traverses the border and brings 'home' the artist photographed. A total of 47 (the year of partition) Indian and Pakistani artists–photographed by me–over the years constitute this project. These artists have a shared history with partition either personally or through family. Each postcard will carry the image of the artist and the reverse will carry a brief text, a memory, that tugs at the heart of the artist either directly or through stories narrated by their parent/s or grandparent/s of pre-partition India.

The intent is to intrigue and invite viewers to these visual frames of nostalgia, to re-kindle love and connection wherever these postcards reach and hopefully, touch a cord and revive the shared connection of a common history.

لاہور بینالے فاؤنڈیشن کے لئے یہ فن پارہ بہ عنوان " پوسٹ کارڈز فرام ہوم" ایک بارڈر، لکیر، حد بندی کھینچتا ہے فنکاروں کی تصاویر کو ایک مقام پر اکٹھا کرتا ہے۔ میں نے مجموعی طور پر سینتالیس پاکستانی اور انڈین فنکاروں کی تصویر کشی کی ہے ۔ ان فنکاروں کی مشترکہ تاریخ ذاتی یا خاندانی طور پر تقسیمِ ہند کے ساتھ جڑی ہے ۔ ہر پوسٹ کارڈ پر فنکار کی تصویر ہے اور اسکی پشت پر مختصراً تحریر، یا کوئی یاد جو فنکار کے دل سے بالواسطہ طور پر یا اسکے والدین، دادا دادی کی بتلائی ہوئی قبل از تقسیم کی داستانوں سے جڑی ہے ، درج ہے۔ اسکا مقصد حاضرین کو یادِ ماضی کے دریچوں کی طرف اکسانا ہے اور دعوت دینا ہے تا کہ پھر سے محبت اور رابطہ بیدار ہو ۔ امید ہے جہاں جہاں پوسٹ کارڈز جائیں گے عام تاریخ کے مشترکہ رابطوں کے تار کو چھیڑیں گے اور پھر سے تازہ کریں گے۔

Project supported by Kiran Nadar Museum of Art

# LAHORE MUSEUM

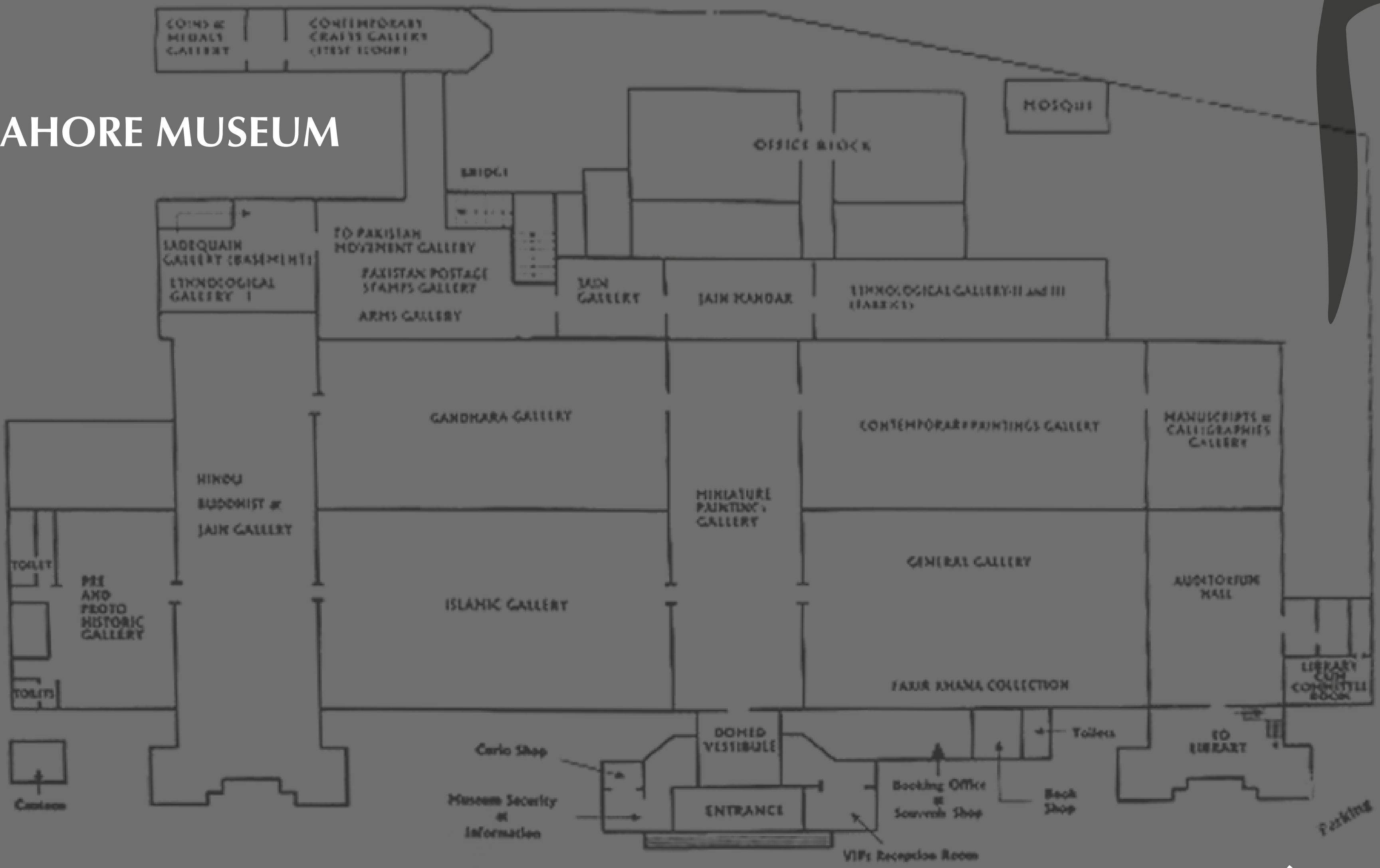


لاہور میوزیم

۴

# AYESHA JATOI

# عائشہ جتوئی

Lives and works in Lahore

This body of work is an extension of Ayesha Jatoi's practice which primarily explores the traditional manuscript's symbiotic relationship between the image and text and the spatial division of these "illuminated pages". Often therein, the text frees itself all together of the image–just as most contemporary miniature painters rely on images alone–but when the image does appear it does so in an extremely minimal way, merely lines, bare suggestions.

These series of drawings are studies of miniature paintings from the Pahari School which are already highly stylized in tune with the ancient treatises on art from the Indian Subcontinent. But here the original compositions are stripped down further, deconstructed, unravelled–the ornamentation, figures and "unnecessary details" are removed. In Jatoi's hands they are re-narrated and reimagined.

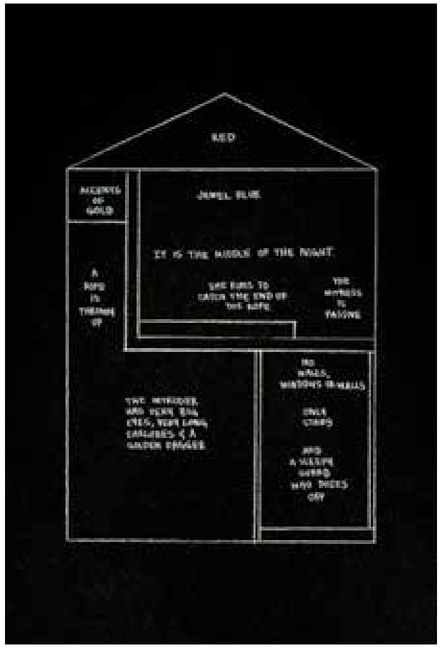


*The Night*
2016
21 x 28cm
Pencil on paper

یہ فن پارہ عائشہ جتوئی کے کام کی توسیع ہے جس میں بنیادی طور پر روایتی مسودات کی تمثیلات تصویر اور تحریر کے درمیان اور روشن صفحات کی تقسیم پر تحقیق کی گئی ہے۔ اکثر اس میں متن تصویر سے خود کو آزاد کرتا ہے۔ جیسے کہ سب سے زیادہ عصرِ حاضر کے مصور تصویری عکاسی پر اکتفا کرتے ہیں ۔ لیکن جب تصویر ظاہر ہوتی ہے تو یہ انتہائی کم سے کم وضاحت میں ہوتی ہے جیسے صرف چند لائنیں۔

ڈرائنگ کی یہ سیریز پہاڑی سکول کی مینی ایچر پینٹنگز کی مشق ہے۔ جو پہلے سے ہی انتہائی سٹائل شدہ ہیں اور برِ صغیر کے قدیمی فن کے مطابق قدرتی نوعیت پر پابند نہیں ہیں ۔ لیکن یہاں اصل ترتیب کو مزید ترتیب دیا جاتا ہے ۔ ترتیب ، سجاوٹ، غیر ضروری تفصیلات کو کم کر دیا جاتا ہے ۔ فنکارہ کے ہاتھوں انکو دوبارہ بیان اور تصور کی دنیا میں لایا جا رہا ہے۔



# BANI ABIDI

# بانی عابدی

Lives and works in Berlin

*Memorial to Lost Words*

In memory of more than a million Indian soldiers who served in the Great War (1914-1918) but are remembered–if ever–only for their valor and loyalty to the British crown. 70,000 Indian men died in the war and to date have not even made it as a footnote in the Imperial War Museum's World War I exhibit. Abidi gleans from historical archives of letters and folk songs, in trying to imagine the complex world of longing, loss and displacement as was actually experienced by these young men.

**گم شدہ الفاظ کی یاد میں**

لاکھوں ہندوستانی فوجیوں کی یاد میں جنھوں نے جنگِ عظیم [۱۹۱۸ـ۱۹۱۴] میں کارنامے سر انجام دئیے۔ اگر انکو یاد کیا گیا تو صرف برطانوی حکومت سے وفاداری پر ۔ ستر ہزار ہندوستانی فوجی جنگ میں مارے گئے لیکن آج بھی "امپیریل میوزیم " میں پہلی عالمی جنگ کی نمائش میں زیریں حاشیے پر جگہ بھی حاصل نہیں کر پائے۔ فنکار نے خطوں اور لوک گیتوں کی تاریخی دستاویزات کو اکٹھا کیا ہے ان جذبات کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لئے جن میں سے یہ نوجوان مرد گزر چکے ہیں جن میں خواہشات، نقصانات اور بے گھر ہونا شامل ہے۔

# MASOOMA SYED

Lives and works in Columbo and Lahore

*Indian Parrot*
*2018*
Human hair

*Last Name Isabella*

One of the accounts is that these works are by a woman, who was a wealthy perfume maker, a traveler, and also an occasional jewelry maker. She is said to have lived to be 134 years, and while no one knows the truth, the record of her death describes the event in three different ways.

This eccentric perfume maker created drawings/objects under special circumstances, and strangely enough, not for wealthy clients, but for ordinary people. Her customers ranged from a refugee from a war zone, a famous beggar, a soldier who lost his arm in battle, a woman in love, a sleep walker, a talkative hermit she once slept with and many others.

This is also the story of a city. In the city of the rich, the poor and famous, in a city of nights, malls and lights, poetry is to be found only on the edges, the margins and borders.

یہ کام ایک خاتون کی طرف سے ہیں، جو ایک ثروت مند خوشبو ساز تھی ، سیاح اور خاص موقعوں کے لئے زیور بھی بناتی تھی ۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۳۴ سال تک زندہ رہی اور جبکہ کوئی سچ سے واقف نہیں ، اسکی موت کا ریکارڈ اس واقعے کو تین مختلف طریقوں سے بیان کرتا ہے۔

اس انوکھی خوشبو ساز خاتون نے خاص حالات کے تحت ڈرائنگ اور مختلف چیزیں بنائی ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ سب امیر گاہکوں کے لئے نہیں بلکہ عام لوگوں کے لئے ہے ۔ اسکے گاہکوں میں جنگ کے پناہ گزین ، مشہور بھکاری، ایک فوجی جس نے جنگ میں اپنا بازو کھو دیا ، پیار میں پڑی ایک عورت ، ایک نیند میں چلنے والا ، ایک باتونی جوگی جسکے ساتھ وہ ایک بار سوئی اور بہت سارے اور۔ یہ کہانی ایک شہر سے بھی منسوب ہے ثروت مندوں ، غریبوں اور مشہور لوگوں کا شہر ، جاگتی راتوں اور روشنیوں کا شہر جہاں سخن بھی اب کناروں اور سرحدوں پر ہی ملتا ہے۔



# WAQAS KHAN

Lives and works in Lahore

Waqas Khan's large scale minimalist drawings resemble webs and celestial expanses. The contemplation that leaves a visible evidence on paper is the crux of the work.

Khan employs small dashes and minuscule dots to create large entanglements. Where when two particle-sque units are spread out and entangled, they are essentially 'in sync' with each other, and they'll stay in sync no matter how far apart they are. This idea of togetherness and being seen one as a magnanimous totality is what he partly absorbs from his inclination towards literature and interest in the lives of sufi poets.

Khan's work also evoke a sense of scripting, which he likes to see as a discourse between him and his viewer, a dialogue which is very much formatted over the syntax of a monologue.

وقاص خان کی پڑے پیمانے پر بنائی گئی مینیمیلسٹ [سادہ، ابتدائی اشکال،ہندسی وضع] ڈرائنگ جال اور خلائی تفرقات سے ملتی جلتی دکھائی دیتی ہے ۔ جس غوروفکر کے نتیجے میں یہ فن پارہ تخلیق کیا گیا ہے وہ ہی اس کام کی بنیاد ہے ۔ چھوٹی ڈیشوں اور نقطوں کو ملا کر بڑا الجھاؤ تخلیق کیا گیا ہے جہاں جب دو ذرات پھیلتے اور الجھتے نظر آتے ہیں وہ بنیادی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت پذیر ہیں اور وہ جتنا دور بھی ہوں جڑے ہی رہیں گے ۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کا خیال جسے مجموعی طور پر دیکھا جائے تو وہ نظر آتا ہے جو صوفی شاعری اور ادبی جھکاؤ سے جزوی طور پر حاصل کیا گیا۔ یہ فن پارہ جسے فنکار اپنے اور حاضرین کے درمیان تبادلہ خیال کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے ۔

# ALHAMRA ART CENTRE

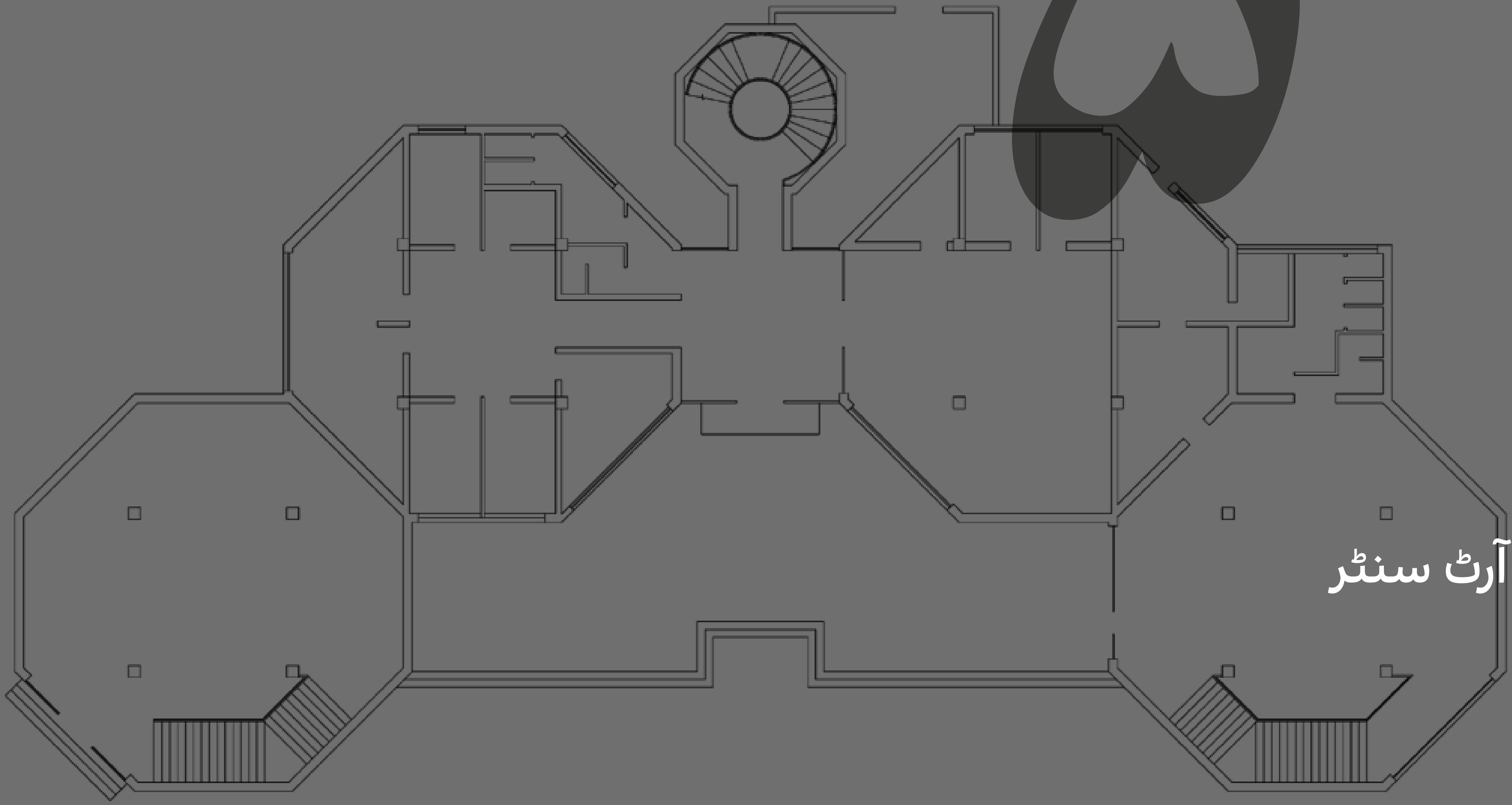

# الحمرا آرٹ سنٹر

# ALHAMRA ART CENTRE

The **Alhamra Art Centre** is a longstanding fixture on Lahore's cultural scene, in which exhibitions, panels and talks are regularly hosted. Inspired by Mughal era architecture, the octagonal structures of the modernist red brick building possess enhanced acoustics, making it the perfect venue for the presentation of video and live performances. At this site, LB01 brings together a range of artworks with a marked social bent that refer to events of major significance that have taken place globally in the last sixty years. Themes range from the 1947 partition of India and Pakistan, to the Cold War to the Non-Aligned Movement and other various struggles against forms of domination.

Especially conceived for LB01, **Shezad Dawood**'s textile paintings made on denim and local fabric reflect upon Pakistan-US relations since the 1950s. The works refer to past influences of American soft power, ranging from music, to the proliferation of video games in Pakistan in the 1980s. Bangladeshi artist **Naeem Mohaiemen** examines how political collectivities in newly independent nation-states end up reinscribing power relations, instead of decentering them. His three channel film examines the activities of the Non-Aligned Movement (NAM) and the rise of the Organization of Islamic Cooperation (OIC). Turkish artist **Halil Altindere**'s video is a collaboration with a group of activist Romani rappers, who use hip-hop to protest the neoliberal destruction of their neighborhood in Sulukule, Istanbul.

In **Kay Walkowiak**'s work, five modernist art objects tell stories of "living" in different places in the densely populated metropolis of Hong Kong. The artist examines cultural-historical attitudes of the East and West in today's post-colonial Hong Kong. **Salman Toor** combines the mediums of painting, collage and installation to work through themes of assimilation and resistance as experienced by layers of Pakistani society inhabiting liminal spaces.

Karachi-based artist **Seema Nusrat** investigates the changing face of her native city through measures of policing, securitization and urban regulation as manifest in the barricades and barriers that have come to form a new kind of architecture of the city.

### Performances

In a performance created especially for LB01, **Salima Hashmi** revives the school teacher character from her highly satirical performances of the 1970s to address the divided present. **Zambeel** presents dramatic readings set against the backdrop of Pakistan railways, paying homage to modernist Urdu literature in which travel is a recurring motif. **Naiza Khan**'s performance is the manifestation of a multi-year engagement with the site of Manora, Sindh near the megacity of Karachi in which she broaches the subject of weather patterns, boundaries and bodies.



# الحمرا آرٹ سنٹر

الحمر ا آرٹ کونسل لاہور کی ثقافتی منظر کے لئے ایک دیرینہ حقیقت ہے جہاں نمائش، پینلز، اور بحث وتمحیص کے لئے باقائدگی سے میزبانی کے فرائض سرانجام دئیے جاتے ہیں۔ مغلیہ فنِ تعمیر سے متاثر جدید ترین سرخ اینٹوں کی عمارت کے غیر مستحکم ڈھانچے میں بہترین سماعتی نظام موجود ہیں ۔ جسکی بدولت یہ جگہ ویڈیو پروجیکشن اور پرفارمنس کے لئے بہترین ہے۔ اس جگہ پر لاہور بینالے نے بہت سے فن پاروں کو اکٹھا کیا ہے جو سماجی مسائل اور پچھلے چھ سال میں عالمی طور پر ہونے والے اہم واقعات کی نشاندہی کرتے ہیں ۔ جس میں ۱۹۴۷ میں پاکستان اور انڈیا کی تقسیم سے لے کر دیگر مختلف جہتیں شامل ہیں۔

خاص طور پر لاہور بینالے کے لئے بنائی گئی شہزاد داؤد کی پینٹنگز جو ڈینم اور کپڑے پر بنائی گئی ہیں ۱۹۵۰ سے پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ کام امریکہ کی چھوٹی طاقتوں جیسے موسیقی سے لے کر ۱۹۸۰ میں پاکستان میں ویڈیو گیمز کے پھیلاؤ تک کے گزشتہ اثرات سے متعلق ہے۔ بنگلہ دیشی فنکار نعیم موهیمن نے تحقیق کی ہے کہ کیسے نئی آزاد ریاستوں میں سیاسی اجتماعی قوتیں اقتدار سے متعلق تعلقات کو ختم کرنے کی بجائے خود ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کی تین چینل فِلم غیر منظم تحریک [این اے ایم] اور اسلامی تعاون کے ادارے [او آئی سی] کی سرگرمیوں کی جانچ پڑتال کرتی ہے۔ ترکی کے فنکار ہلیل آلتیندرے کی ویڈیو رومی ریپر کے گروپ کے ساتھ معاونیت ہے جنھوں نے ہپ ہاپ کے ذریعے شہر کی تباہی پر اپنا ردِعمل ظاہر کیا ہے۔ کائے والکویک کے کام میں پانچ مشہور جدید فنی اشیاء ہانگ کانگ جیسے گنجان آباد شہر کی مختلف جگہوں پر رہتے ہوئے اپنے وجود کی کہانیاں سناتی ہیں ۔ یہ فن پارہ مشرق اور مغرب کی مختلف ثقافتی اور تاریخی روش پر مبنی ہے۔ سلمان طور کے کام میں مصوری، کولاج، انسٹالیشن اس فنی منصوبے کے اہم جزو ہیں ان فن پاروں کا مقصد بظاھر منتشر لیکن مربوط دنیا کے درمیان ایک مشترک حد تخلیق کرنا ہے۔

کراچی سے تعلق رکھنے والی فنکارہ سیما نصرت اپنے آبائی شہر کی تبدیلیوں کو واضح کر رہی ہیں شہر میں موجود قوانین اور انکی جانچ پر تحقیق کی ہے اور شہری تعمیر میں آنے والے بیریکیڈز اور بیرئیرز کو دِکھایا ہے۔

### پرفارمنس

خاص طور پر لاہور بینالے کے لئے تیار کی گئی پرفارمنسز میں سلیمہ ہاشمی نستر کی دہائی میں سکول ٹیچر کے انتہائی طنزیہ مزاحیہ کردار کو دوبارہ اسی انداز میں پیش کریں گی ۔ زمبیل میں ڈرامائی کہانیوں کو پیش کیا جائے گا پاکستان ریلوے کو پس منظر میں رکھتے ہوئے نجی اور اجتماعی تصورات میں روایات بنتے ہوئے ۔ ٹرین کا سفر اردو ادب میں بہت نمایاں مقام رکھتا ہے ۔ نائزہ خان کی پر فارمنس منوڑہ کی سائٹ کے ساتھ اشتراک ہے کراچی کی مفاہمت کے قریب جو حدود کا موضوع بیان کرتی ہے۔

# ATIF KHAN

Lives and works in Lahore

# عاطف خان

The work *TV series* revolves around nostalgia and memories arising from the artist's teenage-hood when there was only one channel on TV, with an eight- hour transmission, and watching it was the only option available.

*Crawling Carpet* merges together the artist's practice in printmaking along with an insertion of socio-political concerns. Swarming ants form a beautiful Persian-style carpet on the floor which is reflective of the ongoing fragmentation of the social fabric of our society.

فن پارہ بہ عنوان "ٹی وی سیریز" یاداشت، اور ماضی کے اِردگر د گھومتا ہے ۔ فنکار کے بچپن سے متاثر جب ٹی وی پر ایک ہی چینل آیا کرتا تھا ، آٹھ گھنٹے کی ٹرانسمیشن کے ساتھ ، اور اسکو دیکھنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ "کرالنگ کارپٹس" سماجی سیاسی ادراک کے ساتھ پرنٹ سازی کا فنکار کی پریکٹس کے ساتھ انضام کرتا ہے۔ چیونٹیوں کا ہجوم خوبصورت ایرانی طرز کا قالین بناتا ہے جو معاشرتی شکستگی کی عکاسی کرتا ہے۔

Site specific installation
2018
Ink, Stamp

# **CAMP** Shaina Anand & Ashok Sukumaran

Live and work in Mumbai

# کیمپ

*From Gulf to Gulf to Gulf*
2013
Kutchi, Hindi, Urdu, & Arabic
English subtitles
83 min

A boat has many powers: to gather a society in its making, to distribute goods, to carry people and ideas across places that, it seems to us, are more different than ever before. *From Gulf to Gulf to Gulf* is a result of four years of dialogue, friendship and exchange between CAMP and a group of sailors from the Gulf of Kutch. Their travels and those of co-seafarers from Sindh, Baluchistan, and Southern Iran through the gulfs of Persia and Aden show us a world cut into many pieces, not easily bridged by nostalgics or nationalists. Instead, we follow the physical crossings made by these groups of people who make and sail wooden boats and who also make videos, sometimes with songs married to them.

ایک کشتی میں بہت طاقت ہے: اپنی بنانے والوں کو جمع کرنے کے لئے ، سازوسامان کی تقسیم ، ایک جگہ سے دوسری جگہ لوگوں اور نظریات کا سفر ، ہمارے لئے یہ پہلے سے بے حد مختلف ہے۔ خلیج سے خلیج تک کا سفر چار سال کی دوستی اور تبادلے کا نتیجہ ہے ۔ کیمپ اور خلیجی ملاحوں کے درمیان ، ان کے سفر اور سندھ ، بلوچستان، جنوبی ایران، ایرانی خلیج اور ملک ادن کے ذریعے دنیا کو بہت حصوں میں دکھایا گیا قوم پرستوں سے آسانی سے جوڑا نہیں گیا ۔ اسکی بجائے ہم ان لوگوں کے سفروں کی تقلید کرتے ہیں ان لوگوں کی جو لکڑی کی کشتیوں پر سفر کرتے ہیں ویڈیو ز بناتے ہیں اور گیت گاتے ہیں۔

# HALIL ALTINDERE

Lives and works in Istanbul

# ہیلل الٹیئر

*Wonderland* documents the anger, resistance, and hope voiced by a group of youths from the Sulukule neighborhood of Istanbul that has been the home of Roma communities for the past six centuries. This historic area started to be demolished in 2006 as part of an "urban renewal" development project. Despite the prosperity promised by the Housing Development Administration, apartments built in place of the demolished neighborhood have ended up serving nothing more than social inequality, poverty, and infrastructural problems. The deep-rooted lifestyle shaped with music and dance of the people of Sulukule faces oppression and irreversible corrosion. Presented in the style of a music video by the hip-hop group Tahribad-ı-syan, *Wonderland* captures how one subculture, hip-hop, can flourish and live within another culture, Roma. The band raps about inequality and gentrification while simultaneously being confronted by the police.

فن پارہ بہ عنوان "ونڈرلینڈ " نوجوانوں کے ایک گروپ جو استنبول کی ہمسایہ ریاست سے تعلق رکھتا ہے یہ فن پارہ انکے غصے، مزاحمت، اور امید کی آواز پر مبنی ہے ۔ وہ ریاست جو پچھلی چھ صدیوں سے رومی کمیونٹیوں کا گھر رہی ہے یہ تاریخی جگہ جو شہری تجدید کے ترقیاتی منصوبے کا حصہ تھی ۲۰۰۶ میں مسمار ہونا شروع ہوئی ۔ باوجودیکہ "ہاؤسنگ ڈویلپمیٹ ایڈمنسٹریشن " سے خوشحالی کا وعدہ کیا گیا تھا ۔ جو اپارٹمنٹس تباہ شدہ جگہ پر نئے سرے تعمیر کئے گئے ، انکا انجام معاشرتی عدم مساوات، غربت، اور معاشرتی مسائل کے علاوہ کچھ نہیں ہوا۔ سولوکلے کے لوگوں کی روایتی زندگی جڑیں جو میوزک اور ڈانس سے جڑی ہیں انھیں ختم کر دیا گیا ۔ یہ فن پارہ ایک میوزک ویڈیو کی شکل میں پیش کیا جائے گا ۔ گروپ "تاھری بعدالسیان" کی طرف سے "ونڈرلینڈ" میں واضح کیا گیا ہے کہ کیسے ذیلی ثقافت ایک دوسری ثقافت کے ساتھ زندہ رِہ سکتی ہے اور ترقی کر سکتی ہے ۔ بینڈ نے معاشرتی مسائل کو واضح کرنے کے لئے ہیپ پاپ کیا جبکہ انھیں مسلسل پولیس کا سامنا کرنا پڑا۔

*Wonderland*
2013
Video (color, sound)
8:25 minutes

## HIRA NABI

## ہرا نبی

Lives and works in Lahore

Where do ships go to die? *All That Perishes on the Edge of Land* is situated at the ship-breaking yard at Gadani, in Baluchistan, where condemned vessels are beached and taken apart by blowtorches and exacting labor. High quality steel and wood are extracted from the corpse of the ship, and the remainder is sold for scrap.

What do the defeated remains of the ship claim as a final cost? Are the ships being destroyed, or creating destruction in their wake? And if so, who or what is paying the price for that act of destruction?

This visual work considers the industry built around the collapsed vessel as the site of contextual inquiries: into the destruction of marine ecology, exploitative labor practices affecting a migrant labor force, a network of linked industries aggregating wealth, and an imbalance of power tilting in favor of the industrialized North versus the Global South.

خاتمہ کہاں ہے بے آواز چیزوں کا؟ جہاز کے شکستہ ٹکڑے کہاں جا کر ختم ہوتے ہیں؟ بے آواز چیزوں کا خاتمہ کہاں ہے؟ خاتمہ کہیں نہیں ہے۔صرف اضافہ ہے۔ گڈانی کے ساحل پرایک کارخانہ ہے جہاں مختلف قسم کے جہاذوں کوسمندر سے باہر کھینچا جاتا ہے اور پرذہ بہ پرزہ علیدہ کیا جاتا ہے۔

ان جہازوں سے اعلی درجے کی اسٹیل اور لکڑی نکالی جاتی ہے اور باقی حصےّ کباڑ میں بیچے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ پرزے کراچی کے شیرشاہ باذار میں پاۓ جاتے ہیں، کچھ لاہور میں دریاۓ راوی کے کنارے پر کارخانوں میں پاۓ جاتے ہیں۔اور کچھ نیلام ہو کر بکھر جاتے ہیں۔

اس فلم کا موضوع ماحولیات پر اسرات، مزدوروں پر ہونے والا استحصال اور اس صنعت کا مستقبل ہے سرمایاداری کی حدوں کو مرنظر رکھتے ہوۓ۔



## KAY WALKOWIAK

## کے والکوّئک

Lives and works in Vienna

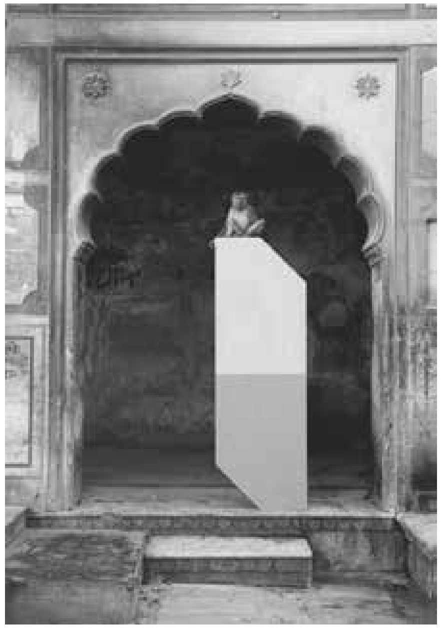

*Rituals of Resistance (#1-8)*
2017
Archival pigment prints of textile
210 x 140 cm each

This project was produced in cooperation with Phileas - A Fund for Contemporary Art

In the short film *Anonymous Objects*, five iconic modernist art objects tell the stories of their existence “living” in different places in the densely populated metropolis Hong Kong. As objects of a pre-colonial past, their present-day post-colonial identity crisis is expressed: they exist in a vacuum at the edge of schizophrenia, timeless, without location and without a redeeming end. *Anonymous Objects* is a work on the questions of the narrative comprehensibility of form and its function as a projection surface of timeless utopias in the global context, based on the different cultural-historical attitudes of the “East” and “West” in today’s post-colonial Hong Kong.

شارٹ فِلم بہ عنوان جس میں پانچ مشہور جدید فنی اشیاء ہانگ کانگ جیسے گنجان آباد شہر کی مختلف جگہوں پر رہتے ہوئے اپنے وجود کی کہانیاں سناتی ہیں ۔

پہلے سے نو آبادیاتی ماضی کی اشیاء کے طور پر انکے موجودہ ترکِ نو آبادیاتی شناختی بحران کو بیان کیا گیا ہے : وہ خلا میں رہتے ہیں جہاں وقت، زمانے اور مقام کی ابتدا اور انتہا واضح نہیں ہے ۔ یہ فن پارہ قابلِ فہم بیان اور عالمی سیاق وسباق میں مثالی ریاست پر تحقیق کرتا ہے ۔ مشرق اور مغرب کی مختلف ثقافتی اور تاریخی روش پر مبنی ہے۔

# KOMAIL AIJAZUDDIN

Lives and works in New York and Lahore

# کُمیل اعجاز الدین

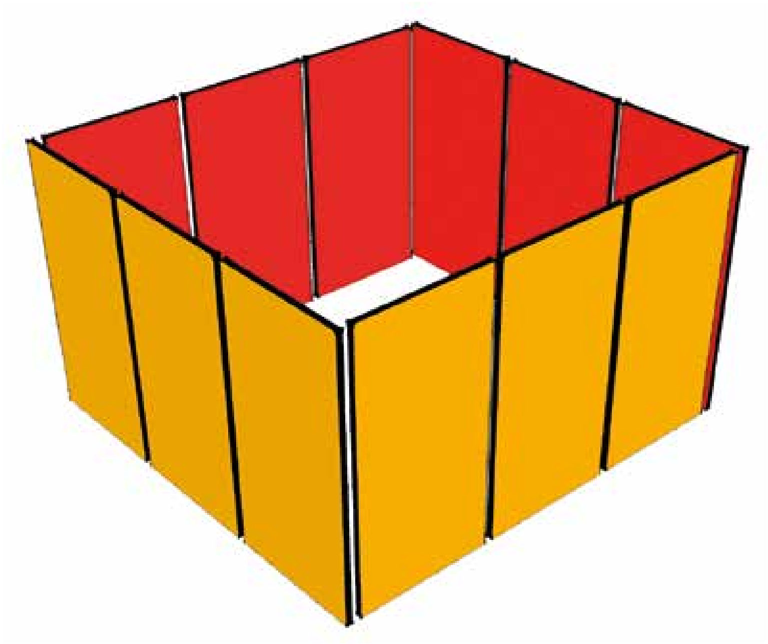

*Gold Cube*
Site specific installation

My work uses the vocabulary of traditional religious art such as gold leaf, illuminations, altar pieces, paintings, scrolls and votive objects to investigate contemporary ideas of divinity, belief, religion, identity, statehood, belonging, and the question of what constitutes personal faith.

عوامی آرٹ منصوبے کو تشکیل دیتے ہوئے میں نے اپنی سٹوڈیو پریکٹس کو بھی مدِنظر رکھا ہے ، اور اس مقصد کے پیشِ نظر اسلامی تعمیرات کی بناوٹ بھی زیرِ غور رہی ہے۔

# NAEEM MOHAIEMEN

Lives and works in New York and Dhaka

# نعیم مو ہیمین

Mohaiemen presents at LB01 *Two Meetings and a Funeral* (2017), the three-channel video installation which explores Bangladesh's historical pivot from the socialist perspective of the 1973 Non-Aligned Movement (NAM) meeting in Algeria to its ideological counterpoint, the emergence of a strong Islamic perspective at the 1974 Organisation of Islamic Countries (OIC) meeting in Lahore. Centred on Bangladesh's navigation of these two historic meetings, as well as its fight for United Nations recognition (vetoed by China, acting as a proxy for Pakistan), the project considers the erosion of the idea of the Third World as a potential space for decolonialism, liberation theology and socialism. In particular, it looks at how a transnational Islamic *'ummah'* concept was used against socialist forces.

Supported by Bengal Foundation, Tensta Konstshall, Arts Council UK and Tate Films/Tate Modern

Courtesy of the artist and Experimenter

Installed at LB01 with the support of the Sharjah Art Foundation.

*Two Meetings and a Funeral*
2017
Multi-channel digital video installation
colour, multi-channel sound
85 minutes

Commissioned by documenta 14.
Co-commissioned by Sharjah Art Foundation and Ford Foundation/Just Films

فنکار نعیم مہیمین لاہور بینالے میں فن پارہ بہ عنوان ''ٹو میٹنگز اینڈ اے فیونرل'' ایک تین چینل ویڈیو تنصیب پیش کریں گے۔ جو تحقیق ہے بنگلہ دیش کے سماجی اعتبار سے تاریخی محور غیر وابستہ ممالک کی الجیریا میٹنگ ۱۹۷۳ اور اسکے نظریاتی مخالف اسلامی اعتبار سے ایک مضبوط تشکیل کے ظہور کی یعنی اسلامی ممالک کی تنظیم کی دوسری کانفرنس ۱۹۷۴ جو لاہور میں ہوئی۔ اس پراجکٹ کا مقصد ہے بنگلہ دیش کی ان دونوں تاریخی میٹنگز میں نقل و حرکت اور ساتھ ساتھ اسکی اقوامِ متحدہ میں تسلیم کئے جانے کے لئے جنگ[جسے چین بطور پاکستان پراکسی ویٹو رد کرتا رہا] ۔ اور یہ فن پارہ اس فکر کو ظاہر کرتا ہے کہ تیسری دنیا جو ایک ممکنہ جگہ ہے نوآبادیاتی نظام ، آزادی، نظریات، اور اجتماعیت کے خیال کو کس طرح مسخ کیا گیا۔ اور خصوصی طور پر کیسے بین الاقوامی اسلامی امت کا تصور سماجی طاقتوں کے خلاف استعمال کیا گیا۔

# NAILA MAHMOOD

Lives and works in Karachi

# نائلہ محمود

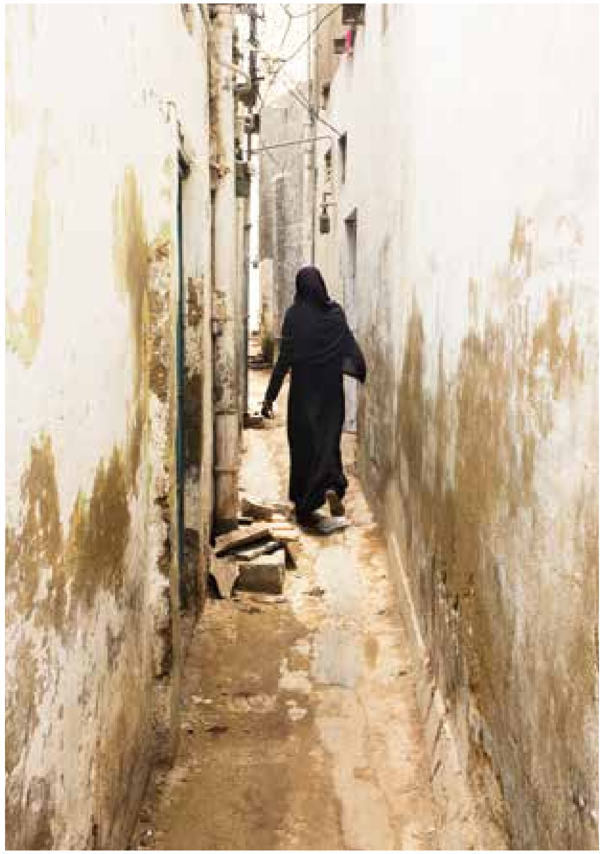

My project consists of photographs, text and reflective poetry about the city of Karachi, its migratory history and urban citizenship. Although the photographs deal in particular with the inner city kitchens, they are reflective of the larger issues of urban density and ensuing pressures.

یہ فنی منصوبہ شہرِ کراچی میں نقل مکانی کی تاریخ اور شہریت سے متعلق ہے ، اس میں فوٹوگرافی ، تحریر، اور شاعری شامل ہے۔ اگرچہ یہ فوٹوگرافی اندرون شہر کے باورچی خانوں کے بارے میں ہے لیکن یہ شہری کثافتوں اور وقت کے ساتھ بھڑنے والے معاشرتی دباؤ کی عکاسی کرتی ہے ۔

*Jutland Lines Area, Karachi*
2015
Pigment Print on Hahnemuhle
Cotton Rag 310g
9.5 x 14.25

# NAIMA DADABHOY

Lives and works in Karachi

My installation is a recreation of my studio, a space where I have been collecting organic materials in various states of decay. These range from insects to animal skulls to dead tree matter.

My work deals with the abstractions of life, and the certainty of death and decay. In this case, decomposition is composition. Experience is process. Process is art. The organic is intrinsically abstract. Life is abstract. Time and logic are approximates. Only decay is certain.

When I create something, it is usually from organic materials - which I allow to decompose or decay - in order to create distortion, and in that chaos lies the beauty of imperfection, agelessness and archaeological mystery.

I grow fungus out of fruit, coffee, tea, mud, barks and other organic materials. This fermentation starts flourishing into something new; something much more beautiful, wherein lie the answers to life and death. By looking at this positively one finds the truth. By experiencing the work, I would like my audience to have a spiritual engagement with their own mortality.

Artist's studio
Work in progress

# نائمہ دادابوئے

یہ فنی تنصیب میرے سٹوڈیو کی تشکیلِ نو ہے ، سٹوڈیو ایسی جگہ جہاں میں انحطاط شدہ نامیاتی مواد اکٹھا کر رہی ہوں ۔ کیڑے کوڑوں سے لے کر انسانی کھوپڑیوں تک ، اور کھوپڑیوں سے لیکر مردہ درخت کی چھال تک ۔ جب بھی میں کچھ نیا بناتی ہوں وہ عام طور پر نامیاتی مواد سے بنایا گیا ہوتا ہے جسکو پہلے مسخ ہونے دیا جاتا ہے ، اور اس مسخ شدہ شکل میں غیر جانبداری اور آثارِ قدیمہ کے اسرار کی خوبصورتی چھپی نظر آتی ہے۔ میں پھل، کافی ، چائے ، کیچڑ، درخت کی چھال اور دوسرے نامیاتی مواد میں فنگس اگاتی ہوں ۔ یہ خمیری مادہ کچھ نئی خوبصورت اشکال میں پھلتا پھولتا ہے ۔ ان اشکال کو مثبت انداز میں دیکھنے سے ہی سچ کو پا لیا جاتا ہے ۔ ان فن پاروں کے ذریعے میں دیکھنے والوں کا اپنی بشریت کے ساتھ روحانی اشتراک قائم کرنا چاہتی ہوں۔

# SALMAN TOOR

Lives and works in New York

# سلمان طور

*Are You Here?*
2017
Imagine compositions
Oil on panel

*Are You Here?*

This project combines painting, collage and installation, connecting Lahore to New York City. The forms in the work aim to create an interface between seemingly divergent understandings of an over-connected world, developing societies like Lahore and the microcosms of cultures like Brooklyn's art scene where the artist lives and works. The stories in the paintings and text highlight issues of assimilation and resistance to the cultural rhythms of both cities.

The re-arrangable wall collage is imagined by the artist to point to notions of adaptation in both cities as well as a fluid sense of self, moving between text and image, the sacred, the mundane, and the profane.

The *'Boom'* panels act as thought bubbles and sudden revelations as seen in exclamations of advertisement marking sales on signs and billboards and hand-painted signs all over Lahore and New York City. The text includes random diary entries in (legible and illegible) English as well as Persio-Arabic gibberish, memories of graffiti dribbled in alleyways and mosques, calligraphic protest banners and shop signs in Lahore and New York City.

مصوری، کولاج، انسٹالیشن اس فنی منصوبے کے اہم جزو ہیں ان فن پاروں کا مقصد بظاھر منتشر لیکن مربوط دنیا کے درمیان ایک مشترک حد تخلیق کرنا ہے۔ لاہور جیسے ترقی پذیر شہر اور بروکلن جیسے شہر میں جہاں فنکار کچھ وقت رہتے اور کام کرتے ہیں۔ مصوری میں چھپی کہانیاں یکسانیت اور مزاحمت کے مسائل کو نمایاں کر رہی ہیں۔

قابلِ مرتب کولاج دونوں شہروں میں مطابقت کے خیال سے خود شناسی اور فنکارانہ تصور کا حصہ ہے، تحریری اور تصویری امتزاج تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں مدد گار ثابت ہو گا۔

بوم" پینلز کے بے حد غوروخوض کے" بعد لاہور اور نیویارک شہر میں بِل بورڈ اور ہاتھ سے پینٹ شدہ نشانات پر اشتہارات کی فروخت کے اچانک انکشافات دیکھے گئے۔ تحریر میں انگریزی، فارسی، عربی زبان میں غیر مربوط ڈائری اندراج بھی شامل ہیں، مساجدوں میں تحریر گرافٹی اور خطاطی کئے ہوئے احتجاجی بینرز اور لاہور نیویارک شہر کی دوکانوں پر لگے اشتہار بھی ان انکشافات کا حصہ ہیں۔

# SEEMA NUSRAT

Lives and works Karachi

# سیما نصرت

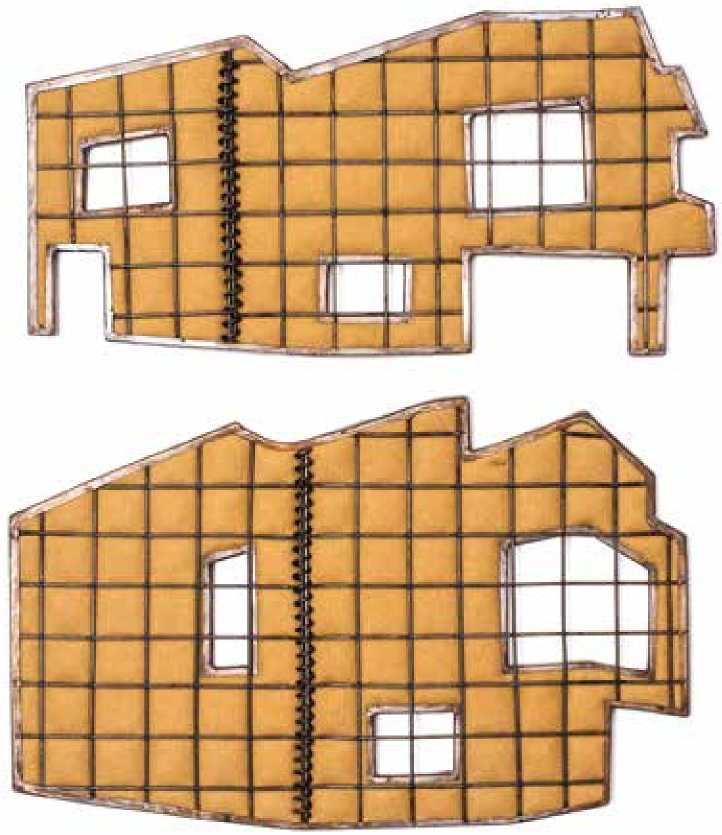

A continuing investigation into the changing face of the city–through measures of policing, securitization and urban regulation–manifested in the barricades and barriers that have come to form a kind of architecture of Karachi, this ongoing series of proposals attempts to formulate an integrated architecture of the city through new possible configurations of urban dwelling and structural formations

کراچی سے تعلق رکھنے والی فنکارہ سیما نصرت اپنے آبائی شہر کی تبدیلیوں کو واضح کر رہی ہیں شہر میں موجود قوانین اور انکی جانچ پر تحقیق کی ہے اور شہری تعمیر میں آنے والے بیریکیڈز اور بیرئیرز کو دِکھایا ہے۔

*Domestic Elevation*
2017
Welded wire mesh, non-woven polypropylene geotextile, foam and plywood

# SHAHZIA SIKANDER

Lives and works in New York

*Parallax* is a monumental, three-channel single image audio-visual animation created from hundreds of original hand-drawn paintings by Shahzia Sikander. Created in 2013 for Sharjah Biennial 11, *Parallax* examines contested histories of colonialism, mechanisms of power and cultural authority, and tensions over the control of trade routes in Strait of Hormuz in the Persian Gulf. Movement of resources and commodities, naval warfare, and the East India Company underlie the work. Trenchant historical symbols are given shifting identities as they come together to cultivate new associations through velocity and magnitude. The animation's original score is created in collaboration with the 2017 Pulitzer Prize winning composer Du Yun and poets from Sharjah. *Parallax* has traveled to over fifteen venues globally and continues to interrogate ideas of language, trade and empire, and migration.

# شازیہ سکندر

**پیرالیکس** ایک اہم تین چینل آڈیو ویثول انیمیشن ہے، جو شازیہ سکندر کی ہاتھ سے بنائی گئی سینکڑوں مصوری کے فن پاروں سے مل کر بنی ہے۔ ۲۰۱۳ میں شارجہ بینالے ۱۱ کے لئے بنائی گئی پیرالیکس نوآبادیاتی نظام کی متنازع تاریخ ، طاقت کی ساخت ، ثقافتی اختیار ، اور خلیج فارس میں ہرمز کے کنارے تجارتی روٹوں کے کنٹرول کا تجزیہ کرتی ہے ۔ اشیائے کارآمد ، بحری جنگی اسلحوں کی آمدورفت کو روک دیا گیا ، اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے کام کی بنیاد رکھی ہے۔ پرزور تاریخی علامات کی شناخت میں تبدیلی کی گئی ہے تا کہ وہ مل کر متحرک طریقے سے نئی ایسوسی ایشن کو فروغ دینے کے لئے کام کریں ۔ انیمیشن کی اصل سکور ۲۰۱۷ کی پلٹزر ونر ڈو یون اور شارجہ کے شاعروں کے باہمی تعاون سے بنائی گئی ہے۔ پیرالیکس عالمی سطح پر پندرہ سے زائد مقامات پر سفر کر چکی ہے۔ زبان ، تجارت اور نظریات کے تبادلہ خیال سے متعلق مزید تحقیقات جاری ہیں۔

*Parallax*
2013
three-channel, single-image HD video animation with 5.1 surround sound
15:26 minutes
Music by Du Yun.

Installation view, Sharjah Biennial, 2013.
Photo: Ian Forster/Art21
courtesy: the artist
Photography: Musacchio Ianniello, courtesy: Fondazione MAXXI
© Shahzia Sikander

# SHEZAD DAWOOD

Lives and works in London

# شزاد داؤد

Presenting three new paintings especially conceived for the LB01, Shezad Dawood reflects on the idea of sovereignty, private property and the politics of space in a pragmatic and oblique look at US-Pakistan relations from the 1950s to the present day. The progression of images used by Dawood plays along the fault lines of the Cold War and cultural osmosis, from Space Invaders to Richard Neutra's Karachi embassy that never was, from Ronald Reagan to beat, pop and sitar-inflected psychedelic rock 'n' roll in Pakistan. *Neutral Density* revisits celebrated US modernist architect Richard Neutra's only building in South Asia, part of the US Embassy Building programme initiated in the aftermath of the Second World War as a way to exert US 'soft power' around the globe. *The Panthers* is a portrait of the eponymous 60s/70s Pakistani psychedelic rock band who repatriated the sitar by way of the US West Coast psychedelic rock scene of the 1960s. While *Reaganomics* looks at the craze for video game arcades that swept Pakistan in the 1980s, a convenient repudiation of Soviet overtures in neighbouring Afghanistan with titles such as Space Invaders and Defender, and a neat follow-up to the use of Science Fiction films as anti-Soviet propaganda in the 1950s. The paintings all use a mixture of denim (or 'blue jeans', the key icon of US victory in the Cold War) and other fabrics produced in Pakistan, as their surface - which reflect Dawood's ongoing exploration of the social mirror that textiles and their histories provide.

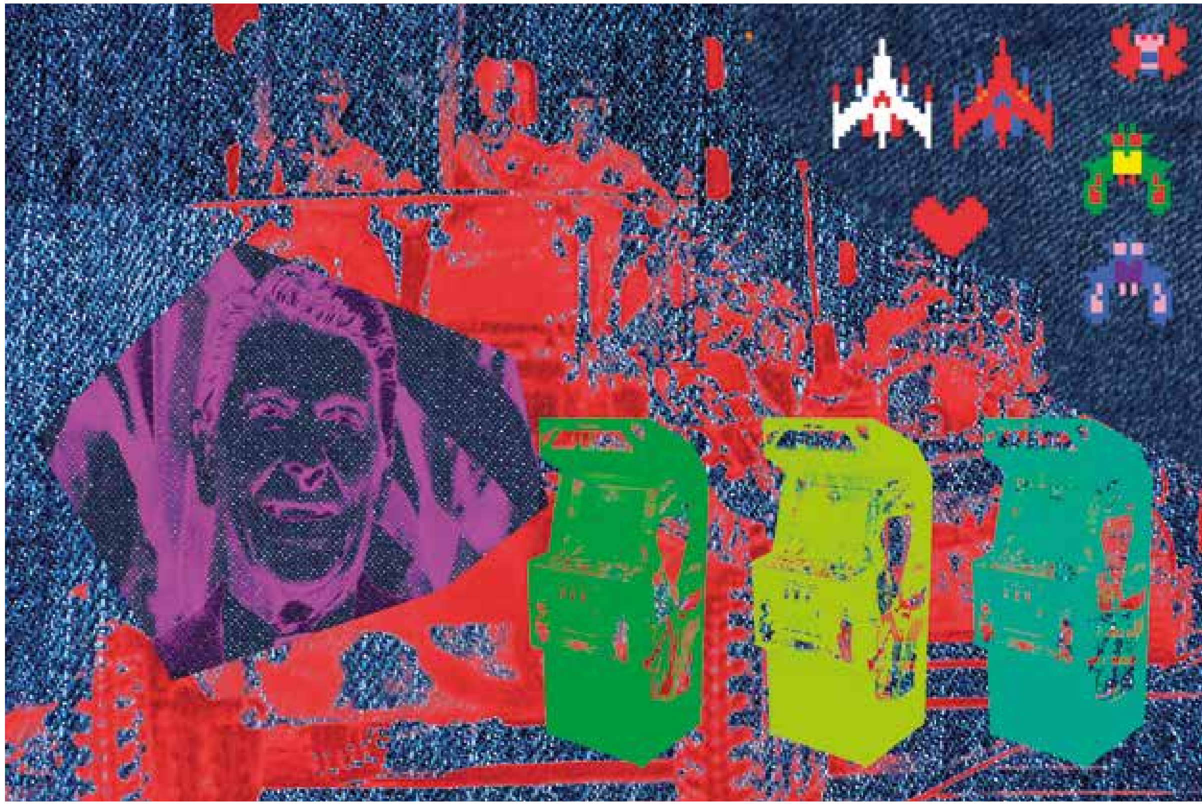

*Reaganomics*
2018
Acrylic, embroidery and mixed media on fabric
5 ft 9" x 8 ft 9"

لاہور بینالے کے لئے خاص طور پر بنائی گئی شہزاد داؤد کی پینٹنگز حاکمیت، نجی ملکیت، اور حقیقت پسندانہ وسعتی سیاست اور پاکستان اور امریکہ کے ۱۹۵۰ سے لیکر آج تک کے تعلقات کی عکاسی کرتی ہیں۔ فنکار کی بنائی گئی تین پینٹنگز بہ عنوان ‘‘نیوٹرل ڈینسٹی’’، ‘‘دا پینتھرز’’ ، ‘‘ریگانومیکس’’ شامل ہیں ۔ یہ کام امریکہ کی چھوٹی طاقتوں جیسے موسیقی سے لے کر ۱۹۸۰ میں پاکستان میں ویڈیو گیمز کے پھیلاؤ تک کے گزشتہ اثرات سے متعلق ہے

# PERFORMANCE

*Handa Hubaalna*
1970
*Taal Matol*
Pakistan Television

## SALIMA HASHMI

## سلیمہ ہاشمی

Salima Hashmi presents a brief satirical performance based on a character from the series written and performed on Pakistan Television by Shoaib Hashmi in the 1970's. The character is a school marm from a municipal school who constantly admonishes the children, but in this case it is errant artists.

سلیمہ ہاشمی نے ۱۹۷۰ء میں پاکستان ٹیلی وژن پر شعیب ہاشمی کی تحریر کردہ سیریز کے ایک کردار کے مطابق سنجیدہ کارکردگی پیش کی ہے۔ کردار ایک میونسپل سکول ٹیچر کا ہے جو مسلسل بچوں کو ملامت کرتی دکھائی دیتی ہے ۔ لیکن اس صورتحال میں وہ رستے سے منحرف فنکار ہیں جو ملامت کئے جا رہے ہیں۔

# NAIZA KHAN

# نائزہ خان

*Set in a moment yet still moving*
Speech act (16 mins)

*Set in a moment yet still moving*

This reading is of a text-under-construction. It is a selection of field notes I have kept since 2007, and covers a decade long engagement with Manora Island, the urban landscape of Karachi and its maritime history. It also covers a time during which I inhabited and travelled to other cities. Over the years I have traversed Manora on foot, re-visiting the same sites and investigating built structures on the island through a range of media, including drawings, video work, objects in brass, paintings and narrative text. The island has become a space for incubation, where many ideas have germinated, finding form in different guises and in different places.

The structure of the journal offers a way to rethink the continuities and disjuncture between different terrains and their entanglements. Each site becomes a way to engage critically with history and think about how my lived experience of a space can be reimagined amidst the everyday violence of postcolonial globalization. I see this intervention as a process of recounting ideas that have emerged from specific locales and time frames but have wider resonance in the way I think about spatiality.

## ایک لمحے کا ٹھراؤ جو مسلسل متحرک ہے

یہ پڑھائی زیرِ تعمیر تحریری متن کی ہے ۔ یہ ایک انتخاب ہے میرے فیلڈ نوٹس کا جو ۲۰۰۷ سے میرے پاس ہیں اور میری جزیرہ منوڑہ میں دس سالہ مصروفیات، کراچی کے شہری مناظر اور اسکی ساحلی تاریخ کا احاطہ کرتے ہیں ۔ یہ احاطہ کرتے ہیں اس وقت کا جب میں مختلف شہروں میں رہی اور سفر کیا۔ سالہاسال میں پیدل منوڑا کی خاک چھانتی رہی انھی مقامات کو بارہا دیکھتی رہی اور جزیرے پر تعمیر شدہ عمارات کی جانچ بذریعہ مختلف ذرائع بشمول ڈرائنگ، فلمسازی، پیتل سازی، پینٹنگز، وضاحتی کرتی رہی۔ یہ جزیرہ ایک افزائش گاہ بن گیا جہاں بہت سے خیالات جنم لیتے ہیں اور مختلف بھیس اور روپ دھار لیتے ہیں۔

اس جریدے کی ترتیب مختلف خطوں کے درمیان تسلسل ، عدم تسلسل، اور پیچیدگیوں پر نظر ثانی کیلئے ایک پیشکش ہے۔ ہر مقام ایک ذریعہ ہے جو تاریخ کے ساتھ تنقیدی طور پر مصروف کرتا ہے اور یہ سوچ دیتا ہے کہ کیسے کسی مقام کے بارے میں میرے ذاتی تجربات کو مراسلہ نوآبادیاتی عالمگیریت کے روزمرہ تشدد میں گھرے خیالات کے طور پر دوبارہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس فنی مداخلت کو میں خیالات کی ازسرِ نو گنتی کا عمل سمجھتی ہوں جو کہ مخصوص مقامات اور ٹائم فریم [وقت] میں ظہور پاتا ہے اور زیادہ وسیع گونج کا حامل ہے ۔

# ZAMBEEL DRAMATIC READINGS

*Rail Kahaani* brings together five stories that are intrinsically linked through the concept of railway journeys. Since its beginnings, the railway network traversing the subcontinent has carried millions of people from one place to another, generating narratives in both the personal and collective imagination. Train journeys feature strongly in Urdu literature, perhaps most prominently in the accounts of Partition and mass migration.

The stories in this collection navigate time and feature everyday narratives that evoke memory, myth, superstition, human interaction and societal perceptions.

This project presents the following short stories:

*Katta hua Dabba* (Intizar Hussain)
The stillness of an uneventful evening is in sharp contrast to the disquiet in Manzoor's mind as friends gather to share travel stories.

*Dhoka* (Mubashir Ali Zaidi)
Known for his 100-word stories, the author elucidates a few moments of human interaction on a railway platform. Despite its brevity, the narrative leaves a lasting impact on the imagination.

*Reserve Seat* (Intizar Hussain)
*Barri Bu* is anxious to interpret her recent dreams, particularly the one that finds her on a railway station.

*Aik Shauhar ki Khatir* (Ismat Chughtai)
Written in the first person, Chughtai's humorous account of encounters in a women's compartment of a train reveals perceptions about women in pre partition India.

*Thal* (Ahmed Nadeem Qasmi)
Set in the Thal desert at a time when the railway was a new phenomenon for its inhabitants, this story traces the myths and superstitions that ruled the region's inhabitants for generations.

**Zambeel Dramatic Readings** was founded by Mahvash Faruqi, Asma Mundrawala and Saife Hasan in September 2011 with a view to present texts from Urdu literature in a dramatized form to a live audience. Referencing traditions of storytelling and the contemporary form of the radio play, the productions traverse time and geographical boundaries to interpret and enliven narratives through sound and recitation.

Beginning with writings from Ismat Chughtai's rich repertoire, the group has since late 2011, presented nineteen projects comprising of twenty-seven stories altogether, in both English and Urdu by authors that include Quratulain Hyder, Saadat Hasan Manto, Masood Mufti, Afsan Chowdhury, Raihana Hasan, Ashraf Suboohi, Asif Farrukhi, Munshi Premchand, Faiz Ahmed Faiz and Naiyer Masud. With a shared background in theatre, the Zambeel performers imbue texts with a poignant expressive quality and perform narratives that are supported by a soundscape, enriching the aural experience of the audience through sound and recitation.



# زمبیل ڈرامائی مطالعہ

ریل کہانی ” پانچ کہانیوں کو اکٹھا” کرتی ہے جو حقیقی طور پر ریل کے سفر کے لحاظ سے ایک دوسرے سے منسلک ہیں ۔ اس کے آغاز سے ، ریلوے نیٹ ورک برِصغیر میں لاکھوں لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا ذریعہ ہے ، نجی اور اجتماعی تصورات میں روایات بنتے ہوئے ۔ ٹرین کا سفر اردو ادب میں بہت نمایاں مقام رکھتا ہے، خاص طور پر تقسیم کے وقت اور ہجرت میں ۔ اس مجموعہ میں کہانیاں وقت کا تعین کرتی دکھائی دیتی ہیں اور روزمرہ کی داستانیں جو ماضی، فرضی داستانوں، توہم پرستی، باہمی عمل اور معاشرتی ادراک کو تحریک دیتی ہیں ۔

اس فنی منصوبے میں مندرجہ ذیل افسانوں کو پیش کیا گیا ہے

کٹا ہوا ڈبہ [انتظار حسین]
غیر ہنگامہ خیز شام کا سکوت منظور کے بے چین دماغ سے بلکل برعکس ہے، جیسے ہی دوست سفر کی داستانیں سنانے اکٹھے ہوتے ہیں۔

دھوکہ [مبشر علی زیدی]
سو لفظوں کی کہانیوں سے جانے جاتے ہیں ، مصنف پلیٹ فارم پر کچھ لوگوں کے آمنے سامنے پیش آنے والے واقعات کو واضح کرتا ہے ۔ اس اختصار کے باوجود ، کہانی تصورات پر دیر پا اثر چھوڑ جاتی ہے۔

ریزرو سیٹ [انتظار حسین]
بڑی بو اپنے حالیہ خوابوں کی تعبیر کے لئے فکر مند ہے ، خاص طور پر وہ جس میں اس نے خود کو ریلوے سٹیشن پر پایا۔

ایک شوہر کی خاطر[عصمت چغتائی]
پہلے شخص کے لئے لکھا گیا، ٹرین کے ڈبے میں مزاح کا عنصر دکھانا عورتوں کے مقابلے کی صورت میں تقسیم سے پہلے عورتوں کے حالات سے آگاہی دیتا ہے۔

تھل [احمد ندیم قاسمی]
تھل کے صحرا میں قائم اس وقت جب وہاں کے باشندوں کے لئے ریلوے کا رحجان بلکل نیا تھا ، یہ کہانی ان فرضی قصوں اور توہم پرستیوں کی نشاندہی کرتی ہے جس نے نسلوں تک ان لوگوں پر حکومت کی۔

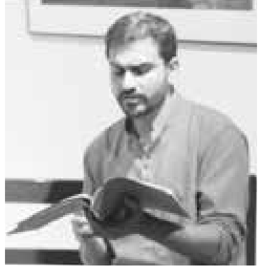

# BAGH-E-JINNAH

٦

باغِ جناح

# BAGH-E-JINNAH

Originally built as a botanical garden, covering 172 acres of land, Lawrence Gardens (now Bagh-e-Jinnah), was built under British colonial rule in Lahore in 1849. Lawrence Gardens was modelled after the historic Kew Gardens in London that served as a collecting and breeding ground for plant specimens from all over the world at the height of the British Empire.

Site specific projects for LB01 at Bagh-e-Jinnah are cognizant of this history. They offer a counter narrative or make visible presuppositions that underlie colonial optics and seeing, as well as the arrangement of the landscape.

**Wardha Shabbir**'s large scale installation juxtaposes a two-dimensional landscape form against the British-style layout of the garden. Trained as a miniature painter, she extends into the garden an aesthetic and a gesture that draws from the Indo-Persian engagement with nature as depicted in historic miniature paintings.

**David Alesworth**'s audio intervention within the park originates from the artist's ongoing research into the genesis of the garden, whose purpose was to facilitate the grooming of English plants and fruit trees for future cultivation in the newly acquired territories of British Indian Punjab. His work interweaves local voices with sound recordings acquired from the archives of the Kew Gardens, thereby questioning this historical narrative.

**Ali Kazim**'s installation functions as a quasi-archeological site wherein the fragile clay heart sculptures suggest affect and belonging, and may point to restrictions placed upon public expressions of love. The archaeological site as a modern system of survey and inquiry came into existence in the 19th century in South Asia, but here Kazim attunes the site to evoke buried memories and fragile attachments in a contemporary context.

**Mehreen Murtaza** creates an allegorical soundscape by tapping into the secret chemical and biological language shared between trees. The works asks us to reconsider our own relation to nature and to imagine a living and pulsing universe beyond the domain of the human.

**Noor Ali Chagani**'s installation employs re-used terracotta bricks that already bear traces or marks from the kiln. These are bricks salvaged from temporary constructions, and also bear visible traces of the bricks' past renditions and lives. They bring to the garden varied experiences of constructions inhabited and demolished into the garden, returning the damaged baked clay back to a state of nature.

Together these works present an engagement with nature, that harkens to the densely layered past of the site, yet also incorporate markers of the present era.



# باغِ جناح

نباتاتی باغ کے طور پر تعمیر کیا گیا ، ۱۷۲ ایکڑ زمین کے احاطے پر قائم [لارنس گارڈن ] اب باغِ جناح، ۱۸۴۹ میں لاہور میں برطانوی حکومت کی زیرِ نگرانی تعمیر کیا گیا باغِ جناح لندن کے کیو گارڈن کی طرزِ تعمیر پر بنایا گیا ہے ۔ برطانوی راج میں دنیا بھر کے پودوں کو سعنچنے والی زمین ہے ۔ باغِ جناح میں لاہور بینالے کے متعین مقام فنی منصوبے باغ کے نو آبادیاتی نظام سے آگاہی رکھتے ہیں۔ بہت سے منصوبوں میں بلمقابل مواجہہ کو واضح کیا گیا ہے اور یقینی اولین مفروضات کو جنھوں نے نو آبادیاتی آگاہی کو تہ نشین کیا زمینی تزئین کے نظریے سے۔

وردہ شبیر کی بڑے پیمانے پر بنائی گئی فنی تنصیب باغ کی برطانوی طرز کے بر خلاف دو جہتی زمینی تزئین کو باہم جوڑتی دکھائی دیتی ہے۔ مینی ایچر پینٹر کے طور پر تربیت یافتہ فنکارہ نے باغ میں جمالیاتی اور اشارتی توسیع کی کوشش کی ہے جو ہندو۔فارسی سے اشتراک سے ممکن پائی ہے جیسا کہ تاریخی مینی ایچر پینٹنگز میں دکھایا گیا ہے۔

ڈیوڈ ایلسورتھ کا قالین باغ کی دو جہتی تزئین میں اضافہ کر رہا ہے۔ قالینوں نے مشرق میں پودوں کی تزئینی نمائندگی کی ہے لیکن یہاں یہ فنی مداخلت ماحول میں دلکش اضافہ کرتی نظر آتی ہے۔ علی کاظم کی بنائی گئی فنی تنصیب ایک معمولی آ ثارِ قدیمہ کے طور پر نظر آتی ہے جہاں نازک مٹی کے دِل تعلق پراثر انداز میں دکھائے گئے ہیں اور محبت کے عوامی اظہار پر پابندیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ جنوبی ایشیا میں سروے اور انکوائری کا جدید نظام انیسویں صدی میں وجود میں آیا۔ لیکن یہاں فنکار نے دفن شدہ یادوں، اور نازک منسلکات کو عصرِ حاضر کے سیاق و سباق میں دِکھایا ہے۔ مہرین مرتضیٰ نے درختوں کے درمیان مشترکہ خفیہ کیمیائی اور حیاتیاتی زبان میں ٹیپنگ کر کے تمثیلی زبان تخلیق کی ہے۔ یہ فن پارہ ہمیں فطرت سے اپنے رشتے پر نظرثانی کے لئے مجبور کرتا ہے اپنی دنیا سے باہر زندگی کا تصور کرنے پر اکساتا ہے۔

نور علی کی فنی تنصیب میں ٹیراکوٹا اینٹوں کا استعمال کیا گیا ہے جو پہلے ہی بھٹی میں سختی جھیل چکی ہیں ۔ یہ کام عارضی تعمیرات کی نشاندہی کرتے ہوئے باغ میں منفرد تعمیراتی تجربے پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ ایک ساتھ یہ کام فطرت کے ساتھ اشتراک کو ظاہر کرتے ہیں اس جگہ کے گہرے ماضی میں جھانکتے ہوئے ترکِ نوآبادیاتی نظام اور ہم عصریت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

Supported by the Parks and
Horticulture Authority

# ALI KAZIM

Lives and works in Lahore

# علی کاظم

Lawrence Gardens, Lahore often referred to as “Lovers’ Gardens” by many, is open to the masses. Families, and couples in particular make frequent visits to this place, sometimes to share some intimate moments. Lawrence Gardens often transforms into a poetic setting for young lovers to seek refuge from the chaos of the city. Many stories linger and form in this wondrous place. In Bano Qudsia’s celebrated novel *Raja Gidh*, Lawrence Gardens is portrayed as the safe haven for the dark romance of the couple, who may be a depiction of common figures in our society. Unknown temple ruins with countless terracotta hearts are an homage to these recurring stories.

فن پارہ بہ عنوان “لورز ٹیمپل روینز” پانچ ہزار کوزہ گری کے فن سے بنائے گئے دل مندر کے ٹوٹے ہوئے ستونوں والے عمارتی ڈھانچے میں رکھے گئے ہیں۔ نازک مٹی کے بنے ہوئے دل کے مجسمے محبت کے عوامی اظہار پر پابندیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ علی کاظم نے عصرِ حاضر کے سیاق و سباق میں اس جگہ کی دفن شدہ یا دوں کو تازہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ فنکار کے اپنے الفاظ کے مطابق وہ ناول نگار بانو قدسیہ کے کام سے متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ اور روزمرہ کے واقعات جہاں نوجوان محبت کرنے والے اپنی محبت کی یادیں پارک کے بینچ اور درختوں پر نشانات کی شکل میں چھوڑ جاتے ہیں۔

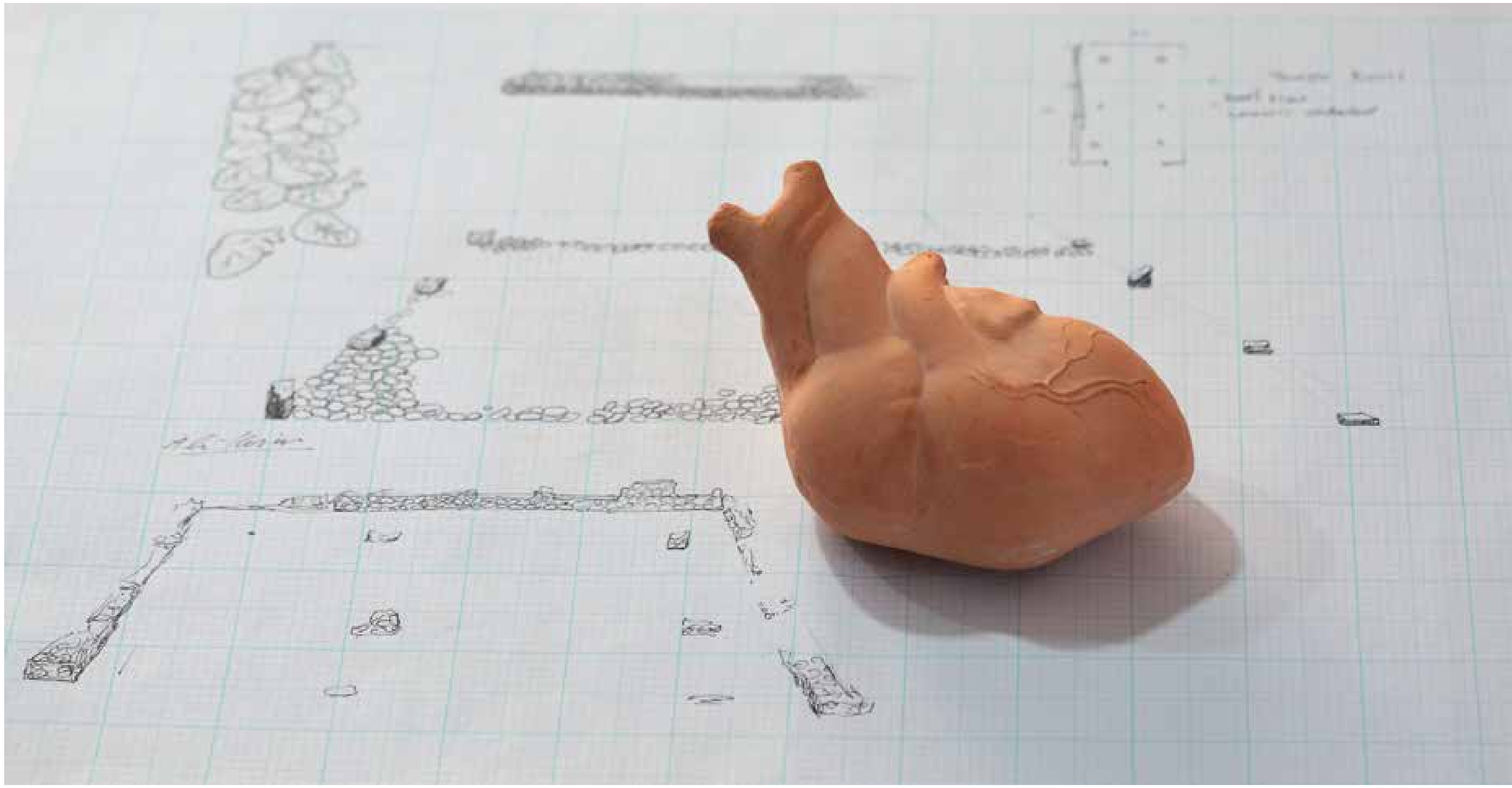

*Lover’s Temple Ruins*
2018
Site specific Installtion

# DAVID ALESWORTH

# ڈیوڈ ایلسورتھ

Lives and works in Bristol

*The Bulletins of Miscellaneous Information*

The audio intervention within the park space speaks with the voices of figures from the park's history and of the land. Consisting of a series of sound works, hosted within the crowns of some of the garden's most ancient trees, the work originates in the artist's on-going research into the history and genesis of Bagh-e-Jinnah. A facility originally established as a garden of acclimatization during the British Raj, Lawrence Gardens was intended for the grooming of English plants and fruit trees for future cultivation in the newly acquired territories of the British Indian Punjab. The current park has been renamed, and has evolved in various ways but underlying its current manifestation is a Botanical Garden of the British Empire, complete with all its implied certainties, complexities, contradictions and otherness. The surviving trees have borne witness to a previous era, a time of other rulers, other customs and another world-view.

پارک میں نصب آڈیو کی آواز کا ربط ان آوازوں سے ملتا سنائی دیتا ہے جو پہلے سے اس زمین کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ صوتی شکل میں بنائے گئے فن پاروں کی سیریز باغ کے سب سے قدیمی درختوں کے ساتھ فنِ میزبانی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ اس کام کی ابتداء باغِ جناح کی تاریخ سے متعلق فنکار کی مسلسل تحقیق سے ہوئی۔ باغِ جناح کا قیام برطانوی راج کے دوران ہوا، اس باغ کے قیام کا مقصد بھارتی پنجاب کے لئے حاصل شدہ علاقوں میں انگریزی پودوں اور پھلوں کے درختوں کی کاشت تھا۔ موجودہ پارک جو کئی بار تبدیلی کے مراحل سے گذرا ہے لیکن اپنی تمام تر حقیقت ، پیچیدگیوں ، تضادات ، اور مخالفت کے ساتھ برطانوی راج میں بنائے گئے باغ کے طور پر اپنی پہچان قائم رکھے ہوئے ہے۔ باقی رِہ جانے والے درخت گذرے ادوار ، حکمرانوں اور رواجوں کے گواہ ہیں ۔ یہ بیانات کیو گارڈن لندن کی باغبانی پر مبنی فنکارانہ تحقیقات کا حصہ ہیں ، اس کام کو آرٹسٹ ‘‘ایلسورتھ ’’ کے بینالے کے دوران باغِ جناح میں دکھائے جانے والے کام کے حوالے سے دیکھا جائے جس کا عنوان ‘‘ایک ہزار درخت ’’ ہے۔

The artist wishes to thank Carol Laidler for her input and work towards the realization of this project.

*The Bulletins of Miscellaneous Information*
2018
Site-specific sound installation
audio-player, speakers and mixed media
Dimensions variable

Commissioned by Lahore Biennale Foundation

# MEHREEN MURTAZA

# مہرین مرتضیٰ

Lives and works in Lahore

*"...how will you conduct yourself in the company of trees"*

Mehreen Murtaza works across a range of media to explore the intersecting worlds of technology, nature, science and spirituality. Mehreen Murtaza will exhibit in Lawrence Gardens, re-imagining her live installation "... how will you conduct yourself in the company of trees" which has been exhibited previously in Manchester Art Gallery, Nassauischer Kunstverein Wiesbaden and Westfälischer Kunstverein, Münster. Trees have been given a voice through human technologies which convert electro-magnetic signals to sound. If plants are given a voice through human means, what are they able to express? How are humans able to connect with plant life?

**” آپ درختوں کی رفاقت میں کس ڈھب سے رہیں گے“**

مہرین مرتضیٰ ٹیکنالوجی، فطرت، سائنس، اور روحانیت پر تحقیق کے لئے متنوع مواصلات میں کام کرتی ہیں۔ لارنس گارڈن میں نمائش کریں گی اور اپنی لایؤ فنی تنصیب ‘‘ آپ درختوں کی رفاقت میں کس ڈھب سے رہیں گے’’ کو تصورات کا حصہ بنائیں گی۔ جو اس سے پہلے مانچسٹر آرٹ گیلری، Nassauischer Kunstverein Wiesbaden اور Westfälischer Kunstverein, Münster میں نمائش کا حصہ بن چکا ہے۔ درختوں میں انسانی ٹیکنالوجی کے ذریعے آواز پیدا کی گئی جس سے برقی مقناطیسی شعاعیں آواز میں بدل گئیں۔ اگر پودوں میں انسانی ذرائع سے آواز پیدا کی جائے تو کیا وہ اظہار کر پائیں گے۔ کیسے انسان پودوں سے روابط رکھ سکتے ہیں۔

*Artist's notes*
2015

# NOOR ALI CHAGANI

# نور علی چگانی

Lives and works in Lahore

For me, bricks are the symbol of home, family, power and strength. In our society a man's responsibility from a very young age is to provide for his family, and to build a shelter or a home. This idea is so deeply entrenched in our psyche that some men spend their entire lives pursuing this dream. These responsibilities and firm ideas around masculine identities never allow men to show their softer or more emotional sides. These thoughts have inspired me to make a work that provides another interpretation for a brick wall, one in which the wall structure appears more organic, and not as rigid as how we understand walls to be.

میرے لئے اینٹیں گھر، خاندان طاقت اور ہمت کی علامت ہیں ۔ ہمارے معاشرے میں نو عمری سے مرد کی ذمہ داری اپنے خاندان کے لئے روزی فراہم کرنا اور پناہ گاہ یا گھر تعمیر کرنا ہوتی ہے۔ یہ سوچ نفسیاتی طور پر اتنی گہرائی تک اثر کرتی ہے کہ کچھ لوگ ساری زندگی اس خواب کو پورا کرنے میں گزار دیتے ہیں ، یہ ذمہ داریاں اور مردانہ شناخت کے ساتھ جڑا معاشرتی دائرہ کار کبھی بھی مرد کو اپنی شخصیت کے نرم یا جذباتی پہلوؤں کو دکھانے کی اجازت نہیں دیتے۔ ان خیالات نے مجھے ایسا فن پارہ بنانے کے لئے متاثر کیا ہے جو اینٹ کی بنی دیوار کی مختلف توضیح پیش کرے گا ۔ اس میں دیوار کی ساخت نامیاتی ہو گی اور عام دیواروں سے مختلف ہو گی۔



# WARDHA SHABBIR

# وردا شبیر

Lives and works in Lahore

*The Way to Paradise*
2018
Site Specific Public Sculpture
Size: Variable

While religious texts may often incline towards a fatalistic view of human life, there exists at the same time the concept of choice–choosing right over wrong, eternal bliss over worldly and temporary comfort, self-sacrifice over self-centeredness. The path or *Siraat* then becomes a means of navigating oneself through the clutter of these possibilities. It becomes a course of clarity in the midst of contradictory values and states of being. The linearity of the path can also be the basis for a shape that can multiply and form a pattern. It thus implies the infinitude that is a part of geometric development in Islamic art.

جبکہ مذہبی نصوص اکثر اِنسانی زندگی کے خطرناک نقطہ نظر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ، یہاں انتخاب کا خیال موجود ہے باطل پر حق کو چننے کا ، ابدی نعمت کو فانی دنیا پر، اور عارضی آرام کو قربانی پر ۔ یہ راستہ یا سرا امکانات کے جھنڈ تک پہنچا دیتا ہے ۔ متنازعے اقدار اور وجود کی حالت کے درمیان انکشاف ہو جاتا ہے، راستے کے خطوط ان اشکال کی بنیاد بن سکتے ہیں جنکے ضرب ہونے سے پیٹرن تشکیل پاتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ لامحدودیت اسلامی آرٹ میں جیومیٹرک دویلپمنٹ کا حصہ ہے۔

# THE CANAL

نہر

# AWAMI ART COLLECTIVE

The city is a playground, a temple, a home, a celebration, a book of words and wisdom that we breathe, sleep and 'be' every day. *Awami Roshni*, *Lahore Ke Geet* and the *Awami Selfie* projects are a nostalgic and commemorative 'yet' interrogatory and dialectic romance that we have with our city, Lahore. We live and play it every day in our ideological, political, social and personal – ordinary and never so ordinary lives. Lahore can never be ordinary!

*Awami Roshni* (light pyramid) emerges from the element of light as a symbol of hope and evolution. It is a commentary on the entwining of structures and our ideological national construct.

*Lahore Ke Geet* (Verses of Lahore): The trees of the canal will be our story-tellers. Their barks will be a canvas to share the 'verse' of Lahore.

*Awami Selfie:* The idea resonates in the dynamism of 'self', home and the time now - it is a discourse between public and personal, domestic or global, virtual and real.

شہر کھیل کا میدان ہے، مندر ہے، گھر ہے، جشن ہے، لفظوں اور حکمت کی کتاب ہے، روز سونا اور جاگنا، عوامی روشنی، لاہور کے گیت، عوامی سیلفی،فنی منصوبے جو یادگاری حیثیت رکھتے ہیں، اب تک جتنا بھی ہمیں اس شہر سے لگاؤ ہے ، ہم ہر روز اپنے نظریاتی، سیاسی، سماجی اور نجی زندگیوں میں اس شہر میں جیتے ہیں، معمولی یا غیر معمولی زندگی۔ لاہور !کبھی بھی معمولی نہیں ہو سکتا

عوامی روشنی: روشنی کے عنصر سے نکلا امید اور ترقی کی علامت کے طور پر۔

لاہور کے گیت: یہاں کے درخت اور نہریں ہمارے راوی بنیں گے، اور انکی شاخیں لاہور کے گیت لکھنے کے لئے کینوس

عوامی سیلفی: عوام اور اپنے درمیان تبادلہ خیال، گھریلو یا عالمی، حقیقت یا خیال۔

This project is supported by the Information and Technology University.



# عوامی آرٹ کولیکٹو

**Awami Art Collective** is a group of concerned artists, academics and activists, who initially came together to engage citizens in a dialogue on violent extremism through public art. But soon recognized the importance of the interlinkages between extremism, culture and development. We understand 'development' as a progression rooted in culture and heritage, and thus consider its contemporary implementation which has led to a lack of urbane culture and inequality as nothing but alienation and underdevelopment.

We thus intervene in the public space for the cause of peaceful co-existence, celebration of cultural diversity and inclusive development, while we employ non-hierarchical collaboration as our process of creation. We aim to appropriate the relationship between art and activism to generate public discourse as a catalyst for change.

**Awami Art Collective Members**

**Ammara Khalid** Media; **Asad Changaizi** Artist; **Farida Batool** Artist; **Haider Ali Jan** Artist; **Marria Khan** Artist; **Mohsin Shafi** Artist; **Naira Mushtaq** Artist; **Rabia Hassan** Artist; **Raheem ul Haque** Political Activist; **Raza Khan** Social Activist; **Samra Mir** Academic; **Sehr Jalil** Artist; **Yasir Azeem** Artist;

**عوامی آرٹ کولیکٹو** کچھ فنکاروں، دانشوروں، سرگرم کارکنوں کا گروپ ہے ، جو ابتدائی طور پر شہریوں کو تشدد اور انتہا پسندی کے بارے میں عوامی آرٹ کے ذریعے مزاکرات کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ۔ لیکن جلد ہی انتہا پسندی ، ثقافت اور ترقی کے درمیان تعلق کو سمجھ لیا گیا ہے۔ ہم ترقی کو ثقافت اور ورثے کی بنیاد سمجھتے ہیں، اور اسکے موجودہ عمل درآمد پر غور کیا گیا ہے جس میں شہری ثقافت اور عدم مساوات سے بیگانگی ظاہر کی گئی ہے۔

ہم عوامی جگہوں پر امن ، متنوع ثقافت ، اور ترقی پسندانہ اقدامات کے لئے دخل دیتے ہیں، جبکہ ہم اپنے تخلیقی عمل کے لئے غیر تنظیمی شرکت کو فروغ دیتے ہیں ۔ ہمارا مقصد فن کے ذریعے معاشرتی بدلاؤ لانا ہے۔

**عوامی آرٹ کولیکٹو ممبرز**

[**عمارہ خالد**[میڈیا]، **اسد چنگیزی** [فنکار **فریدہ بتول** [فنکار]، **حیدر علی، جان**[فنکار] ، **ماریہ خان**[فنکار]، **محسن شفیع** [فنکار]، **نائرہ مشتاق** [فنکار]، **رابعہ حسن**[فنکار]، **رحیم الحق** [سیاسی کارکن] ، **رضا خان** [سماجی کارکن] ، **ثمرا میر** [تدریسی کارکن]، **سحر جلیل** [فنکار]۔

# تدریسی فورم

# ACADEMIC FORUM

# ACADEMIC FORUM

The **Academic Forum** is an integral dimension of the Lahore Biennale 01. It aims to foster broad and imaginative discussions on art, culture, and society by bringing comparative and cross-disciplinary perspectives from other locations to Lahore. The Academic Forum brings over a dozen distinguished international curators, critics, and scholars to give public lectures, participate in panel discussions, conduct workshops, and do studio visits with local artists. Topics selected have comparative relevance for the artistic, academic, and public context of Lahore. Themes addressed include the transaction between studio practice and social engagement; the relation of art practice to history, memory, and place; and the role of institutions in engendering artistic practice, critical thinking, and public debate.

The Academic Forum aims to engender fresh insights to the practice of art in Pakistan and to the vital role institutions can play in developing rich and meaningful debates on culture and society. It will strengthen relationships between the art and academic world of Pakistan, and international curators, scholars, universities, and museums. All speakers will conduct studio visits with local artists, exposing their work to key international curators and scholars. Dedicated workshops that focus on critical art writing, curatorial practice, the contemporary mediascape, and art and climate change are scheduled. Edited transcripts of the talks and discussions will be later published as the *Lahore Biennale 01 Reader* and will serve as an enduring resource for the future.

The Academic Forum is organized by **Iftikhar Dadi**. Dadi is an associate professor in Cornell's Department of History of Art. He is the author of *Modernism and the Art of Muslim South Asia* (2010) and the edited monograph *Anwar Jalal Shemza* (2015). He has co-edited *Lines of Control: Partition as a Productive Space (2012);* and *Unpacking Europe: Towards a Critical Reading* (2001). Dadi serves on the editorial advisory boards of the journals *Archives of Asian Art; Bio-Scope: South Asian Screen Studies; and Art Journal* (2007-2011). He is advisor to Asia Art Archive (Hong Kong), and co-director of The Institute for Comparative Modernities at Cornell University. Dadi received his Ph.D. from Cornell University

Academic Forum and its workshops are supported by the American Institute of Pakistan Studies (AIPS)



# تدریسی فورم

**تدریسی فورم** لاہور بینالے کا ایک اہم جزو ہے جس کا مقصد فن، ثقافت، اور معاشرے پر تخیلاتی بحث و تمحیص کو فروغ دینا ہے ،دیگر جگہوں سے مختلف نظریات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ تدریسی فورم نے ایک درجن سے زائد بین الاقوامی کیوریٹرز ، نقادوں، اور دانشوروں کو لیکچر ، پینلز بحث میں حصہ لینے ورکشاپ منعقد کرنے اور مقامی فنکاروں کے ساتھ سٹوڈیو کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ منتخب کردہ موضوعات میں لاہور کے فنی، تعلیمی اور عوامی سیاق سباق سے نسبتاً مطابقت ہے ، موضوعات میں سٹوڈیو پریکٹس اور سماجی اشتراک کے درمیان تبادلہ شامل ہے ۔ تاریخ ،یاداشت ، اور جگہ کا آرٹ پریکٹس سے تعلق ؛ اور فنکارانہ پریکٹس ، تنقیدی سوچ اور عوامی بحث میں اداروں کا کردار کیا ہے۔

تدریسی فورم کا مقصد پاکستان میں فن کے لئے نئے نظریات کی اختراع میں مدد دینا ہے اور اہم کردار جو ادارے ادا کر سکتے ہیں ثقافتی ترقی کے لئے ، اس عمل سے فن ، دانشور، میوزیم اور تدریس کا رشتہ پاکستان سے اور مضبوط ہو گا۔ تمام مقررین مقامی فنکاروں کے ساتھ انکے سٹوڈیو کا دورہ کریں گے اور انکے کام کو اہم بین الاقومی کیوریٹرز اور دانشوروں کے سامنے پیش کریں گے۔

تمام ورکشاپ جن کا تعلق فنی تحریر، کیوریٹوریل پریکٹس، اور عصرِ حاضر کی میڈیا، اور آرٹ اور کلائمیٹ چینج پر ہے۔ انکو ترتیب دے دیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ تحریری ریکارڈ اور تمام تقاریر اور مباحثے کو بعد میں کے طور پر شائع کیا جائے گا اور مستقبل کے لئے پائیدار وسیلہ بن جائے۔

تدریسی فورم **افتخار ڈاڈی** نے ترتیب دیا ہے جو کور نیل یونیورسٹی میں ہسٹری آف آرٹ ڈیپارٹمنٹ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ وہ *Modernism and the Art of Muslim South Asia* 2010 کے مصنف ہیں ۔ اورمندجہ ذیل *Boards of the journals Archives of Asian Art; Bio-Scope: South Asian Screen Studies; and Art Journal* (2007- 2011). کے مدیر رہ چکے ہیں ، جن میں *Monograph Anwar Jalal Shemza (2015), Lines of Control: Partition as a Productive Space (2012); and Unpacking Europe: Towards a Critical Reading (2001).* شامل ہیں ڈاڈی *Asia Art Archive (Hong Kong)* میں مشیر ہیں اور *Comparative Modernities, Cornell University* کے کو ڈائیریکٹر ہیں۔ ڈاڈی نے پی ایچ ڈی کورنیل یونیورسٹی سے مکمل کی۔

# ASHISH RAJADHYAKSHA

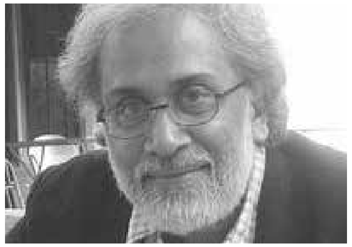

Ashish Rajadhyaksha is an independent cultural theorist, the co-editor of the *Encyclopaedia of Indian Cinema* (1999/2001), and curator of Bombay/Mumbai 1991- 2001 (with Geeta Kapur, 2002), You Don't Belong (China/Hong Kong, 2012/13) and *Tah-Satah: A Very Deep Surface, Mani Kaul and Ranbir Singh Kaleka in Conversation: Between Film and Video* (2017).

**Lahore and the Missing History of Bombay Cinema**

*"Ab samachar me Hindi suniye"*
Johnny Walker

This talk explores a long-term legacy of what has today come to be known as Bollywood by returning to the classics of the 1940s. Several "schools" of cinema thrived in Bombay in the Inter-War years. Along with the Calcutta and Madras Schools was the Lahore School of film making. After Partition, amid the general effort to "clean up" the film industry in India, there was also an effort to eradicate a form of popular Urdu film, either by classicizing it or by Hindustanizing it. Such efforts are not unique to the subcontinent, but this one was rather special in that, unlike say the Bengali or Tamil schools of cinema, which could potentially retreat into a regional-national idiom, Bombay had a major tradition of cinema that had nowhere to go: a cinema that remained in Bombay, at once an illegitimate form and perhaps the most popular cinema the subcontinent has seen. This talk proposes that, contrary to the assumption that there is little of significance in the Bombay cinema addressing Partition, a large number of films precisely do so: that the refusal of the industry to die, notwithstanding the lack of institutionalized finance, is itself a retelling of this history: that the very process of how films are read, internalized, and recycled, is itself a textual rendition of this subterranean history.

**Seminar: Contemporary Media in South Asia**

Ashish Rajadhyaksha will lead a half-day seminar on the analysis of the contemporary mediascape in South Asia.



# آشیش راجہ دِھکشیا

ایک خود مختار ثقافتی ناظر[Cultural theorist] ہیں، انسائیکلوپیڈیا آف انڈین سینما کے مدیر ہیں، کیوریٹر آف بمبئی ہیں [گیتا کپور ۲۰۰۲ کے ساتھ]، یو ڈونٹ بیلونگ [China/Hong Kong, 2012/13 ] اور : ایک گہری سطح [a very deep surface] ، مانی کول اور رنبیر سنگھ کالیکہ کی گفتگو: فلم اور ویڈیو کے درمیان ۔

**لاہور اور بمبئی سینما کی گمنام تاریخ**

**اب سماچار میں ہندی سنئیے ۔ جانی واکر**

یہ لیکچر اس طویل مدتی ورثے پر تحقیق کرتا ہے جو آج بالی ووڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ۱۹۴۰ کے کلاسیکی اسلوب کی طرف لوٹتے ہوئے۔ بمبئی میں پہلی اور دوسری عالمی جنگ کے درمیان کئی سینما سکولز ابھر کر سامنے آئے۔ جہاں کلکتہ اور مدراس کے سکولز تھے وہاں لاہور سکول آف فلم میکنگ بھی تھا۔

تقسیم کے بعد بھارت میں فلم انڈسٹری کو ختم کرنے کی کوشش عام تھی، اس کے ساتھ ساتھ معروف اردو فلم کی ہیت کو یا تو کلاسیکی اسلوب کی تقلید میں یا میں بدلنے کی کوشش جاری تھی۔ اس طرح کی کاوشیں صرف برِصغیر کے لئے نئی نہیں تھیں ، لیکن اس میں خاص بات یہ تھی کہ اسکے برعکس بنگالی اور تامل سینما سکول جو ممکنہ طور پر علاقائی قومی اظہار میں پیچھے ہٹ سکتے تھے ۔ بمبئی میں سینما کی روایت اتنی آسانی سے ختم نہیں ہو سکتی تھی۔ جو سینما بمبئی میں باقی رہ گیا تھا وہ برِصغیر کا سب سے مشہور سینما تھا۔ اس لیکچر میں دلیل دی جاتی ہے کہ مفروضوں کے برعکس بمبئی سینما میں جو اہمیت تقسیم پر بنائی گئی فلموں کو دی گئی وہ سینما بچانے کا موجب بن گئی ۔

## ELVIRA DYANGANI OSE

## ایلویرا دیانگانی اوسے

Elvira Dyangani Ose is a Lecturer in Visual Cultures at Goldsmiths, Senior Curator at Creative Time, New York, and independent curator and member of the Thought Council at the Fondazione Prada, where she has curated the exhibitions, Theaster Gates's True Value, Nástio Mosquito's T.T.T. Template Temples of Tenacity and Betye Saar: Uneasy Dancer. She was Curator of the eighth edition of the Göteborg International Biennial for Contemporary Art, (GIBCA 2015).

**Curatorial Workshop: States of Opacity**

Elvira Dyangani Ose will lead the two day workshop "States of Opacity" as part of the Academic Forum. In his quest for a Poetics of Relation–namely, a poetics, that is free of norms, goals and methods, as much as it is open, participatory, and is directly in contact with everything possible–poet Édouard Glissant urges us to claim the right to opacity. Opacity references the possibility of every individual to claim a plural and mutable identity, an essential condition for a new sense of collectivism to emerge. History is constituted of myriad episodes and movements of cultural and socio-political solidarity towards utopias. In restoring the premises of these practices of cultural and socio-political solidarity, how can we engage with their values, their ethics, without falling into nostalgia? How can we construct new forms of collective work, and what is the role of art, its agents and its institutions?

ایلویرا دیانگانی اوسے گولڈ سمتھ یونیورسٹی کے ویثول کلچر ڈپارٹمنٹ میں لیکچرار ہیں ، کرییٹو ٹائمز آف نیویارک کی سینئیر کیوریٹر ہیں اور فونڈازونے پرادا میں تھوٹ کونسل کی کیوریٹر اور ممبر ہیں ، جہاں وہ بہت ،سی نمائشیں کیوریٹ کر چکی ہیں [Theaster Gates's *True Value*, Nastio Mosquito's *T.T.T Template Temples of Tenacity* and *Betye Saar: Uneasy Dancer*.] *Goteborg International Biennial for Contemporary Art, GIBCA 2015* کے آٹھویں ایڈیشن کی کیوریٹر رہ چکی ہیں

**کیوٹوریل ورکشاپ : باطنیت کی صورتیں**

ایلویرا دیانگی اوسے دو روز ہ ورکشاپ کی قیادت کریں گی "سٹیٹس آف اپیسٹی " باطنیت کی صورتیں یہ ورکشاپ افتخار ڈاڈی کے ترتیب کردہ تدریسی فورم کا حصہ ہے۔ کتاب کی جستجو میں یعنی شعریت جو اصولوں، قاعدوں اور منزلوں سے مبرا ہے ، اتنی ہی عیاں ہے اور باضابطہ طور پر ہر ممکن چیز کے ساتھ اسکا رابطہ قائم ہے ۔ شاعر نے باطنیت کی طرف رحجان کی تاکید کی ہے ۔ باطنیت جو ہر انسان کو انفرادی طور پر ممکنہ شناخت کے حوالے کے ساتھ نظریہ اجتماعیت کے نئے شعور کو بیدار ہونے میں مدد دیتی ہے ۔ تاریخ مثالی ریاست کے لئے سماجی اور سیاسی اتحاد اور ثقافتی نقل وحمل کے ارتقائی مراحل میں ہے۔ ثقافتی اور سیاسی سماجی اتحاد کے ان طریقوں کے احاطے کو بحال کرنے میں ہمارا انکی قدروں اور اخلاقیات سے اشتراک کیسے ممکن ہے؟ ماضی میں جھانکے بغیر ہم کس طرح اجتمائی کام کی نئی اقسام تعمیر کر سکتے ہیں ؟ اس عمل میں آرٹ اسکے کارندے اور اداروں کا کیا کردار ہے؟



## ESRA AKCAN

## ایسرا اکشان

Esra Akcan is the Director of the Cornell Institute for European Studies, and associate professor in the Department of Architecture at Cornell University. Her research on modern and contemporary architecture and urbanism foregrounds the intertwined histories of Europe and West Asia. She has received numerous awards and fellowships and has authored more than 100 articles in scholarly books and professional journals.

**Architecture and Urban Development of Istanbul in the 2000s**

Throughout the last decade, the AK Party's government and the Istanbul Municipality initiated legal measures and large-scale projects that irreversibly changed the architectural and urban structure of Istanbul. This talk unpacks the transformations in the urban fabric, including the construction of new housing estates and the conversion of the existing informal settlements, as well as the erasure of urban icons and the construction of mega-projects. The talk discusses the government's legal and economic policies that enabled new construction, top-down planning, lack of commitment to public sphere, and neo-Ottoman symbolism.

ایسرا اکشان کورنیل انسٹی ٹیوٹ فور یورپین سٹڈیز کی ڈائریکٹر اور کورنیل یونیورسٹی میں آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ کی ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں ۔ جدید اور عصرِ حاضر کی فنِ تعمیر اور شہریت پر انکی تحقیق یورپ اور مغربی ایشیا کی متعدد تاریخوں کی پیشکش کرتی ہے۔ ایسرا نے متعدد ایوارڈ اور فیلوشپ حاصل کئے ہیں اور ۱۰۰ سے زائد علمی کتابوں اور جریدوں میں مضامین کی مصنفہ رِہ چکی ہیں۔

**۲۰۰۰ میں استنبول کی فنی تعمیر اور شہری ترقی**

گذشتہ دہائی سے اے کے پارٹی کی حکومت اور استنبول میونسپالٹی نے قانونی اقدامات اور بڑے پیمانے پر منصوبوں کی شروعات کی ہے ۔ جسکی بدولت استنبول کے فن ِ تعمیر اور شہری ساخت کو زبر دست تبدیلی کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ یہ لیکچر شہری ساخت میں تبدیلیوں کو بے نقاب کرتا ہے جس میں نئے گھروں کی تعمیرات ، کچی آبادیوں کا بدلاؤ مٹتی ہوئی شہری علامات اور بڑے منصوبوں کی تعمیر شامل ہے ۔ اس لیکچر میں قانونی اور اقتصادی پالیسیوں پر بحث کی گئی ہے ، جو نئے تعمیراتی کام تو کر رہی ہیں لیکن عوام کی بہتری کے لئے منصوبہ بندی کرنے کے عزم میں کمی اور ترکی میں نئی عثمانی رمزیت شامل ہے۔

# GRIDTHIYA GAWEEWONG

# گریڈتھیا گاویوونگ

Gridthiya Gaweewong co-founded Project 304, an independent art organization, in Bangkok in 1996. Gaweewong has curated and co-curated numerous exhibitions in Asia, Europe and beyond since the 2000s. Currently she is working on one of the multiple exhibitions of Gwangju Biennale 2018. Gaweewong is based in Bangkok and is artistic director of the Jim Thompson Art Center.

**Regional Perspectives and Beyond: A Case Study of Jim Thompson Art Center**

Located in Bangkok, Thailand, the Jim Thompson House Museum holds a collection of Southeast Asian artifacts and art objects. The collection and the structure were built by the American entrepreneur, Jim Thompson, who came to Thailand after WWII and was involved in the silk business during the 1950s. In 2003, the building was expanded, and a new section opened, the center for art and textiles that later became Jim Thompson Art Center, and which focuses on local and international contemporary art. This lecture will outline the exhibition programs and related activities of the Jim Thompson Art Center. It will discuss how curatorial practices have responded to the museum's historical collection and to the sociopolitical contexts of Thailand, the region, and beyond.

گریڈتھیا گاویوونگ نے پراجکٹ ۳۰۴ کی بنیاد رکھی۔ ایک آزاد آرٹ آرگنائزیشن، ۱۹۹۶ بنکاک میں بہت ساری نمائشیں کیوریٹ کیں ۲۰۰۰ء سے ایشیا ، یورپ اور اس سے باہر بھی۔ فی الحال وہ گوانگجو بینالے ۲۰۱۸ کی ایک سے زیادہ نمائشوں پر کام کر رہی ہیں ۔ گریڈتھیا بنکاک سے تعلق رکھتی ہیں اور جم تھومپسن آرٹ سنٹر کی ڈائریکٹر ہیں۔

**علاقائی نظریات: جم تھومپسن آرٹ سنٹر پر کیس سٹڈی**

بنکاک ، تھائی لینڈ میں واقع جم تھومپسن ہاؤس میوزیم میں جنوبی ایشیاء کے فنی نمونوں کا مجموعہ موجود ہے۔ مجموعات اور میوزیم کی ساخت امریکی صنعت کار جم تھومپسن نے بنائی جو دوسری جنگِ عظیم کے بعد تھائی لینڈ آئے اور ۱۹۵۰ کے دہانے میں ریشم کے کاروبار میں مصروف تھے۔ ۲۰۰۳ میں عمارت کی توسیع کی گئی اور سنٹر آف آرٹ اور ٹیکسٹائل کے نام سے نیا سنٹر کھولا گیا جو بعد میں جم تھومپسن آرٹ سنٹر بن گیا، جو بین الا اقوامی اور مقامی آرٹ پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ یہ لیکچر جم تھومپسن آرٹ سنٹر میں ہونے والے پروگرام نمائش اور متعلقہ سرگرمیوں کا خاکہ پیش کرے گا اور بحث کی جائے گی کہ کیوریٹوریل پریکٹس کا میوزیم کے تاریخی مجموعے اور سماجی، معاشی سیاق و سباق کے لحاظ سے کیا ردِ عمل ہے۔

# IJLAL MUZAFFAR

# اجلال مظفر

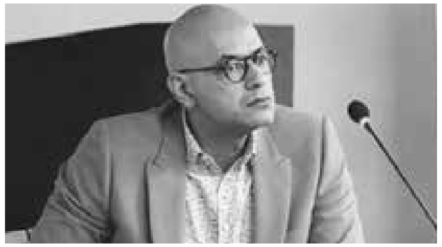

Ijlal Muzaffar is an Assistant Professor of Modern Architectural History at the Rhode Island School of Design. He is currently working on a book titled, "The Periphery Within: Modern Architecture and the Making of the Third World", that looks at how modern architects and planners played a critical role in shaping the discourse on Third Word Development after the Second World War.

**Settling Dreams: Imagining Responsibility, Inheritance, and Belonging**

What does it mean to settle and how is it related to questions of evidence? In this talk, I mine a family history of settlement along canals newly dug by the British in Sindh in 1898 to "irrigate the desert." Recalling a history of Scottish engineers measuring size of silt particles and relatives appealing to the Queen's Privy Council for justice, I explore how claims of belonging and responsibility must themselves be murky. Truth here, whether it is put forward by science, the government, or family, relies not on "hard" evidence that cannot be disputed, but on symbolism that cannot be proven or dismissed.

اجلال مظفر روڈ آئیلینڈ سکول آف ڈیزائن میں ماڈرن آرکیٹیکچرل ہسٹری کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں ۔ آجکل ایک کتاب پر کام کر رہے ہیں جس کا عنوان ہے "The Periphery Within: Modern Architechture and the Making of the Third World" جس سے ظاہر ہوتا ہے دوسری عالمی جنگ کے بعد تیسری دنیا کی ترقی کے لئے جدید آرکیٹیکٹ منصوبہ سازوں نے تنقیدی بیان کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

**خوابوں کی آبادکاری : تصوراتی ذمہ داریاں، میراث اور اثاثہ**

آباد ہونے سے کیا مراد ہے؟ اور جن سوالوں کا تعلق ثبوت سے ہے ان سے اسکی کیا نسبت ہے۔ اس بیان میں خاندانی آبادکاری کی تاریخ پر بات ہو گی ۔ ۸۱۹۸ میں سندھ میں برطانوی حکومت نے صحرا کی سیرابی کے لئے نئی نہریں کھودیں ۔ "سکاٹش انجینئرز کی تاریخ کو دہراتے ہوئے جو مٹی اور ریت کے ذرات کو ماپ رہے تھے اور رشتہ دار ملکہ کی خفیہ کونسل میں انصاف کے لئے آواز اٹھا رہے تھے ۔ میں نے تحقیق کی ہے کہ کیسے اثاثے اور ذمہ داریوں کے دعوی نے انکو بدقسمت بنا دیا سچ تو یہ ہے کہ چاہے یہ سائنس کی طرف سے واضح کیا گیا ہو، حکومت اور خاندان کا انحصار کسی ٹھوس ثبوت پر نہیں تکرار کے ذریعے حل نہیں ہو سکتا لیکن علامات جو نہ تو ثابت ہوتی ہیں اور نہ ہی ختم ہو سکتی ہیں۔

# JYOTI DHAR

# جیوتی دھر

Jyoti Dhar is an art critic based in Colombo. She writes for *Art Asia Pacific, Artforum* and The *Sunday Times* in Sri Lanka. She is the recipient of the Forbes India Emerging Art Writer of the Year award and won first prize at the International Awards for Art Criticism 4.

**Outline of Academic Forum Writing Workshop:**

"Delete as Appropriate" is a workshop on art criticism led by Jyoti Dhar held over the course of three days as part of the Academic Forum. The workshop hopes to explore the ambiguities and anxieties of art criticism, as well as the clinical practice of producing sharp and accessible texts embedded within the current moment.

جیوتی دھر کولمبو سے تعلق رکھنے والی فنی تنقید نگار ہیں۔ جو سری لنکا میں Art Asia Pacific, Artforum, The Sunday Times کے لئے لکھتی ہیں ، جیوتی Forbes India ، Emberging Artist of the Year ایوارڈ کی وصول کنندہ ہیں ۔ اور Art Criticism 4 کے لئے انٹرنیشنل ایوارڈ میں پہلا انعام جیت چکی ہیں۔

**تدریسی فورم کی تحریری ورکشاپ کا نقطہ نظر**

"ڈیلیٹ ایز ایپروپرایٹ" لاہور بینالے میں منعقد ہونے والی فنی تنقید نگاری پر مبنی 3 روزہ ورکشاپ ہے ۔ یہ افتخار ڈاڈی کے ترتیب دیئے گئے تدریسی فورم کا حصہ ہے ۔ اس ورکشاپ کے ذریعے فنی تنقید نگاری کے ابہامات ، مسائل اور اسکے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے لحاظ سے سریع اور قابلِ رسائی تحریری متن پر تحقیق کی جائے گی۔ پہلے مختلف اقسام کی کہانیوں کو استعمال کرتے ہوئے ہم لکھائی میں درستگی اور تسلسل پر بات کریں گے اور پھر بدلاؤ پر بحث ہو گی۔ دوسری بات صحافت کی خصوصیات ، آرٹ کی تاریخ میں ارتعاش اور انکے درمیان توازن پر کی جائے گی ۔ اسکے علاوہ 5 اہم تنقید نگاروں کے خصوصی کاموں پر بات ہو گی۔ آخر میں بینالے کو پس منظر میں رکھتے ہوئے ورکشاپ کے شرکاء کو مختصر تحریر لکھنے کی دعوت دی جائے گی جس کو بعد میں آن لائن شائع کرنے سے پہلے مزید بہتر کیا جائے گا۔

# PAMELA COREY

# پامیلا کورے

Pamela Nguyen Corey is a Lecturer in South East Asian Art at SOAS University of London. Her current book project is provisionally titled *The City in Time: Contemporary Art and Urban Form in Vietnam and Cambodia*, and her writings have appeared in numerous academic journals, exhibition catalogues, and platforms for art criticism.

This talk surveys selected artworks by Dinh Q. Lê, Sung Tieu, and Khvay Samnang, artists born in Vietnam or Cambodia who have used the city – whether Ho Chi Minh City, Berlin, or Phnom Penh – as a site, story, and medium. Corey deploys use the metaphor of the grid to refer to the urban plan, the pictorial field, or the master historical narrative, to show that what these artists are 'hacking' extends beyond the immediacy and boundaries of the artistic event.

پامیلا کورے یونیورسٹی آف لندن میں ساؤتھ ایسٹ ایشین آرٹ کی لیکچرار ہیں۔ انکی موجودہ کتاب جسکا عارضی عنوان " دا سٹی ان ٹائم: کنٹیمپرری آرٹ اینڈ اربن فورم ان ویتنام اینڈ کمبودیا" ہے۔ پامیلا کی لکھائی کئی تدریسی جریدوں اور نمائشی کیٹلاگ، میں شائع ہو چکی ہے۔

اس لیکچر میں ویتنام اور کمبودیا میں پیدا ہونے والے فنکاروں کے کام پر بات کی جائے گی جس میں Dinh Q. Le, Sung Tieu, and Khvay Samnang شامل ہیں۔ جبکہ Ho Chi Minh City, Berlin or Phnom Penh جیسے شہروں کو جگہ، کہانی اور میڈیم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ۔ میں نے گرڈ کے استعارے کو شہری منصوبہ بندی ، بڑے تاریخی بیان او ر تصویری طور پر استعمال کیا ہے، یہ دکھانے کے لئے کہ ان فنکاروں نے فنی کیفیات کی حدود سے باہر کیا تحقیقات کی ہیں۔

## SALONI MATHUR

## سلونی ماتھور

Saloni Mathur is Professor of Art History at the University of California, Los Angeles. She is author of *India by Design: Colonial History and Cultural Display*, editor of *The Migrant's Time: Rethinking Art History and Diaspora*, and co-editor (with Kavita Singh) of *No Touching, No Spitting, No Praying: The Museum in South Asia*. Her latest book, *A Fragile Inheritance: Radical Stakes in Contemporary Indian Art*, is forthcoming with Duke University Press.

**Modernist Maneuvers: The Paintings of Amrita Sher-Gil**

"Europe belongs to Picasso, Matisse, Braque, and many others. India belongs only to me," declared Amrita Sher-Gil, the Indian–Hungarian painter who stands at the cosmopolitan helm of modern art in South Asia.  This presentation will explore the work of Sher-Gil, who was trained in post-Impressionism in Paris and arrived in the subcontinent in the 1930's in search of a new visual language. We will examine, in particular, how Sher-Gil's mixed race heritage, her insider/outsider status, and her experiences of migration and dislocation, became a powerful driver for her painting career.

سلونی ماتھور یونیورسٹی آف کیلی فورنیا لاس ایجلس میں آرٹ ہسٹری کی پروفیسر ہیں۔ وہ India by Design: Colonial History and Cultural Display کی مصننفہ ہیں، The Migrant's Time: Rethinking Art History and Diaspora کی مدیر، اور No Touching, No Spitting, No Praying کی مدیر بھی ہیں ، انکی تازہ ترین کتاب A Fragile Inheritance: Radical Stakes in Contemporary Indian Art ڈیوک یونیورسٹی پریس سے چھپنے والی ہے

**جدت پسند نقل و حرکت: امرتا شیِرگِل کی پینٹنگز**

”یورپ پکاسو ، Picasso ماٹیز ، Matisse براق ، Braque اور بہت ساروں سے ہے۔ لیکن بھارت صرف مجھ سے ہے“ امرتا شیِرگِل نے واضح اعلان کیا، آدھی ہندوستانی اور آدھی ہنگرین مصورہ جنہوں نے جنوبی ایشیاء میں جدید آرٹ کی شروعات کی یہ پریزنٹیشن (Presentation) شیِرگِل کے کام پر تحقیق کرے گی ، جنھوں نے پیرس میں [مصوری میں فنی رحجانات اور اصول و ضوابط جو اثریت کے خلاف ردِعمل کے طور پر پیدا ہوئے اور جن میں عام مشاہدے کے برخلاف فنکار کے ذاتی تاثر کی عکاسی پر زور تھا] کی تعلیم پائی اور برِ صغیر میں نئی بصری زبان کی تلاش میں 1930 میں آئیں۔ ہم خصوصاً جانچ کریں گے کہ شیِرگِل کی مخلوط نسل وراثت ، اندرونی بیرونی حیثیت اور نقل و حمل کے تجربات انکی مصوری کے لئے کتنے مددگار رہے۔



## SANJUKTA SUNDERASON

## سنجکتا سندیراسن

Sanjukta Sunderason is a historian working on twentieth-century left-wing aesthetics and intellectual histories of decolonization. She is currently completing her first monograph on visual art and the Indian Left in the twentieth century. Dr. Sunderason is based at Leiden University in the Netherlands where she is Assistant Professor of Modern South Asian Studies.

**What is Left? Socialist Art and Postcolonial Aesthetics in Twentieth-century India**

This talk will explore the multiple forms and histories that constitute left-wing aesthetics in India during the 'long decolonization' – a period stretching from the Gandhian mass politics of the interwar 1920s and into the closing decades of Nehruvian India in the late-1960s. It will discuss the complex dialogues, contradictions, dreams and failures that lay beneath and alongside more visible histories of late-colonial and post-colonial Indian modern art. These archives, stories and imaginations provide new possibilities of intellectual and political histories of artistic modernities beyond nation-statist frames, and through new conversations between the local and the transnational in South Asia.

سنجکتا سندیراسن ایک تاریخ دان ہیں اور بیسوی صدی کی لیفٹ ونگ جمالیات اور ترک نوآبادیات کی سریع تاریخ پر کام کر رہی ہیں۔ آجکل وہ بیسوی صدی میں لیفٹ ونگ اور ویثول آرٹ پر اپنا پہلا مونوگرا ف مکمل کر رہی ہیں ۔ ڈاکٹر سندیراسن بنیادی طور پر Leiden University, Netherlands سے ہیں جہاں وہ Modern South Asian Studies کی اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

**بچا کیا ہے؟ : بیسوی صدی بھارت میں ترکِ نوآبادیات جمالیات او ر سو شلسٹ آرٹ**

اس بیان میں ان صورتوں اور تاریخوں پر تحقیق کی جائے گی جنھوں نے بھارت میں ترکِ نوآبادیات کے دوران لیفٹ ونگ جمالیات کو قائم کیا ۔ ایک دور جو ۱۹۲۰ کی جنگ میں گاندھین سیاست سے شروع ہوا اور نہروانی ہندوستان کی آخری دہائی میں ۱۹۶۰ تک کھینچا گیا۔ اس بیان میں پیچیدہ موضوعات ، تضادات، خواب اور ناکامیاں جو تہ نشین ہیں ابتدائی نو آبادی اور ترکِ نوآبادیت میں ہندوستانی جدید آرٹ کی واضح تاریخوں پر بحث کی جائے گی۔ یہ دستاویزات ، کہانیاں اور تصورات سیاسی اور فنکارانہ جدیدیت کے لئے نئے امکانات فراہم کرتی ہیں اور جنوبی ایشیا ء میں مقامی اور منتقلی کے درمیان نئے امکانات پر بات چیت کا ذریعہ ہیں۔

# SEAN ANDERSON

# شون اینڈیرسن

Sean Anderson is Associate Curator in the Department of Architecture and Design at The Museum of Modern Art. A Fellow of the American Academy in Rome and the Scuola Normale Superiore di Pisa, he has degrees in architectural design and history from Cornell and Princeton Universities and a PhD in art history from UCLA.

**On Failure**

Failure. Within its logic, failure is a construction, an act, or artifice that proffers its own symptoms. Instability lingers at the periphery of this incongruity when considering the transformation of colonial spaces into those of the post-colony. Nowhere are these divisions more evident than among those countries and regions through which the Nation was conceived also became the means by which it has been dissolved. This talk identifies failure and its antecedents, including civil hostility, imperiled sovereignties, and the limits of self-sufficiency, as revising the built environment. The imperatives of architecture, urbanism and landscape as material analogues to failure will be examined and recast through its multiple displacements.

شون اینڈیرسن میوزیم آف ماڈرن آرٹ کے ڈیپارٹمنٹ آرکیٹیکچر اینڈ ڈیزائن میں ایسوسی ایٹ کیوریٹر ہیں۔ امریکن اکیڈمی اور میں فیلو رہ چکے ہیں۔ پرنسٹن اور کورنیل یونیورسٹی سے آرکیٹیکچر ڈیزائن اور ہسٹری کی تعلیم حاصل کی اور آرٹ ہسٹری میں UCLA سے پی ایچ ڈی کی۔

**ناکامی پر**

یہ بیان توجہ دِلاتا ہے ناکامی کے نظریے کو دوبارہ سمجھنے کی جدید فنِ تعمیر اور عالمی تعمیری ماحولیات پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے۔ نوآبادکاری ممالک جو دوسری عالمی جنگ کے بعد آزاد ہو گئے انکی آزادی کے بعد قومی ترقی کے منصوبوں پر عمل درآمد ہوا ، لیکن صرف چند دہائیوں کے بعد وہ اکثر ناکامی کی مثال کے طور پر یاد کئے جاتے ہیں۔ تاہم، ناکامی کے تصور کو جانچنے کے لئے ضروری ہے کہ اگر ہم اس کو بیانیہ حقیقت کے طور پر قبول کرتے ہیں تو ہم نہیں دیکھ سکتے کہ اصطلاحات خود اپنا مطلب کیسے پیدا کرتی ہیں ۔ اگر ہم کسی منصوبے کو ناکامی کا نام دیتے ہیں تو ہم مسترد کر سکتے ہیں بغیر سمجھے تمام کثیر طاقتوں کو جو جنگ کے بعد سے مطابقت رکھتا ہے اور جس نے ترقیاتی منصوبوں کو روک دیا ہے۔



# SHARMINI PEREIRA

# شرمینی پریرا

Sharmini Pereira is an independent curator and publisher. She is the director and founder of *Raking Leaves*, a nonprofit independent publishing organization. In 2011, she was the international guest curator of the Abraaj Capital Art Prize and in 2006 she co-curated the first *Singapore* Biennale. She has written extensively on contemporary Asian art and spoken at many international conferences.

**One Hundred Thousand Small Tales**

Sharmini Pereira will discuss the exhibition *One Hundred Thousand Small Tales* she curated for the 4th edition of the Dhaka Art Summit (2018). The exhibition aimed to provide a starting point for mapping out the various paths of art production from the lead up to Sri Lanka's independence, which took place in 1948, to the present.

شرمینی پریرا ایک خودمختار کیوریٹر، اور پبلشر ہیں۔ وہ ایک غیر منافع بخش اشاعتی تنظیم رینکنگ لیوز کی ڈائیریکٹر اور بانی ہیں۔ 2011 میں ابراج کیپیٹل آرٹ پرائز کی کیوریٹر تھیں، اور 2006 میں سنگاپور بینالے کیوریٹ کیا، انھوں نے Contemporary Asian art پر تفصیلاً لکھا ہے اور بہت ساری بین الا اقوامی کانفرنس میں خطاب کیا ہے۔

**ایک لاکھ چھوٹی کہانیاں**

شرمینی پریرا ڈھاکہ آرٹ سمٹ کے چوتھے ایڈیشن کے لئے کیوریٹ کی گئی نمائش پر بات کریں گی جس میں وہ سری لنکا کی آزادی کے بعد فن میں ہونے والی مختلف تبدیلیوں پر بحث کریں گی۔

# SONAL KHULLAR

# سونال کھلر

Sonal Khullar is Associate Professor of South Asian Art History at the University of Washington. She is the author of *Worldly Affiliations: Artistic Practice, National Identity and Modernism in India*, 1930-1990 (University of California Press, 2015). Her current research focuses on conflict, collaboration, and globalization in contemporary art from South Asia.

**Making Place: Contemporary Art in India**

“Our practice is like field notes… where theory and philosophy and encounters and experiences are merging,” declares Mriganka Madhukaillya, a member of the Desire Machine Collective, of the group’s projects on a ferry docked on the Brahmaputra River in Guwahati, Assam. Focusing on a range of works by contemporary artists in India, Khullar will discuss how they have come to site their projects between village and city, forest and factory, gallery and street, and to understand their practice as research, inquiry, and action. In so doing, they dismantle fixed ideas of place such as home, world, region, and nation, and create new spaces for art and belonging

سونال یونیورسٹی آف واشنگٹن میں جنوبی ایشیا کی آرٹ ہسٹری کی پروفیسر ہیں۔ وہ Worldly Affiliations: Artistic Practice, National Identity and Modernism in India, 1930-1990 (University of California Press, 2015) کی مصنف ہیں ۔ انکی موجودہ تحقی جنوبی ایشیا میں عصرِ حاضر کے آرٹ میں تنازعات، باہمی تعاون اور عالمگیریت پر ہے۔

**بھارت میں عصرِ حاضر کا آرٹ**

ہماری فنی پریکٹس عمل میں ہے ،” جہاں نظریہ، فلسفہ، اور تجربات آپس میں ملتے نظر آتے ہیں” مارینگاکا مدھولیکا نے اعلان کیا ، جو گواٹی آسام میں بھرمپوترا دریا پر بحری جہاز میں ڈیزائر مشین کولیکٹو گروپ کی ممبر ہیں۔
سونال اپنے لیکچر میں انڈیا کے عصرِ حاضرِ کے آرٹ پر روشنی ڈالیں گی ، وہ واضح کریں گی کہ کیسے انھوں نے اپنے منصوبوں کو شہر اور گاؤں کے درمیان، جنگل اور فیکٹری کے درمیان، تحقیق کے لحاظ سے دیکھا۔ اس رحجان کا نتیجہ یہ ہے کہ فن کے لئے نئی جگہوں کے امکانات ظاہر ہوں گے۔

# SRIMOYEE MITRA

# سریموئے مترا

Srimoyee Mitra is Director of the Stamps Gallery at the University of Michigan. She is a curator and writer whose work focuses on building empathy and mutual respect. She develops ambitious and socially relevant projects that mobilize the agency within creative practices and the public. Her interdisciplinary research lies at the intersection of exhibition-making and participation, migration, globalization and decolonial aesthetics.

**Curating on the Border**

As a young woman growing up in Mumbai following the demolition of the 16th Century Mosque in Ayodhya, Uttar Pradesh, the violence of the 1991 riots in her hometown had a lasting impact on Srimoyee Mitra. This experience continues to inform the urgency of her work as a cultural producer, writer and curator. In Curating on the Border, Mitra will examine the concepts of border-thinking, diaspora and (de-)coloniality to discuss her exhibitions, *Border Cultures* (2013-2015), *Wafaa Bilal: 168:01* (2016), and her upcoming exhibition *Have We Met? Dialogues on Memory and Desire in the Age of the Internet* (2018-2019).

سریموئے متر ا یونیورسٹی آف میشیگن میں سٹیمپس گیلری کی ڈائریکٹر ہیں ، جنکا کام ہمدردی اور باہمی احترام کے بارے میں ہے وہ ادبی اور سماجی طور پر منصوبوں کی ترقی کے لئے کام کرتی ہیں جو عوام میں تخلیقی عمل کو فروغ دیتے ہیں

بمبئی میں بڑھی ہوئی نوجوان خاتون ، اتر پردیش میں سولہویں صدی کی بابری مسجد کی تباہی اور ۱۹۹۱ میں ہونے والے فسادات سریموئے متر ا کی زندگی پر اثرانداز رہے۔ یہ تجربہ انکے کام میں اثر انداز رہا ، کیوریٹنگ آن دا بارڈر میں مترا سرحدی سوچ، تارکینِ وطن اور ترکِ نوآبادیت جیسے خیالات پر بحث کریں گی ۔

# TEJASWINI NIRANJANA

# تجیسوانی نیرنجنا

Tejaswini Niranjana is Professor of Cultural Studies, Lingnan University, Hong Kong; co-founder of the Centre for the Study of Culture and Society, Bangalore (1998-2014); and author of *Siting Translation: History, Post-structuralism and the Colonial Context* (California, 1992), *Mobilizing India: Women, Music and Migration between India and Trinidad* (Duke, 2006), and a forthcoming monograph on musicophilia in Mumbai.

**Research in the Gallery: Repositioning Scholarship**

In the *Making Music-Making Space* project, I set up a collaboration with practitioners in film, architecture and design, which I hope will illuminate one of the ways by which academic research in the humanities and social sciences can be linked to the arts and to public engagement more broadly. The collaboration began in 2012 and lasted until 2015, when our exhibition was put up in Mumbai. It showcased a variety of research outputs that took expressive shape in a gallery, where people came to engage with the aesthetic elements as much as the research embodied in the artefacts. It aimed to document the story of Hindustani music (North Indian 'classical' music) in the city to show up the connections between music, its audiences, and the organization of public space. Our subsequent video installation at the 12th Shanghai Biennale (2016-2017) on music pedagogy was re-imagined for the Biennale venue as *Riyaaz* (the practice of learning).

تجیسوانی نیرنجنا لنگنان یونیورسٹی ہانگ کانگ میں کلچرل سٹڈیز کی پروفیسر ہیں۔ سٹڈی آف کلچر اینڈ سوسائٹی بینگلور [2014۔1998] سنٹر فور دا سٹڈی آف کلچر اینڈ سوسائٹی کی شریک بانی ہیں ۔ اور
Siting Translation: History, Post-structuralism and the Colonial Context (California, 1992), Mobilizing India: Women, Music and Migration between India and Trinidad (Duke, 2006)
کی مصنفہ ہیں۔

تجیسوانی نیرنجنا ایک دانشور ہیں جنکی موسیقی پر تحقیق انکو آرٹ پریکٹس کی طرف لے گئی۔ میکنگ میوزک۔میکنگ سپیس پراجکٹ میں ، میں نے معاونیت کی فلم آرکیٹیکچر اور ڈیزائن کے ماہرین کے ساتھ ، جو ۲۰۱۲ میں شروع ہوا اور ۲۰۱۵ تک رہا، ہم نے بمبئی میں نمامنعقد کی گئی جسکا مقصد ہندوستانی موسیقی کو ایسے شہر میں ریکارڈ کرنا تھا جس میں موسیقی اسکے حاضرین اور عوامی جگہ کی تنظیموں کے درمیان رشتہ واضح ہو سکے ۔ ۱۲ شنگائی بینالے میں ویڈیو تنصیب کی گئی جسکو بینالے میں ایک نئے انداز سے "ریاض" کے نام سے پیش کیا گیا ہے ۔ اور نومبر ۲۰۱۶ سے ہرزاروں شائقین نے شرکت کی ہے۔ میری پریزنٹیشن میں دونوں گیلیریوں کی تدریسی تحقیق کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔

# T.J. DEMOS

# ٹی جے ڈیموس

T.J. Demos is Professor in the Department of the History of Art and Visual Culture, University of California, Santa Cruz, and Director of its Center for Creative Ecologies. He writes widely about contemporary art, global politics, and ecology, and is the author of *Against the Anthropocene: Visual Culture and Environment Today* (Sternberg Press, 2017).

**Anthropocene or Capitalocene? Climate Justice and Critical Aesthetic Practice Today**

This two day seminar will investigate recent claims that we have entered a new geological era where Earth's geophysical processes are newly driven by human activities. What are the assumptions of the Anthropocene thesis, what ideological work does it accomplish, and whose interests does it serve? Alternately, others posit the Capitlocene as the most apt descriptor for geopolitical developments over the last five hundred years of the unfolding of capitalism, colonialism, and globalization. What are the advantages and disadvantages of each term, and how do they correspond to developments in the Environmental Arts and Humanities? The seminar will consider a range of positions and discuss artistic approaches to the biopolitics and geontologies of the post-Holocene era, decolonial Anthropocene practices, and more.

ٹی جے ڈیموس یونیورسٹی آف کیلی فورنیا میں ڈیپارٹمنٹ آف آرٹ ہسٹری اینڈ ویثول کلچر کے پروفیسر ہیں۔ اور سنٹر فار کریٹو ایکولوجیز کے ڈائریکٹر ہیں ۔ انھوں نے عصرِ حاضر کے آرٹ ، عالمی سیاست اور ماحولیات پر بہت زیادہ لکھا ہے ۔ وہ
Against the Anthropocene: Visual Culture and Environment Today (Sternberg Press, 2017)
کے مصنف ہیں۔

**موجودہ موسمیاتی انصاف اور اہم جمالیاتی مشق**

اس ڈھائی دن کے سیمینار میں ان حالیہ دعووں پر تحقیق کی جائے گی کہ ہم ایک نئے جغرافیائی دور میں داخل ہو چکے ہیں جہاں طبیعات الا ارض عوامل انسانی سرگرمیوں کی بدولت چل رہے ہیں۔ حالیہ انسانی تاریخ کے مقالات کیا ہیں؟ کیا نظریاتی کام انجام دئے جا رہے ہیں؟ اور کس کے لئے؟ متبادل طور پر جغرافیائی ترقی کے لئے سب سے زیادہ مناسب تشریحی اشارہ ہے پچھلے پانچ سالوں سے نوآبادیت، سرمایہ داری اور عالمگیریت کو بے نقاب کیا جا رہا ہے۔ ہر اصطلاح کے فوائد اور نقصانات کیا ہیں، ماحولیاتی آرٹ اور انسانی ترقی سے انکی کیا مطابقت ہے؟ ہم مختلف صورتحال پر غو ر کریں گے اور پوسٹ ہولوکین دو ر کے بایؤپالیٹیکل اور جیونٹولوجی میں فنکارانہ نقطہ نظر پر بحث کی جائے گی ۔

# CAMP

**CAMP** is a Mumbai-based studio for transdisciplinary media practices concerned with the history and politics of technology and experimental video and audio recordings. CAMP's work has been exhibited internationally, including at the 2010 Liverpool Biennial, the 2011 Sharjah Biennial, the 2012 New Museum Triennial, Documenta 13 in Kassel and Kabul, the 2013 edition of the Viennale, the 2014 edition of the Shanghai Biennale, and the 2017 edition of the Skulptur Projekte Münster.

**Ashok Sukumaran** is a trained architect with a degree from School of Planning and Architecture, Delhi, India. He holds an MFA from Department of Design|Media Arts at the University of California, Los Angeles. He is the co-founder of the collaborative studio CAMP and based in Mumbai.

**Shaina Anand** has been active as an independent filmmaker and media artist since 1981. Anand formed the Mumbai-based 'ChitraKarKhana' for independent experimental media in 2001.

**CAMP Art Workshop: Art in Society Today**

Shaina Anand and Ashok Sukumaran of the collaborative studio CAMP will lead a half-day workshop on the role of art in society today.

# کیمپ

کیمپ بمبئی سے تعلق رکھنے والا سٹوڈیو ہے جنکا کام تاریخ ، ٹیکنالوجی، تجرباتی ویڈیو اور آڈیو ریکارڈنگ سے متعلق ہے ۔ کیمپ کا کام بین الاقوامی سطح پر دکھایا گیا ہے۔ جس میں لِور پول بینالے ، شارجہ بینالے، نیو میوزیم ٹرینالے، ڈوکیومینٹا 13 کابل اور کاسل میں، 2013 کے ویناے ایڈیشن میں، 2014 کے شنگائی بینالے، اور 2017 کے Skulptur Projekte Muster ایڈیشن میں دکھایا گیا

**آشوک سوکوماران** سکول آف پلیننگ اینڈ آرکیٹیکٹ ، دہلی، انڈیا سے تربیت یافتہ آرکیٹیکٹ ہیں ۔ انھوں نے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا لاس ایجلس سے ڈیپارٹمنٹ آف ڈیزائن اینڈ میڈیا میں ایم ایف اے کی تعلیم حاصل کی۔ وہ مشترکہ سٹوڈیو کیمپ کے شریک بانی ہیں۔ [شائنہ آنند] کے ساتھ جنکا تعلق بمبئی سے ہے۔

**شائنہ آنند** ۱۹۸۱ سے ایک خودمختار فِلم میکر اور میڈیا آرٹسٹ ہیں ۔ شائنہ نے ۲۰۰۱ میں تجرباتی میڈیا کے لئے چترکارخانہ بنایا۔ وہ مشترکہ سٹوڈیو کیمپ کی شریک بانی ہیں

**کیمپ آرٹ ورکشاپ:**
**موجودہ معاشرے میں آرٹ**

مشترکہ سٹوڈیو کیمپ سے آشوک سوکوماران اور شائنہ آنند معاشرے میں آرٹ کے کردار پر آدھے دن کی ورکشاپ کی قیادت کریں گے ۔



**artSPEAK**
**YOUTH FORUM**

# artSPEAK

# آرٹ سپیک

**artSPEAK** is a public programme initiated by Lahore Biennale Foundation in 2015 to provide a platform for critical discourse on diverse topics by creative practitioners. artSPEAK has initiated discussions on performative practices, artist residencies, pedagogy, and representations of gender minorities. There has been a particular focus on fostering new disciplinary connections with the aim of sparking fresh discoveries.

For LB01, artSPEAK will continue this ethos by engaging with practitioners whose work is part of the Biennale. This series of lectures and panels curated by Aziz Sohail will highlight elements of artistic practices, with the audience being a key interlocutor. It allows for the audience to engage with the work on display, and for the artists to re-examine their own practices.

آرٹ سپیک ۲۰۱۵ میں لاہور بینالے فاؤنڈیشن کی طرف سے شروع کیا گیا ایک عوامی پروگرام ہے ۔ جس میں تخلیقی صلاحیتوں کے مالک افراد کو متنوع موضوعات پر بحث و تمحیص کے مواقع فراہم کئے جائیں گے، آرٹ سپیک نے فنکارانہ پریکٹس، آرٹسٹ ریزیڈینسی ، درس و تدریس ، اور صنفی اقلیتوں کی نمائندگی جیسے عنوانات پر مباحثے کی شروعات کی ہے ۔ نئے اصلاحی روابط کو فروغ دینے پر خاص توجہ دی جا رہی ہے ۔

لاہور بینالے کے لئے آرٹ سپیک فنکاروں سے اشتراک کے ذریعے اس اقدار کو جاری رکھیں گے جن کے فن پارے بینالے کا حصہ ہیں ۔ منظم شدہ لیکچرز کا سلسلہ اور پینلز حاضرین کے ساتھ اہم گفتگو کے ذریعے فنکارانہ پریکٹس کے عناصر کو واضح کریں گے، جسکی بدولت حاضرین کو نمائش میں لگے کام کو دیکھنے اور فنکاروں کو اپنی پریکٹس کو دوبارہ جانچنے کا موقع ملے گا۔

# YOUTH FORUM

# یوتھ فارم

The Youth Forum is an initiative of the Biennale Foundation (LBF), where LBF, along with different institutional partners, will actively engage with younger audiences that include in–school and out–of–school children, through public and private sector schools from all across Lahore. These interactions will create conversations through arts via community building programming that will connect children nationally and globally, all the while fostering a greater interest in the arts.

This collaborative effort will include creative workshops, community art outreach, craft competitions and activities for younger children and families. LBF's vision is that such a forum will continue to exist after the Biennale as an initiative spearheaded by students themselves under the patronage and funding of relevant institutes. Under a democratic student council, the Youth Forum will exist as a collaborative that regularly holds community art initiatives/workshops with a special focus on youth engagement with the arts.

یوتھ فورم لاہور بینالے فاؤنڈیشن کا اقدام ہے، جہاں فاؤنڈیشن اور مختلف اداروں کا ساتھ نو عمر بچوں کے ساتھ اشتراک ہو گا جس میں سکول جانے اور نہ جانے والے بچے شامل ہوں گے لاہور کے تمام عوامی اور نجی سیکٹر کے سکولز اس کام میں شامل ہو ں گے۔ اس باہمی عمل کے ذریعے کمیونٹی بلڈنگ پروگرام میں فن پر گفتگو ہو گی جو نو عمر بچوں کو قومی اور عالمی طور پر مربوط کرے گی ۔

اس مشترکہ کاوش میں تخلیقی ورکشاپ، دستکاری کے مقابلے ، نو عمر بچوں اور خاندانوں کے لئے کئی دلچسپ سرگرمیاں موجود ہوں گی ۔ فاؤنڈیشن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس طرح کے اقدامات بینالے کے بعد بھی جاری رہنے چاہیں ، مختلف اداروں کے فنڈز کے ذریعے طالبِ علم اسکو جاری رکھنے میں مدد دے سکتے ہیں ۔ جمہوریہ طالبِ علم کونسل جس میں باہمی تعاون کے ذریعے باقاعدگی سے فنی سرگرمیاں اور مختلف ورکشاپ کروائی جائیں جس کا مقصد نو عمر بچوں کے فن سے لگاؤ کو فروغ دینا ہے۔

# ACKNOWLEDGEMENTS

Babar Ali Foundation

# GOVERNMENT OF PUNJAB

The Commissioner's Office, Lahore

Information and Culture Department

LEAD SPONSOR

CENTRAL SPONSOR

COLOR PARTNER

AkzoNobel

SITE SPONSOR

citibank

ALHAMRA ARTS CENTRE

# INSTITUTIONS

Australian High Commission
Islamabad, Pakistan

BRITISH COUNCIL | 70 YEARS IN PAKISTAN

LOTTERY FUNDED | Supported using public funding by ARTS COUNCIL ENGLAND

AGA KHAN TRUST FOR CULTURE

AGA KHAN MUSEUM

GOETHE INSTITUT

Alliance Française Lahore

American Institute of Pakistan Studies

ICM THE INSTITUTE FOR COMPARATIVE MODERNITIES

Cornell University

NCA

LUMS

ITU INFORMATION TECHNOLOGY UNIVERSITY

Beaconhouse School System

naQsh SCHOOL OF ARTS

LGS

the Whitworth

THE TETLEY

MANCHESTER 1824
The University of Manchester

New North South Network

Manchester Art Gallery

KIRAN NADAR MUSEUM OF ART

SHARJAH ART FOUNDATION

Kochi-Muziris Biennale

DHAKA ART SUMMIT '18
ঢাকা আর্ট সামিট '১৮

Liverpool Biennial

KB17 KARACHI BIENNALE

COLOMBO ART BIENNALE

phileas
A Fund for Contemporary Art

swiss arts council
prohelvetia

GLOBAL SHAPERS COMMUNITY LAHORE

the little art

NAIRANG GALLERIES

## CORPORATE

## EVENTS & MEDIA PARTNERS

## TEAM LB01

Curatorial
Qudsia Rahim
Mariah Lookman
Zarmina Rafi

Exhibition Design & Production
Raza Ali Dada
Murtaza Ali
Zaineb Siddiqui
Haseeb Zafar
Asna Ejaz
Waheed Latif
Osama Nisar

HR, Marketing & Finance
Sheikh Omer

Project & Event Management
Zafar Mehmood
Sonbal Khokhar

Assistants
Javed & Yasir

Academic Program
Iftikhar Dadi
Aziz Sohail
Amna Suheyl

Publication
Ayesha Jatoi

Translation
Rida Zainab

Communications
Fatima Rehman

PR and Social Media
Fatima Fazli
Hasna Sami

Design
Rizwan Hussain
Baber Baig

Administration
Shahbaz Anjum

Founding Patrons

Mr & Mrs. Syed Babar Ali
Sadia & Osman Khalid Waheed
Qudsia Rahim & Raza Ali Dada

Lahore Biennale - 01 Patrons

Mr & Mrs. Syed Yawar Ali
Ambreen Zaman

Special Thanks

Nayyar Ali Dada
Umer Rasool
Amin Jaffer
Fawzia Naqvi
Tanvir Hasan
Mehreen Khurshid-Rizvi
Karen Stone Talwar
Stefan Winkler
Abdullah Sumbal
Kamran Lashari
Dr. Umer Saif
Salima Hashmi
Sehyr Saigol
Naazish Ata-Ullah
Masood Khan
Razi Ahmed
Ms. Henna Babar Ali
Kamran Asdar Ali
Ayesha Khalid Waheed
Sally Tallant
Mian Shakeel
Alison Darnbrough
Murad Saigol

Aisha Khalid
Ali Kazim
Alia Syed
Amar Kanwar
Asad Raza
Asvajit Boyle
Atif Khan
Awami Art Collective
Ayesha Jatoi
Ayesha Sultana
Bani Abidi
CAMP
David Alesworth
Faiza Butt
Fazal Rizvi
Firoz Mahmud
Halil Altindere
Hamra Abbas
Hira Nabi
Huma Mulji
Iftikhar Dadi & Elizabeth Dadi
Imran Qureshi
Kay Walkowiak
Komail Aijazuddin
Lala Rukh
Mahbub Shah
Manisha Gera Baswani
Masooma Syed
Mehreen Murtaza
Minam Apang
Miniature Painting Atelier
Muhanned Cader
Nadia Kaabi-Linke
Naeem Mohaiemen
Naila Mahmood
Naima Dadabhoy
Naiza Khan
Noor Ali Chagani
Rasel Chowdhury
Rehana Mangi
Risham Syed & Inaam Zafar
Sadia Salim
Salima Hashmi
Salman Toor
Seema Nusrat
Shahpour Pouyan
Shahzia Sikander
Shezad Dawood
Shirin Neshat
T Shanaathanan
Waqas Khan
Wardha Shabbir
Zahoor ul Akhlaq
Zambeel